وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

الصِّدِّیق

مصنف

محقق العصر
حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

چشتی کتب خانہ
ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد
03006674752 - 03007681230
Chishtikutabkhana@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب	الصّدیق
مصنف	علامہ صائم چشتی
پہلی مرتبہ	۱۹ جمادی الاول ۱۴۰۳
پانچویں بار	ربیع الاوّل ۱۴۳۳
تعداد	ایک ہزار
طابع	محمد شفیق مجاہد
کمپوزنگ	چشتی کمپوزرز
ہدیہ	250

ملنے کا پتہ

مکتبۂ زین العابدین

0313.4300215

انتساب ونذرِ عقیدت

سُلطانۂ عالم، مخدومۂ کائنات، محبوبۂ محبوبِ رب العالمین،
شمعٔ شبستانِ رحمۃ للعالمین، عابدہ، زاہدہ، عفیفہ، منیفہ، محدثہ، مجتہدہ،
رفیقۂ رفیقِ بیکساں، عتیقہ بنتِ عتیق، صدیقہ بنتِ صدیق اُم المومنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

کی بارگاہِ بیکس پناہ میں
نہایت عقیدت واحترام اور عجز ونیاز کے ساتھ

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

صائم چشتی

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ

فہرست

منقبت

صحابہ کرام

رسولِ پاک کے پیاروں سے پیار کرتے رہو
زمیں کے چاند ستاروں سے پیار کرتے رہو

رُخِ حبیب زیارت گہہ صحابہ تھا
نظر نواز نظاروں سے پیار کرتے رہو

رچی ہے دین کے گلشن میں بوئے خُوں جن کی
ہمیشہ ایسی بہاروں سے پیار کرتے رہو

بنایا مالکِ جنت ہے جن کو دُنیا میں
خُدا کے یار کے یاروں سے پیار کرتے رہو

کٹے جو کرب و بلا میں فقط خدا کے لئے
دلِ بتول کے پاروں سے پیار کرتے رہو

متاعِ دیدہ و دل وقفِ مصطفےٰ کر کے
نبی کے عشق کے ماروں سے پیار کرتے رہو

بہائے جو تھے صحابہ نے بہرِ دیں صائم
عظیم خون کے دھاروں سے پیار کرتے رہو

منقبت

بحضور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

شانِ صدیقِ اکبر پہ قُربان میں
رازدارِ رسالت کی کیا بات ہے
جس کو صدیق ہے مصطفٰے نے کہا
اُس سراپا صداقت کی کیا بات ہے

کملی والے کی جس کو رفاقت ملی
سب صحابہ کی جس کو امامت ملی
سب سے پہلی ہے جس کو خلافت ملی
اُس کے تختِ خلافت کی کیا بات ہے

غار ہے یا کہ جنت کی گلزار ہے
اِک طرف یار ہے اِک طرف مار ہے
زہر پاؤں میں زانو پہ دلدار ہے
تیری صدیق قسمت کی کیا بات ہے

میرا دل ان کی اُلفت سے آباد ہے
کملی والا نبی جس کا داماد ہے
جن کی بیٹی بنی مومنوں کی ہے ماں
اُن کے شرف و کرامت کی کیا بات ہے

ساری خلقت کی رحمت سمیٹے ہوئے
جس جگہ پر ہیں صدیق لیٹے ہوئے
اُس محمد کے حُجرہ پہ قُربان میں
رشکِ فردوس و جنت کی کیا بات ہے

اُن کی بیٹی نبی کا حرم جب بنی
باپ ہو کر نہ بیٹی کہا تھا کبھی
اُن ادب کی اداؤں سے پوچھے کوئی
احترامِ نبوت کی کیا بات ہے

ضوفشاں پرچمِ اہلسنّت رہے
حبِ صدیق صآئم سلامت رہے
جن سے محبوبِ خالق محبّت کریں
اُن سے سچی محبّت کی کیا بات ہے

منقبت

بحضور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

خلیفۂ اوّل محمد کا نائب
صحابہؓ کا سردار صدیق اکبرؓ
سراپا محبت سراپا صداقت
سراپائے ایثار صدیق اکبرؓ

سدا نورِ صدیق بڑھتا رہے گا
سدا نام صدیق اُونچا رہے گا
ہے قرآن بھی جس کے پڑھتا قصیدے
وہ ہے ماہِ انوار صدیقِ اکبرؓ

کہا ثانی اثنین اُن کو خدا نے
کہا اُن کو صدیق ہے مصطفٰی نے
محمد ہیں شہکار ربِّ جلی کا
محمد کا شہکار صدیق اکبرؓ

دو عالم کی رحمت سمیٹے ہوئے ہیں
محمد کے قدموں میں لیٹے ہوئے ہیں
کوئی اِس سے بڑھ کر نہیں اور جنت
ہیں جس جا پہ سرکار صدیق اکبرؓ

صداقت کا تاج اُنکے سر پر سجایا
امام ان کو شاہِ جہاں نے بنایا
یہ صآئم بتائے تو کیونکر بتائے
مقامات و اَسرارِ صدیق اکبرؓ

تعارف

مُفسّرِ قرآں، محققِ دوراں، فنافی الرّسول، بانیٔ شہرِ نعت

حضرت علاّمہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

از:۔ حضرت علاّمہ نُورالزماں نُوری مدظلہ العالی
(فاضل منہاج القرآن یونیورسٹی)

حضرت علاّمہ صائم چشتی اردو اور پنجابی کے معروف نعت گوشاعر، ادیب، محقّق اور مترجم تھے وہ تمام عمر علم وادب کے فروغ واشاعت کیلیے مصروفِ عمل رہے بڑے بڑے نامور نعَت گوشاعران کے شاگرد رہے ہیں۔

ولادت

علاّمہ صائم چشتی کی پیدائش دسمبر 1932ء میں ضلع امرتسر کے قصبہ ''گنڈی ونڈ'' میں ہوئی آپ کا تعلق شیخ برادری سے تھا۔ والدِ گرامی شیخ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ تجارت پیشہ کے ساتھ ساتھ مذہبی لگاؤ بھی رکھتے تھے اور گاؤں کی مسجد میں قرآن پاک کی تعلیم دیتے تھے۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی اور اپنے گاؤں ہی سے

حاصل کی قرآن پاک ناظرہ کے علاوہ عربی اور فارسی کی بنیادی تعلیم بھی اپنے والد گرامی سے حاصل کی آپ چونکہ اپنے والدین کی پہلی نرینہ اولاد تھے اس لئے والد نے آپ کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دی۔ آپ نے پرائمری گنڈی ونڈ سے حاصل کی آپ کی سکول کی تعلیم لوئر مڈل سے آگے نہ جاسکی۔

علاّمہ صائم چشتی نے دینی تعلیم کا آغاز جامعہ رضویہ فیصل آباد کے مولانا سیّد منصور شاہ صاحب سے صرف ونحو پڑھتے ہوئے کیا۔ موصوف ہی سے آپ نے علومِ متداولہ کی تمام کتب پڑھیں اور آٹھ سالہ درس نظامی کا کورس اپنی ذہانت وفطانت کی بنا پر دوسال میں مکمل کرلیا۔ پھر دورۂ حدیث شریف جامعہ رضویہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا غُلام رسول رضوی سے مکمل کر کے **1970**ء میں دستارِ فضیلت اور سند حاصل کی دینی تعلیم کے علاوہ آپ نے طبیہ کالج سے طب یونانی میں ڈپلومہ بھی حاصل کیا۔

سلسلہ چشتیہ میں بیعت

1948ء میں آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے عظیم رُوحانی پیشوا پیر طریقت حضرت پیر سیّد محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پر بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے نوازے گئے اور اس وقت سے چشتی کی نسبت آپ کے نام کے حصّہ کے طور پر معروف ہوگئی۔ اس کے علاوہ آپ نے حضرت بابا جی محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ پیر سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پور

شریف اور سیال شریف سے بھی اکتساب فیض کیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد ضلع شیخوپورہ قیام

ضلع شیخوپورہ میں مانانوالہ کے قریب ایک ”رسولپور ککی“ ہے اسے رسولپور جٹاں بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں قیام پاکستان سے پہلے ہی آپ کے کچھ رشتہ دار قیام پذیر تھے۔ آپ کے والد گرامی بھی اس گاؤں میں تجارت کے سلسلہ میں آتے رہتے تھے، ہجرت کے بعد آپ بھی رسولپور جٹاں میں قیام پذیر ہوگئے۔

شیخوپورہ سے فیصل آباد مُنتقلی

علاّمہ صائم چشتی قیام پاکستان کے بعد رسولپور ککی میں رہتے تھے، وہاں سے کاروبار کے سلسلہ فیصل آباد آنا جانا رہتا تھا، **1953**ء میں فیصل آباد میں اپنے کچھ رشتہ داروں کے ساتھ مل کر کارخانہ بازار میں سوپ میٹریل کا کاروبار شروع کیا اس میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی پھر **1955**ء میں کتابوں کے اشاعتی کاروبار سے منسلک ہوگئے اس کاروبار میں ترقی ہوئی اس طرح **1955**ء میں آپ کا سارا خاندان رسولپور جٹاں (شیخوپورہ) سے فیصل آباد منتقل ہوگیا۔ یہاں پھر **1964**ء میں جامعہ رضویہ کے باہر ارشد مارکیٹ میں چشتی کتب خانہ قائم کیا جواب تک علم وادب اور مذہب وملت کی اشاعتی خدمات انجام دے رہا ہے۔

شاعری میں مقام

آپ بچپن ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبّت میں نعت لکھتے تھے آپ کے اس جوہر کو فیصل آباد کے مذہبی ماحول میں اور جلاء ملی آپ کی لکھی ہوئی نعتیں شہر میں ہونے والی محافل میلاد اور عرسوں کی تقریبات میں پڑھی جانے لگیں اس سے آپ کا نام شہر میں گونجنے لگا جو جلد ہی پورے ملک میں نعتیہ شاعری کے اعتبار سے مقبول و معروف ہو گیا فیصل آباد میں ہونے والے پنجابی اور اردو کے مشاعروں میں شرکت کی تو ہر طرف سے داد پائی۔

ایک دفعہ دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں ایک بڑا جلسہ ہوا جس میں کثیر علماء موجود تھے وہاں محمد علی ملتانی نے آپ کی لکھی ہوئی یہ نعت پڑھی!

" محمد کا در چھوڑ کر جانے والو ملا نہ ٹھکانہ تو پھر کیا کرو گے "

اس نعت پر علماء نے بڑی داد دی ماہنامہ ''رضوان'' لاہور اور ''ماہ طیبہ'' کوٹلی لوہاراں نے یہ نعت شائع کی علماء کرام نے بہت شفقت کی بالخصوص فقیہہ عصر عاشق رسول حضرت مولانا الحاج مفتی محمد امین صاحب مدظلہٗ العالی نے اس نعت شریف کی مقبولیت کی وجہ سے آپ کی دعوت کی۔

علاّمہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف زبانوں اردو، فارسی، عربی، پنجابی اور سرائیکی پر مکمل عبور تھا وہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں ہونے والی ادبی تقریبات، محافل، میلاد، محافل نعت اور سیرت النبی کانفرنسوں میں

شریک ہوتے اور اپنا کلام سنا کر داد حاصل کرتے۔

آپ نے فیصل آباد 1960ء کی دہائی میں ہنگامہ خیز ادبی تحریک شروع کی پنجابی بزمِ ادب کے وہ بانی تھے اس بزم کے پلیٹ فارم سے آل پاکستان مشاعرے، طرحی مشاعرے اور نعتیہ محافل ان کا طرۂ امتیاز تھا 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد دھوبی گھاٹ کے گراؤنڈ میں ہونے والا ملک گیر مشاعرہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا ادبی کارنامہ تھا اس اجتماع میں ایک لاکھ کے قریب افراد نے شرکت کی اس سے پہلے یا اس کے بعد آج تک اتنی بڑی محفل مشاعرہ اس شہر میں منعقد نہیں ہو سکی آپ مشہور نعت گو شاعر دائم اقبال دائم کی مناسبت سے اپنا تخلّص صائم لکھتے تھے۔

آپ کی نعتیہ شاعری اور شاگرد

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف نعتیہ شاعری کی بلکہ ملک میں نعت گو شاعروں اور نعت خوانوں کی اچھی بھلی جماعت تیار کی کئی شاعر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے اصلاح لیتے تھے اردو اور پنجابی زبان کی اپنی لکھی ہوئی کتب کی تعداد ایک سو سے زائد ہے آپ پورے پاکستان کے شاعروں سے نعت لکھواتے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کے مجموعوں کو شائع کرتے،،

آپ کے چشتی کتب خانہ پر ہر سال منعقد ہونے والی محفلِ نعت

پاکستان بھر میں خصوصی شہرت کی حامل تھی اس محفل میں نعت پڑھنے کے لئے ملک کے سینکڑوں نعت خواں منتظر رہتے اور سٹیج پر آکر نعت پڑھنا اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔

آپ بعض دفعہ ہلکے پھلکے مشاعرے اپنی دکان پر ہی کرڈالتے داد دینے میں آپ نے کبھی بخل سے کام نہ لیا خصوصاً نوآموزوں کی خوب خوب حوصلہ افزائی فرماتے آپ کی دکان پر اکثر شاعروں اور نعت خوانوں کی مجلس رہتی نعت کے میدان ان کی خدمات کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ فیصل آباد کو شہرِ نعت بنانے میں آپ کا بہت بڑا کردار ہے

شاعری میں آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے جن میں خاص طور پر درج ذیل اسماء گرامی محتاجِ تعارف نہیں ۔☆ جناب الحاج یوسف نگینہ صاحب ☆ الحاج طاہر رحمانی المعروف حافظ بجلی ☆ جناب عبدالستار نیازی ☆ جناب سید ناصر حسین چشتی ☆ جناب محمد مقصود مدنی ☆ جناب یٰسین اجمل ☆ جناب جمیل چشتی ☆ جناب اقبال شیدا ☆ جناب قائد شرقپوری ☆ جناب سید خضر حسین شاہ ☆ جناب واصف بڈیانوی ☆ جناب بری نظامی ☆ جناب صدف جالندھری ☆ جناب بری نظامی ☆ محمد دین سائل ☆ کوثر علی چشتی ☆ محمد دین پروانہ گوجروی ☆ دلکش فیصل آبادی ☆ محمد یعقوب سفر ☆ محمد امین برق فیصل آبادی ☆ حکیم مشتاق احمد مشتاق ٹوبہ ☆ محمد اسلم شاہ کوٹی ☆ عبدالخالق تبسم ☆ محمد گلزار چشتی ☆ نذیر احمد راقم

عبدالرشید ارشد ☆ محمد رمضان راشد ☆ عاشق علی حق اور ڈاکٹر محمد یونس ملتانی

آپ کی نعتوں میں غنائیت اور نغمگی آپ کے مزاج کا خاصہ ہے آج کل اکثر بڑے بڑے نعت خواں بڑی بڑی محافل میلاد میں آپ کی نعتیں پڑھ کر داد حاصل کررہے ہیں۔

تصنیفی و تحقیقی خدمات

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک شاعر ہی نہ تھے بلکہ اردو اور پنجابی زبان کے نامور ادیب ، جیّد عالم اور محقّق تھے انہوں نے کئی موضوعات پر تحقیقاتی کتب لکھیں کئی عربی اور فارسی کتب کے تراجم کئے خاص طور پر تفسیر، حدیث تصوّف اور عربی منظوم کُتب کے اردو میں تراجم کر کے اردو دان طبقہ کے لئے بڑا احسان کیا۔

آپ کی کتب کی تعداد 500 کے لگ بھگ ہے آخر میں چند اہم کُتب اور تراجم کے نام لکھے جائیں گے آپ نے بے شمار علمی و ادبی موضوعات پر تنِ تنہا بے سروسامانی کے عالم میں کسی سرکار گرانٹ کے بغیر انتہائی تحقیقی کام کیا جو انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے خاص طور پر تفسیر کبیر اور تفسیر ابن عربی کا ترجمہ، ایمانِ ابی طالب ، مشکل کشا ، شہید ابن شہید، گیارہویں شریف اور دیوان حضرت ابوطالب کا ترجمہ قابل ذکر ہے۔

جب آپ نے اپنی کتاب ایمانِ ابی طالب لکھی تو بڑے بڑے

علماء کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تنگ نظروں نے پر تنقید کرتے ہوئے رفض کی پھبتی بھی کسی۔ آپ نے ان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے امام شافعیؒ کے اس قول کے مطابق اعلان کرتے ہوئے اہل بیت کی محبت میں اپنا تحقیقی سفر جاری رکھا۔ اگر اہلِ بیت کی محبت رفض ہے تو دنیا بھر کے جنوں اور انسانو گواہ ہو جاؤ سب سے بڑا رافضی میں ہوں۔

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک وسیع ذاتی کتب خانہ تھا جس میں کم و بیش ایک لاکھ کے لگ بھگ مختلف عنوانات پر مختلف زبانوں میں کتب موجود ہیں یہ کتب خانہ محققین اور طلباء کے لئے کھلا رہتا۔

سماجی ورفاحی خدمات

آپ نے تصنیف وتحقیق اور شعرگوئی کے ساتھ ساتھ سماجی، تعلیمی اور رفاحی امور میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔

1 آپ نے اپنے رہائشی محلہ رحمت ٹاؤن نزد غلام محمد آباد میں ایک عظیم الشان ''مسجد سیدنا حیدر کرار'' کی بنیاد رکھی اس مسجد کی تعمیر میں خود بھی حصہ لیا اور ''شبِ وصال'' نماز عشاء تک مسجد کے تعمیری امور میں مصروف رہے

2 آپ نے گھر کے قریب ملت کالج کے احاطہ میں ایک مسجد تعمیر کروائی۔

3 عورتوں کی دینی تعلیم وتربیت کیلئے مدرسہ گلشن زہراء کی بنیاد رکھی،

4 فیصل آباد میں نعت خوانوں کی علمی اور فنی اصلاحی اور تربیت کے لئے ''حسان نعت کالج'' قائم کیا جس میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان کے پروگرام ہوتے ہیں آپ کی 2000 صفحات پر مشتمل نعتیہ کتاب ''ن والقلم'' زیرِ طبع ہے یہ نعت کے میدان میں آپ کی بے مثال خدمت ہوگی۔

5 آپ نے قوم کی بچیوں کے اندر نعت کا ذوق پیدا کرنے اور اسے فروغ دینے کے لئے حسان نعت کالج برائے طالبات بھی قائم کیا۔

6 ایک لاکھ سے زائد کتب پر مشتمل آپ نے ''چشتیہ لائبریری'' قائم کی جہاں سے بڑے بڑے نامور علماء اور سکالر اپنے مقالات اور کتب کی تکمیل کے لئے استفادہ کرتے ہیں۔

7 آپ نے لوگوں کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے ''چشتیہ روحانی شفاخانہ'' قائم کیا اتوار کے روز دور دراز سے لوگ آپ کی رہائش پر آتے اور جسمانی وروحانی مسائل بتاتے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ ان کی رہنمائی کرتے۔

8 چشتیہ آڈیو۔ ویڈیو لائبریری میں جید علماء کرام کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں موجود ہیں اور ان میں سے کئی علماء کی تقریروں کو صفحہ قرطاس پر بھی محفوظ کر کے افادہ عام کے لئے چشتی کتب خانہ کی طرف سے شائع کر دیا گیا ہے۔

9 آپ نے کئی سال قبل جس چشتی کتب خانہ کا اجراء کیا تھا اب تک ہزاروں اسلامی کتب شائع کر چکا ہے۔

علاقہ کے طلباء کو قرآن حکیم ناظرہ اور حفظ کی دولتِ لازوال سے بہرہ ور کرنے کے لئے آپ نے "دارالعلوم حیدریہ چشتیہ رضویہ فیصل آباد" کا قیام فرمایا اس میں طلباء قرآن حکیم کی سرمدی دولت سے اپنے سینوں کو منور کر رہے ہیں۔

وصالِ پاک

علاّمہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھرپور زندگی گزارتے ہوئے 22 جنوری 2000ء (۱۴ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ) کو رات کے وقت اپنی جان خالقِ حقیقی کے سپرد کی آپ کی نمازِ جنازہ میں شہر کے ممتاز علماء، شعراء، ادباء اور نعت خوانوں کے علاوہ کثیر تعداد میں عامۃ النّاس نے شرکت کی۔

اولاد

آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیوں کے علاوہ تین بیٹوں کی نعمت سے نوازا بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

1 صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی

2 صاحبزادہ محمد شفیق مجاہد چشتی

3 صاحبزادہ محمد توصیف حیدر چشتی

آپ کی اولاد کے علاوہ کثیر تعداد میں نعت خواں اور شعراء آپ کے نام اور کام کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

عرس مبارک

ہر سال چودہ شوال المُعظّم کو آپ کا عرس مبارک نہایت تزک و احتشام سے جامع مسجد سیّدنا حیدرِ کرار رحمت ٹاؤن غلام محمد آباد فیصل آباد میں منایا جاتا ہے۔ مزار مبارک کو غسل دیا جاتا ہے، رسمِ چراغاں ہوتی ہے، چادر پوشی، ختم شریف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ محفلِ سماع، نعت خوانی اور علمائے کرام کے خطابات ہوتے ہیں اِن مبارک تقاریب میں ملک اور بیرون ملک سے مشائخ عظام شرکت فرماتے ہیں۔

تصنیفات و تحقیقات اور تراجم

(ا) تراجم

آپ کے تراجم میں سے چند نام درج ذیل ہیں۔

1۔ ترجمہ تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ عربی سے اردو ترجمہ (5 جلد)

2۔ ترجمہ تفسیر ابن عربی از ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ عربی سے اردو (5 جلد)

3۔ ترجمہ تفسیر خازن امام خازن بغدادی، عربی سے اردو (2 جلد)

4۔ ترجمہ خصائص نسائی از امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

5۔ روضۃ الشہداء فارسی سے اردو ترجمہ (2 جلد)

6۔ والدین مصطفیٰ (ﷺ) عربی سے اردو

7۔ فتوحات مکیہ، عربی سے اردو (3 جلد)

8۔ انتخاب خطبات حضرت علی رضی اللہ عنہ (اردو ترجمہ و شرح)

9۔ ترجمہ دیوان حضرت ابوطالب، عربی سے اردو

10۔ ترجمہ قصیدہ امینیہ عربی سے اردو (2 جلد)

(ب) تصانیف و تالیفات

آپ کی چند اہم تصانیف درج ذیل ہیں۔

1۔ مشکل کشاء (سیرت حضرت علی رضی اللہ عنہ، 4 جلد)

2۔ البتول (سیرت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا)

3۔ خاتون سیرت (منظوم سیرت سیدہ کائنات)

4۔ ابوبکر قرآن کی روشنی میں ''الصدیق''

5۔ ایمان ابی طالب (تحقیقی کتاب) 2 جلد

6۔ گیارہویں شریف

7۔ من دون اللہ کون ہیں۔

8۔ شہید ابن شہید 3 جلد

9۔ المدد یارسول اللہ

10۔ خطبات چشتیہ 12 جلدیں

خلفاء راشدین، آئمہ اہل بیت اور متعدد اولیاء کرام کی سیرت اور حیات و خدمات نظم و نثر میں لکھی کچھ مطبوعہ میں اور کچھ غیر مطبوعہ۔

(ج) کتب نعت

آپ کی چند نعتیہ کتب کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ نوائے صائم چار جلدیں (اردو پنجابی)

2۔ نور دا ظہور (اردو، پنجابی) 3۔ میخانہ (اردو، پنجابی)

4۔ رحمت دا خزانہ (پنجابی) 5۔ رحمت دے خزینے (اردو پنجابی)

6۔ محفل نعت (اردو پنجابی) 7۔ ارمغانِ مدینہ (اردو پنجابی)

8۔ بلے او توحید دیو ڈیو پچاریو (اردو پنجابی)

9۔ مدینے دے پھل (پنجابی) 10۔ مدینے دیاں کلیاں (پنجابی)

''ن والقلم'' کے نام سے اردو نعت کا بہت بڑا مجموعہ زیر طبع تھے۔

پیشِ منظر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَاٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ

خداوند قدوس کے حضور میں حمد و سپاس اور حضور رحمت اللعالمین التحیات والتسلیمات اور آپ کے آل واصحاب کے دربار میں ہدیۂ دُرود وسلام کے بعد کتاب ہذا کے متعلق چند وضاحتیں ہدیۂ قارئین ہیں۔

اوّل:۔ یہ کہ میں اِس کتاب کو اُس ضخامت میں پیش نہ کر سکا جس کے آپ متوقع تھے اور اِس کے لئے میں نہایت تاسّف کے ساتھ معذرت خواہ ہوں، تاسّف اِس لئے کہ میں نے یہ صحیفۂ نور حسبِ اعلان آٹھ صد صفحات کی ضخامت میں ہی ترتیب دیا ہے مگر پُوری کتاب کو ایک جلد میں شائع کرنے کی حالات نے اجازت ہی نہ دی۔

بہرحال! خُدا تعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم کا شکر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان وعظمت کے گنجِ بے بہا سے چند درخشندہ دُرِ نایاب ابتدائیہ کے طور پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

دوم:۔ یہ کہ اس کتاب کے دیگر اَوراق کم وبیش اسی ضخامت پر مبنی مزید دو جلدوں کی صورت میں یکے بعد دیگرے آپ تک جلد ہی پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ (انشاءاللہ)

سوم:۔ یہ کہ میں نے یہ کتاب لکھتے وقت اِس امر کا خاص طور پر اہتمام کیا ہے کہ کتاب اسم بامسمّٰی ہو یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا جو بھی واقعہ لکھا جائے وہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی آیاتِ بینات کی روشنی میں بیان ہو مگر اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں لیا جاسکتا کہ ہر واقعہ پُورے کا پورا قرآنِ مجید ہی سے اخذ کیا گیا ہے کیونکہ جس طرح قرآنِ مجید کی تمام تر آیات کا مطلب محض اور محض حدیثِ مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور اقوالِ صحابہ کی تفسیر کی روشنی میں واضح ہوتا ہے اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہونے والی قرآنی آیات اقوالِ مصطفیٰ اور اقوالِ صحابہ کی روشنی میں ثقہ تفاسیر سے بیان کی گئی ہیں۔

اس مقام پر اللہ عزّوجل کا کروڑ کروڑ شکر ادا کرتے ہوئے تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ عرض ضرور کروں گا کہ اس کتاب میں قُرآنی آیات کے التزام کے ساتھ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ مقدسہ کے محض چند معروف واقعات ہی بیان نہیں کئے گئے بلکہ آپ کی ولادت سے لے کر وصالِ پاک تک آپ کی زندگی کے تمام تر اہم واقعات آیاتِ قرآنیہ

کے التزام کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اس لحاظ سے اس کتاب کو حیاتِ ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی دیا جا سکتا ہے اور یہ محض فضل خُداوندی ہے۔

اِنہی الفاظ کے ساتھ اِن چند تمہیدی کلمات کا اِس التماس کے ساتھ اختتام کیا جاتا ہے کہ اگر مجھ سے کوئی لغزش ہوگئی ہو تو اِس سے درگذر فرماتے ہوئے مجھے مطلع فرمادیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اِس کا ازالہ ہو سکے اور اگر میری کوئی بات آپ کے وجدان و ذوق کو لذّات و کیفیاّت سے ہمکنار کردے تو میرے والدین کے لئے نجات و مغفرت کی دُعا فرمادیں ممنونِ احسان ہوں گا۔

والسلام مع الاکرام

نیازکیش

صائم چشتی

حرائے دِل

از نادر الکلام ادیبِ شہیر محترم جناب **نادر جاجوی** صاحب

کائنات کی لامحدود پرتیں اور بیکراں وُسعتیں حُسنِ محبوب کی فروزاں بارگاہیں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہزاروں دِلنواز آفاق ہیں جو قوتِ نُور کے ستاروں سے مزین ہیں یہ تابندہ درخشندہ کواکب و انجم یارانِ نبی ہیں جن کو محبت کی اُتھاہ نگاہوں سے تو دیکھا جا سکتا ہے اس کے برعکس نہیں۔ جو لوگ بزعمِ عقل اختراعات کی تازیہ پردازی سے کام لیتے ہیں وہ بے ارادہ بھی لغزشوں کے مُرتکب ہو جاتے ہیں۔

شانِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں محتاط تر رویۂ اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ ماحول کے لئے موشگافیاں تراشتے ہوئے احتیاط سے ساقط الفاظ دائرۂ گرفت میں آسکتے ہیں جس سے متاعِ ایمان کے بے دریغ ضائع ہو جانے کا ہر وقت خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ مطاہرہ عشقِ مسلسل کی حیات ہے آپ کے یہاں حرائے دِل میں عقیدت کی وہ لطیف اور تنہا گونج ہے جس کی فضا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قربتیں بخشیں آپ کی شان تو بے حدو حساب ہے لیکن آج تک بکوشش آٹھ دس سے

زیادہ آیاتِ قرآنی آپ کی شان میں جمع نہیں کی گئیں۔

زیرِ نظر کتاب ابوبکر قرآن کی روشنی میں ایسے بے شمار نورانی حوالوں کا گنجینہ ہے مصنف نے یقیناً اس اعتبار سے مُستند اور مُتبحر مُحقّق کی حیثیت سے لافانی شاہکار تدوین فرمایا ہے جس میں روایات اور کُہنہ شواہد سے ہٹ کر ڈیڑھ صد سے زائد آیاتِ قرآن کی تطبیق موجود ہے جس کی روشنی نے متعلقہ بحث کی ہر سلوٹ نکال دی ہے نہیں معلوم کہ مؤرخِ اسلام جناب علاّمہ صائم چشتی نے کتنے سالوں کی محنت کتنی تلاش اور کتنی تحقیق سے اتنی آیاتِ قرآنی کو حیاتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے آئینہِ وثوق بنایا ہے۔

بلاشک وریب اس موضوع بلیغ پر دُنیا کی کسی زبان کی کوئی کتاب اتنی خوبصورت بھرپور اور عمیق تحقیق پیش نہیں کرسکتی مجھے یقین ہے کہ اس کے مُطالعہ سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کی وِلا ووفا میں دائم الاستغراق رہنے والی شخصیت کے بارے میں محیر العقول پیچیدگیاں ضرور دُور ہوجائیں گی نیز خلافت، فراست، روابط، وابستگی، اور شیفتگی کے معنی کی بلند سے بلند تر سطحیں سامنے آئیں گی جس سے معترضین کی ناموس فروشی اور ملامت کوشی کو تضادِ فکر کے حوالہ سے اِصلاحِ فکر کا خوشگوار موقعہ میسر آئیگا دُعا ہے کہ جناب علاّمہ صائم چشتی صاحب کے قلم کی ادبی آبرو کو مزید چار چاند لگیں اور یہ قابلِ دیدوداد کتاب ہر دور میں مقبول و مستحسن ہو۔

آمین بجاہ سید المرسلین

نادر جاجوی

الصّدّیق

(تقریبِ رونمائی میں پڑھا گیا مضمون)

از معروف ادیب شاعر، دانشور پروفیسر ڈاکٹر **ریاض مجید**

الصّدّیق جناب صائم چشتی کی تازہ تصنیف ہے جس میں قرآن و احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں خلیفہء اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جلیل القدر شخصیت کے فضائل ومناقب کا بیان کیا گیا ہے۔

جناب صائم چشتی کی شخصیت اَدبی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں وہ اپنے اُردو اور پنجابی کلام کے حوالہ سے ملک بھر میں جانے پہچانے جاتے ہیں ان کی شخصیت کا ایک منفرد رُخ ان کا تصنیف و تحقیق کی طرف متوجہ ہونا ہے وہ اپنی نوعیت کے غالباً پہلے شاعر ہیں جنہوں نے تخلیقِ شعر کے ساتھ ساتھ نہایت اہم علمی، مذہبی اور دینی موضوعات پر قلم اُٹھایا ہے، دینی ومذہبی موضوعات سے اُن کا شغف لائق صد تحسین ہے، ان کی حال مست شخصیت نے اِس والہانہ پن کے ساتھ اپنی شاعری اور نثر میں دینی ومذہبی موضوعات پر قلم اُٹھایا ہے۔

جناب صائم چشتی کی تصنیفات، تخلیقات و تراجم اور ذات و شخصیت کی ساری فضا اور پورا ماحول اپنے موضوعات کے نُور میں ڈوبا ہوا ہے اب یہی ان کا ذوقِ تحریر اور یہی شوقِ عبادت ہے۔

جناب صائم چشتی کے موضوعات میں جہاں اور تحقیقی و مذہبی موضوعات ہیں وہاں ایک نیک موضوع اسلام کے مختلف مکاتیبِ فکر کے درمیان اِتحاد و موانست کی فضا کو فروغ دینا ہے، خصوصاً شیعہ و سنی مکاتیب کے درمیان اختلاف کی خلیج باٹنے کی ان کی مقدور بھر کوششیں قابلِ تعریف ہیں۔ اِس سلسلہ میں اُن کی کئی تصانیف پہلے چھپ چکی ہیں اُن کی حالیہ تصنیف ''الصدیق'' کا ایک بڑا مقصد بھی یہی ہے۔

اِس کتاب کا آغاز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کے بیان سے ہوتا ہے اس بیان میں صائم چشتی نے جو انداز اختیار کیا ہے وہ متوازن اور معمول بہ محبت ہے۔

الصدیق کا آغازِ اسلام کی اِن مقتدر اور جلیل القدر شخصیات کے مابین تعلقات کے جس روشن رُخ کا اظہار کرتا ہے وہ دراصل ان بے بنیاد غلط فہمیوں کے ازالہ کی ایک مبارک کوشش ہے جو عرصہ دراز سے دین اسلام کے دو اہم مکاتیب کے درمیان بے وجہ پایا جاتا ہے۔ بقولہ علّامہ اقبال !

اے کے نشاسی خفی رازِ جلی ہشیار باش
اے گرفتارِ ابوبکر و علی ہشیار باش

جناب صائم چشتی بھی اُمتِ مسلمہ میں ایک ایسی فضائے اتحاد و موانست کو فروغ پذیر دیکھنا چاہتے ہیں جس میں اسلام کے یہ مکاتیبِ فکر اپنے فروعی اور بے بنیاد شبہات اور غلط فہمیاں چھوڑ کر عصرِ حاضر میں اسلام کو درپیش مسائل کے حل کے لئے سرگرمِ کار ہوں۔

الصدیق کی نمایاں خوبی اس کا اسلوب ہے جناب صائم چشتی نے اپنی دوسری کتابوں کی طرح عام قارئین کے لئے اِس میں بھی دلچسپی اور روانی کا بطور خاص خیال رکھا ہے انہوں نے اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے جگہ جگہ قرآن و احادیث اور دوسری کتب سیئر و تاریخ کا حوالہ دیا ہے عربی و فارسی حوالہ متن کے ساتھ اُردو میں اس کی تشریح بھی کر دی ہے یہی وجہ ہے کہ تاریخ کی بنیاد پر استوار اس کتاب کا پورا ماحول تحقیق سے عبارت ہے۔

جناب صائم چشتی کی تحریر میں خطیبانہ شکوہ، تسلسل اور قافیہ پیمائی قابلِ توجہ ہے۔ درج ذیل عبارت دیکھئے !

ابوبکر صدیق کو عندلیبِ گلستانِ رسولِ مختار کہیے۔
عرصۂ محبّت کا شہسوار کہیے۔
عاشقانِ رسول کا قافلہ سالار کہیے۔
غریبوں کا غمگسار کہیے۔ صحابہ کا تاجدار کہیے۔
مسکینوں کا مددگار کہیے۔ عشقِ بلالی کا خریدار کہیے۔

حاملِ نورِ پروردگار کہیے۔ صداقت کا علمبردار کہیے اور ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ کہیے۔

اِس عبارت میں اسمائے توصیفی اور بیان منقبت کے ساتھ ساتھ قافیہ پیمائی کے سبب ایک ایسی روانی اور بہاؤ پیدا ہو گیا ہے جو ہمارے ہاں خطیبانہ آہنگ کی نمایاں خوبی رہا ہے۔ اگرچہ علمی انداز کی کتابوں میں اسلوب کا یہ آہنگ نہیں ہوتا مگر جناب صائم چشتی کے پیشِ نظر مساجد کے علماء اور خطیبوں کا جو ایک وسیع حلقۂ قارئین ہے وہ یقیناً اِس سے محظوظ ہو گا اور وہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں اِس سے ضرور اِستفادہ کریں گے۔

جناب صائم چشتی کے اِس شعری اسلوبِ نثر کا بڑا سبب ان کا شعری ذوق ہے جس نے نثر میں بھی شعر کے گل و گلزار کھلائے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کا اسلوب تحقیقی سنگلاخی کے ساتھ تخلیقی بہاؤ کے قریب ہے آج کے قاری یقیناً اِس اندازِ نثر میں شعر کا لطف لیں گے اور یوں انہیں مفاہیم کی ترسیل میں دِقّت محسوس نہ ہوگی۔

الصدیق میں جناب صائم چشتی نے مناقب کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ، ولادت، قبولِ اسلام، اُن کے اسماء و القاب اور زندگی کے مختلف واقعات کی روشنی میں ان کے مقام و مرتبہ کا جائزہ لیا ہے

ریاض مجید

باب اوّل

اَے گرفتارِ ابوبکر و علی

کے شَود بَر تو حقیقت منجلی

اَے گرفتارِ ابوبکر و علی

(پیر رومیؒ)

امام المتصوّفین حضرت مولانا جلال الدّین رومی علیہ الرحمۃ نے کتنی خوبصورت بات کہی کہ۔

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ کی الگ الگ محبت میں گرفتار ہونے والے تجھ پر حق، کس طرح ظاہر ہوسکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حقائق مسخ کرنے اور قرار واقعی حقیقتوں کو غتر بود کرنے میں جانبین کے متعصبّین نے بھر پور کردار ادا کیا ہے ممکن ہے کہ یہ سانحہ کسی ایک بزرگ سے اندھی اور بہری عقیدت کا مرہونِ منت بھی ہو مگر جب ہم اِس اَلمیہ کے پسِ منظر اور پیش منظر کا بنظر غائر جائزہ لیتے ہیں تو اس حُسنِ عقیدت کے شاخسانہ کے علاوہ چند باتیں یہ بھی سامنے آتی ہیں۔

1:۔ اِس ہولناک کردار کی انجام دہی میں اُن لوگوں کا ہاتھ ہے جو بڑھتی ہوئی شوکتِ اسلامیہ کے مقابلہ کی ہمت نہ رکھتے ہوئے اسلام تو لے آئے مگر اُن کے اَذہان اسلام دشمنی کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔

2:۔ اِس المیہ کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جو سیاسی فوائد حاصل کرنے

کے لئے ہر حالت میں حاکمانِ وقت کو خوش رکھنا چاہتے تھے۔

3:۔ یہ سانحہ اُن لوگوں کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوا جو دینی علوم حاصل کرنے کے بعد خود کو تمام علوم کا سرچشمہ متصور کرتے ہوئے ہر اُس بات کو حرفِ آخر کی حیثیت دینے کی کوشش کرتے جو اُن کی زبان سے نکل جاتی۔ ہمارے خیال کے مُطابق ملّتِ اسلامیہ کے انتشار و افتراق کا سب سے بڑا سبب یہی لوگ ہیں یہ علمائے سوء اپنی ذہنی اختراعات وتلبیسات کو اپنے حلقہ بگوشوں اور تلامذہ کے درمیان اِس قوت سے بیان کرتے کہ سامعین اُسے قرآن کا درجہ دینے پر تُل جاتے۔

4:۔ اِس المیہ میں اُن لوگوں کا بھی کافی حصّہ ہے جو علمائے سُوء کی مجالس میں سنی ہوئی باتوں کی تشہیر ونشریات کے لئے خود کو اِس لئے وقف کئے رہتے تھے کہ وہ بھی اپنے اساتذہ کی طرح دنیا میں ناموری اور شہرت حاصل کریں۔

5:۔ اِس سانحہ کے اِس پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ علمائے سوء کے حاشیہ نشینوں میں کثیر تعداد اُن لوگوں کی تھی جو صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک سے والہانہ وابستگی کا اظہار محض اِس لئے کرتے تھے کہ ان کے پسندیدہ لوگ ایسا چاہتے تھے۔

ورنہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں جو کچھ بھی عقیدت اور والہانہ شیفتگی تھی ان کے لئے تھی جن کے وہ حلقہ بگوش تھے۔ نہ تو انہیں اس بات سے غرض تھی

کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مُقدس خاندان سے کس درجہ کی محبت اور عقیدت تھی اور نہ ہی اُنہیں اِس بات کی پرواہ تھی کہ سیّدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو صدقِ دل سے تسلیم ہی کرلیا تھا بلکہ آپ نے اِس خلافتِ الٰہیہ کی بنیادیں مضبوط کرنے کے لئے بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے، اندریں حالات یہ بات قطعی صورت اختیار کرجاتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی وہ لوگ وابستہ نہیں تھے۔

6:۔ ملّتِ اسلامیہ کی وحدانیت کو پارہ پارہ کرنے کا ایک سبب وہ لوگ بھی بنے جن کے اذہان زمانہ حال کے اُن لوگوں سے ملتے جلتے تھے جو ریس میں دوڑنے والے گھوڑوں اور کُشتی لڑنے والے پہلوانوں کی ہار جیت پر لاکھوں روپے داؤ پر لگا دیتے ہیں یا پھر اِن کی مثال اُن لوگوں سے بھی دی جاسکتی ہے جو اپنے پسندیدہ ہیرو کو ہر حالت میں غالب اور فتح یاب دیکھنا چاہتے ہیں۔

حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذواتِ مبارکہ کے متعلق اس قسم کے تصورات رکھنا ہی اِن لوگوں کی اپنی تباہی کا باعث بھی بنا اور وحدتِ اسلامیہ کے اُس حصار کی بنیادیں بھی اُکھڑنے لگیں جسے صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسلامی اُخوت کے ٹھوس جذبوں کے علاوہ اپنے

گوشت پوست اور پاکیزہ لہو سے تعمیر کیا تھا۔

اِن چھ بڑی وجہوں کے علاوہ اور بھی چند وجوہ اِس المیہ کا باعث ہوسکتی ہیں مگر وہ کسی نہ کسی طرح اس اجمال کی تفصیل یا اس تفصیل کے اجمال کی صورت میں ہی سامنے آئیں گی۔

بہرکیف ! دیکھنا تو یہ ہے کہ اس حادثہ فاجعہ کے جو اثرات اُمتِ مرحومہ پر مرتب ہوئے اُن کا دائرہ کہاں سے کہاں تک وُسعت اختیار کرچکا ہے اور اب تو شاید قیامت تک یہ اُمت کبھی بھی ایک مرکز پر نہ جمع ہوسکے اور اپنے ہی ہاتھوں سے پاٹی ہوئی نفرت کی یہ خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جائے، ہاں اگر مشیّتِ ایزدی کوئی معجزہ رُونما کردے تو یہ الگ بات ہے ویسے حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں۔

قُرونِ اولیٰ کی طرح دو متحارب گروہ آج بھی دست و گریبان ہیں اور اعتدال پسندوں کا وہ گروہ جو سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت کے نام سے مشہور چلا آرہا ہے اس زمانہ میں بھی فریضۂ تبلیغِ حق سرانجام دے رہا ہے۔

مگر جو لوگ پہلوانوں کی تصوّراتی اور تخیّلاتی کُشتی کی ہار جیت پر اپنے ایمانوں کو داؤ پر لگائے بیٹھے ہیں وہ کسی بھی حالت میں حق قبول کرنے کو ہرگز تیار نہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ دَورِ اوّل کے سوادِ اعظم اور اس دور کے سوادِ اعظم میں نمایاں فرق پیدا ہوچکا ہے اُس دور کے عُلمائے حق ایک ایسا میزانِ اعتدال تھے جس کے دونوں پلڑے کبھی اُوپر نیچے نہیں ہوتے تھے

جب کہ اِس دور کے علمائے حق پرست خود میزانِ عدل بننے کے بجائے دُوسروں کے دستِ نگر ہو جاتے ہیں اور طے شدہ حقائق سے وابستہ رہنے کے بجائے ہر دو متعصّب گروہوں کی زد میں آتے جا رہے ہیں اور یہ سب سے بڑی محرومی ہے۔

دیگر بلادِ اسلامیہ کے بالعکس برِصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی آبادی بھی زیادہ تھی اور سوادِ اعظم کا شکوہ وجلال بھی ایک متوازن حیثیت سے قائم تھا اور اس قوت وتوازن کی خاص وجہ یہ تھی کہ یہاں پر علمائے حق یعنی اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توجہ دوسرے ممالک اسلامیہ کی بہ نسبت کہیں زیادہ رہی اور اولیائے کرام غیر مذاہب والوں کو اسلام کی دولت مشرف فرماتے ہی اُن کی جھولی میں وہ عقیدہ ڈال دیتے جو عین منشائے خدا و رسول اور قرآن وحدیث کے مطابق ہوتا یہی وجہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے فرقہ واری کا یہ طوفانِ بدتمیزی نہیں تھا جو آج ہے۔

اگرچہ مذہبِ حقہ اہلسُنت وجماعت کے مقابلہ میں ایک فِرقہ اُس وقت بھی موجود تھا مگر اُس کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی اور مختصر گروہ میں متعصّبین کی تعداد تو اور بھی قلیل تھی اس گروہ کے اکثر پیروکار محض چند رسومات و مسائل کی وجہ سے خود کو ممتاز کرتے تھے علاوہ ازیں یہ لوگ چند نوابوں کے ڈیروں کے علاوہ خود کو مزید بھی محتاط رکھتے اور کسی بھی برگزیدہ ہستی کو برسرِ عام مطاعن کی زد میں لانے کی جسارت نہ کرتے۔

سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت کے علمائے کرام چونکہ ایک متوازن و معتدل عقیدہ پر گامزن تھے لہٰذا مخالف فریق کو شدّت وحدّت دکھانے کے مواقع بہت کم میسر آتے۔

تاجدارِ انبیاء حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ طاہرہ کی محبت شروع ہی ہے اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک واجب ہی نہیں بلکہ فرض سمجھی جاتی رہی ہے لہٰذا بطورِ خاص خود کو محبانِ آلِ مصطفیٰ سمجھنے والے لوگ دوسری برگزیدہ شخصیات کے حق میں ہرزہ سرائی کرنے سے کافی حد تک گریز کرتے تھے۔

مملکتِ خداداد پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے سے قبل تک تقریباً یہی صورت قائم تھی حالانکہ اہلِ سنّت وجماعت میں ایک نہایت ہی مختصر گروہ اس وقت پیدا ہو چکا تھا جو بعض سیاسی وجوہ کی بناء پر علمائے حق اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کے بعض عقائد سے مُتحارب ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان کی داغ بیل ڈالنے میں بھی رخنہ اندازیاں کر رہا تھا۔

بہرکیف ! مملکتِ پاکستان کو اللہ تبارک وتعالیٰ معرضِ وجود میں لانا چاہتے تھے لہٰذا یہ ناقابلِ تسخیر خطہء امن ہمیں دستیاب ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں ہماری دعا ہے کہ وہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے ہماری اُمیدوں اور آرزوؤں کے اس چمن کو ہمیشہ بہاروں سے ہم کنار رکھے اور بدعقیدگی کی اُن آندھیوں سے اِس کی حفاظت فرمائے جو

اسلام کے نام پر اِس کی شادابیوں کو چھین لینا چاہتی ہیں یہ آندھیاں اگرچہ بڑی دیر سے کروٹیں لے رہی تھیں مگر اُنہیں اپنے جوہر دکھانے کے مواقع ابھی نصیب ہوئے ہیں۔

قیام پاکستان سے قبل اسلام کے نام سے موسوم فرقے درج ذیل چند وجوہ کی بناء پر بھی آپس کے اختلافات کو کم ہوا دیتے تھے۔

ا۔غیر مسلم اقوام اہل ہنود اور عیسائیوں کے مناظر مسلمان مناظروں کی تسکین کا سامان فراہم کرتے رہتے تھے۔

ج۔ مُرتدین کا فرقہ قادیانیوں کے نام سے جنم لے چُکا تھا اس لئے متعدد علماء اُن لوگوں کے ساتھ اُلجھے رہتے تھے۔ ہم اِسے اُلجھے رہنا اس لئے کہتے ہیں کہ اِس فتنہ کی جڑ کاٹنے کے لئے غازی علم دین شہید جیسے کسی جیالے کی ضرورت تھی کیونکہ اسلام کفار کو تو مراعات دیتا ہے مگر مُرتدین کو نہیں"

اگر اس فتنہ کے بانی اور جھوٹی نبوّت کے مُدّعی کا سر قلم کر دیا جاتا تو یہ لعنت وہیں پر ہی ختم ہو جاتی۔

بہر کیف ! مناظرین کے ذوقِ مناظرہ کی تکمیل کے لئے ایک یہ اسٹیج بھی اس وقت موجود تھا۔

د۔سوادِ اعظم کی قوّت وشوکت کے پیشِ نظر کسی بھی خارجی یا رافضی میں یہ جرأت وجسارت تھی ہی نہیں کہ وہ اسلام کی برگزیدہ شخصیات کو کھلم کھلا

گالی گلوچ کر سکیں۔

ہ۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کچھ لوگ خارجیوں کے بعض عقائد سے برصغیر میں آج سے ڈیڑھ صدی پہلے متاثر ہو چکے ہیں مگر اُن لوگوں کی یہ حالت نہ تھی جو اِس وقت ہے۔اُن لوگوں نے خارجیوں کے بعض عقائد کو ضرور اپنایا تھا مگر بعض کو مُسترد بھی کر دیا تھا مثلاً وہ لوگ اہلبیتِ مصطفیٰ کی شان میں اِن گُستاخیوں کے ہرگز مرتکب نہیں ہوئے جو آج علی الاعلان کی جاتی ہیں اور نہ ہی اُس زمانہ میں کوئی ایسی جرأت کر سکتا تھا چنانچہ اِس گروہ کے متعدد مناظرین کے لئے بھی دیگر قسم کے کئی ایک اختلافی مسائل کی صورت میں ایسا محاذ موجود تھا جہاں وہ اپنی تسکین کا سامان فراہم کرتے۔

جادو ہی جادو پاکستان کی بنیادیں اُستوار ہوتے وقت ان لوگوں کو اپنا شغل جاری رکھنے کے لئے ایک نیا موضوع دستیاب ہو چکا تھا چنانچہ یہ لوگ اُس وقت قائداعظم کے تصوّر کو جلا کر راکھ کر دینے کے لئے زبان وقلم کی آتش فشانیوں کے ہولناک مناظر پیش کر رہے تھے۔

بہر کیف ! پاکستان بن گیا اور یہ لوگ بھی کھسیانی بلّی کی طرح کھمبا نوچتے ہوئے ارضِ مقدس میں تشریف لے آئے تیز طرّار تو تھے ہی اِس پر جھوٹ بولنے کی رفتار مستزاد چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ لوگ نئی پود کو باور کرانے میں کامیاب ہو گئے کہ پاکستان کی تخلیق اُنہی لوگوں کی جدوجہد اور

قربانیوں کی مرہونِ منت ہے اِن لوگوں کا طریقۂ واردات اِس قدر دلنشین
تھا کہ سیدھے سادھے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی کھیپ تیزی کے ساتھ
اِن کی سحر سامانیوں کی نذر ہوگئی۔

یہ لوگ رنگا رنگ قسم کے مذہبی لبادے اوڑھ کر مختلف اطراف
وجہات سے نمایاں ہوئے، حسین اور شفاف لبادے تراشیدہ اور چمکدار
داڑھیاں، جمنا جل سے دُھلی ہوئی شُستہ زبانیں، تحریر وتقریر میں دلفریب
الفاظ کی یلغار، چہروں پر زبردستی طاری کئے ہوئے مسکینی کے آثار اور غیر ملکی
سرمایہ کہ لگے ہوئے انبار کیا کچھ نہیں کر سکتے تھے ؟

لباس کی سجاوٹ کا جادو، چہروں کی بناوٹ کا جادو، زبان کی لگاوٹ
کا جادو، لہجے کی گھلاوٹ کا جادو، ایک ساتھ جمع ہوجائیں اور اُن کے ساتھ
دولت کے حصولِ بے رُکاوٹ کا جادو بھی شامل ہوجائے تو پھر خود ہی اندازہ
فرمائیں کہ عوام پر سحر زدگی کا عالم کیوں طاری نہ ہوتا جادو تو ایک قسم کا بھی ہوتو
بغیر عصائے کلیمی کے قابو میں نہیں آتا اور جہاں پانچ پانچ جادو بیک وقت
سر چڑھ رہے ہوں وہاں کیا حال ہونا چاہیے تھا۔

تکلف برطرف ہمیں کہنے دیجئے کہ اِس وقت ہمارے ملک میں
فرقہ وارانہ جنگوں کا جو انجانا سا خوف ہر وقت طاری رہتا ہے اُس کا سبب
اُنہی جادوگروں کی جادوئی تحریریں اور سحر انگیز تقریریں ہیں۔

یقین مانیے کہ نفاق کی آگ فی الواقع اُنہی لوگوں بھڑکائی ہوئی

ہے۔ قوم کو مختلف جہات سے مختلف ہولناک عقائد تفویض کرنے کے ساتھ
اِنہوں نے بھائی کو بھائی سے بیٹے کو مائی سے باپ کو اولاد سے اولاد کو باپ
سے الگ کردینے کا فریضہ بھی سرانجام دے لیا۔

اِن لوگوں کا فلسفہ یہ ہے کہ باپ دادے کے دین پر اڑے رہنا
اُن کافروں کی مثل ہے جو یہ کہتے تھے کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین کو کیسے
چھوڑ دیں۔

کتنا ہولناک ہے یہ اندازِ فکر اور کتنا دلفریب ہے یہ فریب۔

قرآنی آیات کا استدلال پیش کر کے لوگوں کی متاعِ ایمان کو لوٹنا یہ
انہی کا کام ہے عوام النّاس اِس فلسفہ کی زَد سے کیسے نکل سکتے ہیں جب کہ
عُلومِ جدیدہ سے بہرہ مند لوگوں کو بھی دلیل پُورے طَور پر اپیل کرتی ہو
حالانکہ یہ تصوّر محض تلبیسِ ابلیس ہے کیونکہ کفار اپنے اسلاف کے کُفر پر
اڑے ہوئے تھے نہ کہ اسلام پر جب کہ اس کے بالعکس آج کا مسلمان اگر
اپنے اسلاف کے مذہب کی بات کرتا ہے تو اس کا واضح ترین مطلب یہی
ہے کہ وہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کے پاکیزہ عقائد کی بات کرتا ہے نہ کہ کفّار و
مشرکین کے مشرکانہ عقیدہ پر جمار ہنا چاہتا ہے۔

کشیدگی کے ذمہ دار

بہر حال ! بات بہت دور نکل گئی بتانا یہ تھا کہ مملکتِ خدا داد میں

بڑھتی ہوئی فرقہ دارانہ کشیدگی کے ذمہ دار یہی لوگ ہیں چونکہ اِن میں ہمہ اقسام کی خودساختہ مذہبی آزادیاں موجود ہیں چنانچہ ان میں ایسے آزاد گرگے بھی درآئے جن کے لئے دنیا بھر میں کوئی اسلامی اسٹیج موجود نہیں تھا بڑی طاقتوں کے زرخرید گرگوں نے اسلام کے نام پر وہ تباہی مچائی جس کی اُمید کسی کافر سے بھی نہیں کی جاسکتی تھی۔

اِن لوگوں نے غیر ملکی سرمایہ سے دھڑا دھڑ ایمان کُش لٹریچر چھاپنا شروع کر دیا یہاں تک کہ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ امجاد اور آپ کے عزیز واقارب پر سَبّ وشتم کی یلغار کردی اہلِ اسلام کے چیخنے چلانے پر لٹریچر ضبط بھی ہوتا رہتا ہے مگر یہ ضبطی محض کاغذی کاروائی تک ہی محدود ہوکر رہ جاتی ہے اور ایمان سوز کتابیں چھپتی ہی رہتی ہیں۔

گالی کون دیتا ہے ؟

اس تباہ کُن غیر اسلامی لٹریچر نے جو صُورتِ حال پیدا کر رکھی ہے اس کا ایک شاخسانہ یہ بھی ہے کہ وہ فرقہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بریت کے اظہار کے باوجود دبا دبا رہتا تھا شعلۂ جوالا بن گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے جان نثار ساتھیوں کی شان میں کھلی خرافات پر اُتر آیا اور بجائے اپنے مکروہ عقائد پر اظہارِ ندامت کرنے کے اہلِ سُنّت وجماعت کے پاکیزہ عقائد کا تمسخر اڑانے لگا"

ہم اِس ردِعمل کو ہرگز پسند نہیں کرتے البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ ایک فطری عمل تھا اگر یزیدی گرگے اہلبیتِ رسولِ ہاشمی اور سیدنا حیدرِ کرار کی شان میں بدترین گستاخیاں نہ کرتے تو یہ صورتِ حال ہرگز پیدا نہ ہوتی حقیقت یہ ہے کہ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سبّ وشتم کرکے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے سبّ وشتم کے دروازے اِن بدنصیبوں نے دانستہ طور پر کھولے ہیں، کون نہیں جانتا کہ گالی اور تھپڑ کا جواب تھپڑ ہوتا ہے حریف کمزور بھی ہو تو وہ دِل میں ضرور گالی دے گا۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے ماں باپ کو نہ خود گالی دو اور نہ کسی سے دلواؤ۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا ! یارسول اللہ ! خود گالی دینا تو سمجھ میں آتا ہے مگر گالی دلانا کیسے ہے ؟

صاحب خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی کے ماں باپ کو گالی دو گے تو وہ تمہارے ماں باپ کو ضرور گالی دے گا گویا دُوسرے کے والدین کو گالی دے کر بالواسطہ طور پر تم نے خود اپنے ماں باپ کو گالی دی بھی اور دلوائی بھی۔

اِس حدیثِ مصطفیٰ کی روشنی میں واضح ہوجاتا ہے کہ دُشمنانِ اہل بیت ہی حقیقت میں دُشمنِ صحابہ بھی ہیں اور یہی لوگ ہر دو برگزیدہ گروہوں کو سبّ وشتم کرنے کے ذمے دار، اسلام کے غدار اور جہنم کے خریدار ہیں۔

اگر مولائے کائنات ولایت مآب سیّدنا حیدر کرّار کرم اللہ وجہہ الکریم کوسبّ وشتم کرنے سے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کے تقاضوں کو پورا کرنا ضروری ہوتا تو خدا اور رسول نے اس کی اجازت دے رکھی ہوتی مگر خدااور رسول تو اِس اَمر کے خلاف حکم دیتے ہیں۔

فرامینِ خُدا دیکھو

اِن دو برگزیدہ ہستیوں کے تعلقات وقُربت کا ذکر تو بعد میں ہوگا پہلے آپ یہ دیکھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں جمیع صحابہ کبار کے لئے کیا ارشاد فرما رکھا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ صحابہ کرام کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہیں اللہ کا احسان یاد کرو کہ اُس نے تمہارے دِلوں کو ملا دیا اور اُس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا اللہ نے تمہارے دل مُلا دیئے ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی آپس میں رحم دل ہیں ایک جگہ ان برگزیدہ ہستیوں کی دُعا کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ کہتے ہیں کہ یا اللہ ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کینہ اور بُغض نہ رکھ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ اگر ہم ان کو تختِ خلافت پر متمکن فرمائیں تو یہ بھلائی کا حکم دیں گے اور بُرائی سے روکیں گے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر وہ آیاتِ مع ترجمہ نقل کر دی جائیں جن کا مفہوم اوپر بیان ہوا ہے تا کہ طرفین کے متعصّبین کی حیلہ سازیوں کی زد میں آنے والے سادہ لوح عوام اپنے ایمانوں کا تحفظ کر سکیں۔

1:۔ تُمہارے دِلوں میں ملاپ

وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا ۪ وَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ

ترجمہ ! اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو اور آپس میں پھٹ نہ جانا اور اللہ کا احسان اپنے اُوپر یاد کرو جب تم میں بَیر تھا اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اُس فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے۔

(سورۃ آل عمران آیت ۱۰۳)

2:۔ دِل ملا دیئے

وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیۡنَہُمۡ ؕ اِنَّہٗ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۶۳﴾

ترجمہ ! لیکن اللہ نے اُن کے دل مِلا دیئے بے شک وہی ہے غالب حکمت والا۔

(سورۃ الانفال آیت ۶۳)

3:۔ وہ بھلائی کا حکم دیں گے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ

ترجمہ! وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمیں میں قابو دیں تو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔

(سورۃ الحج آیت ۴۱)

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ خلافتِ راشدہ پر متمکن ہونے والی عظیم شخصیات کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ یقیناً بھلائی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے ملاحظہ ہو۔

4:۔ آپس میں رحم دل

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ٘

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں

گرتے اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔

(سورۃ الفتح آیت ۲۹)

ہمارے دل میں کینہ نہ رہے

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝۱۰

ترجمہ ! اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اُے ہمارے ربّ ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اُے ربّ ہمارے بیشک تو ہی تو نہایت مہربان رحم والا ہے۔

(سورۃ الحشر آیت ۱۰)

مزید آسان کر لیجئے

مندرجہ بالا چند آیات بیّنات مُسلمانوں کے لئے جس راستے پر چلنے کا تعین کرتی ہیں وہ محتاجِ وضاحت نہیں تاہم مزید آسانی سے یُوں سمجھ لیجئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جو حضرات قبل از اِسلام ایک

دُوسرے کے شدید دُشمن تھے اسلام لانے کے بعد وہ ایک دوسرے کے نہ صرف یہ کہ بھائی بھائی بن گئے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے دِلوں کو اِس طرح مِیل دیا کہ اُن میں کوئی مَیل باقی نہ رہی۔

اَب جب کہ صدیوں سے خاندانی اور ذاتی دُشمنی کی بنا پر برسرِ پیکار رہنے والے شعوب وقبائل آپس میں اس طرح گُھل مل گئے کہ بُغض اور کینہ سے بچنے کے لئے خُدا تعالیٰ سے دُعا کرنے لگے تو پھر اُن لوگوں کی آپس میں محبت کا کیا عالم ہوگا جن کو ایک دوسرے کے ساتھ کبھی بھی ذاتی پرخاش نہ رہی ہو؟

کیا دُنیا کا کوئی محقق یہ امر ثابت کرسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین قبل از اسلام یا اسلام لانے کے بعد تلواریں نکالنا تو ایک طرف کبھی زبان ہی سے لڑائی جھگڑے یا ایک دُوسرے کو گالی گلوچ کرنے کی نوبت آئی ہو۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی بھی ایسا ثابت نہیں کرسکتا اس لئے کہ ایسا کبھی ہوا ہی نہیں اور ایسا ہو بھی کیسے سکتا تھا جب کہ ہر دو برگزیدہ شخصیات شروع ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیرِ تربیت رہی تھیں۔

البتہ ایک روایت ایسی پیش کی جاسکتی ہے جس میں بظاہر یُوں معلوم ہوتا ہے کہ قبل از اسلام ان حضرات کا اختلاف تھا جو اسلام لانے کے بعد از خود ختم ہوگیا مگر اِس روایت کا محققانہ تجزیہ کیا جائے تو قطعی طور پر واضح ہو

جاتا ہے کہ اگر کبھی یہ اختلاف رہا بھی ہو تو ذاتی نوعیت کا ہرگز نہیں تھا بلکہ وہ قبائلی عصبیّت پر مبنی تھا آیت وروایت یہ ہے۔

خُدا نے کینے کھینچ لیئے

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

ترجمہ ! بے شک متّقین باغات اور چشموں میں ہیں ان باغوں اور چشموں میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوں اور ہم نے اُن کے سینوں میں کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے یہ آپس میں بھائی ہیں اور جنت میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں انہیں نہ تو اس میں کچھ تکلیف پہنچے اور نہ ہی وہ اس سے نکالے جائیں۔

(سورۃ الحجر آیت ۴۶ تا ۴۸)

اِن آیاتِ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسّرین کرام نے مزید یہ تفصیل بیان کی ہے کہ حضرت علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین علیہ السلام بیان فرماتے ہیں !

یہ آیتِ کریمہ حضرت ابوبکر وعمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کے حق میں اُن کے سینوں کے کینہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

فرمایا میں کہتا ہوں یہاں کینہ سے مُراد دَورِ جاہلیت کا کینہ ہے جو بنی تیم بنی عدی اور بنو ہاشم کے قبیلوں کے آپس کے نزاع کے بارے میں تھا مگر جب یہ لوگ اسلام لے آئے تو اُن میں محبت قائم ہوگئی چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمر میں تکلیف ہوئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کپڑے وغیرہ کی گدی بنا کر اپنے ہاتھ سے سینک دینے لگے تو یہ آیت نازل ہوگئی۔

قارئین ! اِس روایت کے ضمن میں نازل ہونے والی آیتِ کریمہ پر غور فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِن حضرات کے متعلّق جو فیصلہ کُن ارشاد فرما رکھا ہے اس سے جن امور کی نشان دہی ہوتی ہے وہ صرف یہ ہے۔

1:۔ یہ عالی مرتبت ہستیاں جنّت کے باغات میں ہیں جہاں چشمے جاری ہیں۔

2:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِن کے دِلوں سے دَورِ جاہلیت کے خاندانی کینے بھی کھینچ لئے ہیں۔

3:۔ وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں اور جنت الفردوس میں ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر تشریف فرما ہیں۔

اب جب کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جنت میں ایک دوسرے کے سامنے تشریف فرما ہیں تو

اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ان دونوں حضرات کو ایک دوسرے کے دُشمن ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

بہر کیف ! اِن لوگوں کو اِن کے حال پر چھوڑتے ہوئے قارئین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تعلقات اُن ہی کے ارشادات کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما کا فیصلہ کُن مکالمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیت الشرف پر حاضر ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ آپ دروازہ کھٹکھٹائیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یا علی آپ مقدّم ہیں۔

فقال تقدم انت یا علی

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

میں ایسے شخص پر کیسے سبقت کروں جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میں نے یہ فرمان سنا ہے کہ اُس شخص پر سُورج نہ طلوع ہوگا اور نہ غروب جو میرے بعد ابوبکر صدیق سے افضل ہو۔

ما طلعت الشمس ولا غربت من بعدی علیٰ رجل افضل من ابی بکر الصدیق۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

میں ایسے شخص پر کیسے سبقت کروں جس کے متعلق حضور رسالتمآب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے مردوں میں سے بہترین مرد کو خیر النساء عطا فرمائی ہے۔

أعطیت خیر النساء لخیر الرجال۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

میں اُس شخص پر کیسے سبقت کروں جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ کی زیارت کرنا چاہتا ہے وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ کی طرف دیکھ لے۔

من ارادان ینظر الیٰ صدر ابراھیم الخلیل ینظر الی صدر ابی بکر صدیق۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

میں اُس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام اور اُن کے حُسن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی نماز کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے زُہد کو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے خلق کو دیکھنا چاہے تو وہ علی کی طرف دیکھ لے۔

من ارادان نظر الیٰ آدم والیٰ یوسف وحُسنہٖ

والیٰ موسیٰ و صلاتہٖ والیٰ عیسٰی وزُھدہٖ والیٰ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خُلقہٖ
فلنظیر الیٰ علی

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب دنیا حسرت وندامت کے دن عرصۂ محشر میں جمع ہوگی تو اللہ عزوجل کی طرف سے نداء کرنے والا نداء کرے گا کہ ابوبکر آپ اپنے محبوب کے ساتھ جنت میں داخل ہوجائیں۔

ینادی مناد من قبل الحق عزّوجل یا ابابکر ادخل انت و محبوبک الجنت۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یومِ حنین اور خیبر کے دِن کھجوروں اور دُودھ کا تحفہ دے کر فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ طالبِ غالب کی طرف سے علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے تحفہ ہے۔

ھٰذہٖ ہدیۃ من الطالب الغالب اِلٰی عَلی بن ابی طالب

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے اے ابوبکر تو میری آنکھ ہے۔

انت یا ابابکر عینی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کرسکتا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔

قیامت کے دن علی جنت کی سواری پر سوار ہوکر آئیں گے اور نِداء کرنے والا نِداء کرے گا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا میں آپ کیلئے اچھا والد اور اچھا بھائی تھا اچھے والد تو آپ کے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام اور آپ کے اچھے بھائی حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

یجی علی علیٰ مرکب من مراکب الجنّۃ فینادی منادیامحمد ! کان لک فی الدنیا والد حسن واخ حسن اما الوالد الحسن فابوک ابراھیم الخلیل واما الاخ فعلی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! جب قیامت کا دن ہوگا، رضوان خازن جنان جنت ودوزخ کی چابیاں لے کر حاضر ہوگا اور کہے گا۔

اے ابوبکر ! اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ جنّت اور دوزخ کی کنجیاں لے لیں اور جسے چاہے جنّت میں بھیج دیں اور جسے چاہے دوزخ میں بھیج دیں۔

یاابی بکر الرب جل جلاله یقرئک السلام ویقول مفاتیح الجنّة ومفاتیح النّار ابعث من شیئت الی الجنّة وابعث ما شیئت الی النّار۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے لئے اللہ تعالیٰ کا سلام لائے اور کہا! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں آپ سے اور علی سے محبت کرتا ہوں، تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا اور میں فاطمہ سے محبت کرتا ہوں۔ تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا، میں حسن اور حسین سے محبت کرتا ہوں تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

یامحمد ان الله عزّوجل یقرئک السلام ویقول لک احبک واحب علیاً فسجدت شکرا واحب فاطمة فسجدت شکرا واحب حسناً وحسیناً فسجدت شکرا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ابوبکر کے ایمان کے ساتھ تمام اہلِ زمین کے ایمان کا وزن کیا جائے تو ابوبکر کا پلّہ بھاری رہے گا۔"

"لووزن ایمان ابی بکر بایمان اهل الارض لرجح علیهم۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ! قیامت کے دن علی اور ان کی اولاد اُن کی زوجہ جنت کی فربہ سواریوں پر تشریف لائیں گے تو اہلِ قیامت کہیں گے کہ کیا یہ نبی ہیں ؟ منادی ندا کرے گا کہ یہ اللہ کے حبیب ہیں، یہ علی ابن ابی طالب ہیں۔

فیقول اهل القیامة ای نبی هذا ؟ فینادی منادٍ هذا حبیب الله هذا علی ابن ابی طالب۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

میں اُس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے، کل قیامت کو اہلِ محشر جنّت کے آٹھوں دروازوں پر یہ آواز سُنیں گے کہ "اے صدیق اکبر جس دروازہ سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔"

" ادخل من حیث شئت ایها الصدیق الاکبر۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا، جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے، جنّت میں علی کا محل میرے اور حضرت ابراہیم خلیل کے محلّات کے درمیان ہوگا۔

" بین قصری وقصر ابراهیم الخلیل قصر علی ابن ابی طالب۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے آسمان پر رہنے والے کرّوبیان روحانین

اور فرشتے ہر روز ابوبکر صدیق کی طرف دیکھتے ہیں۔"

" ان اهل السماوات من الکروبیان الروحانین والملاء الاعلیٰ ینظرون فی کل یوم الیٰ ابی بکر الصدیق"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

میں اُس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں اور اُس کے اہل بیت کے حق میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے !

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ﴿۸﴾

اور کھانا کھلاتے ہیں اُس کی محبت پر مسکین ویتیم اور اَسیر کو۔

(سورۃ الدھر آیت ۸)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

میں اُس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا ہے۔

وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان
کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

(سورۃ الزمر آیت ۳۳)

فیصلہ کیسے ہُوا؟

ہر دو مقدس و محترم ہستیوں کا سلسلۂ کلام محبّت دراز ہو گیا تو ہر دو حضرات کی شان و عظمت کا فیصلہ اُس عظیم فیصلہ کرنے والے اَحکم الحاکمین کی بارگاہ سے ہونے کا وقت آ گیا جس کے فیصلہ کے بعد کسی کا فیصلہ نہیں اور جس کے حکم کے بعد کسی کا حکم نہیں۔

دونوں بزرگوں کے افسانۂ محبت کا ابتدائیہ سُنا تو روحِ فطرت جھوم اُٹھی جبریل ہر دو حضرات کی زیارت کے لئے بے قرار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ دیتے وقت اپنے محبوب کی زبان کا انتخاب فرما لیا۔

امام الانبیاء سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرۂ مبارک کے باہر تو دَو صدیق ایک دوسرے کی شان و عظمت اور تعریف و توصیف بیان کرنے کا حق ادا کر رہے ہیں اور حجرۂ مبارک کے اندر جبریل علیہ السلام بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش ہو کر بیرون خانہ ہونے والی گفتگو سُنا کر۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى کی تفسیر منیر کا

مشاہدہ کرنے کے لئے عرض کر رہے ہیں !

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اس ساعت میں ساتوں آسمانوں کے فرشتے ابوبکر صدیق اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ایک دُوسرے کے ساتھ اُن کے حُسنِ ادب اور حُسنِ جواب کے ماجرا سے لطف اندوز ہو رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن دونوں کے پاس تشریف لے چلیں اور اُن کے درمیان فیصلہ فرمائیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے دونوں پر رحمت و رضوان کے ساتھ احاطہ کر لیا ہے اور دونوں کو حُسنِ ادب اور اسلام و ایمان کے ساتھ مخصوص فرما لیا ہے۔

پس حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرۂ مبارک سے باہر تشریف لائے اور جبریل علیہ السلام کے بیان کے مطابق ہر دو حضرات کو کھڑے دیکھا تو دونوں کی پیشانیوں کو چوم لیا اور فرمایا !

قسم ہے اُس حق کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تمام سُمندر سیاہی کی دواتیں بن جائیں اور درخت قلمیں بن جائیں اور ارض و سماوات پر رہنے والے لکھنا شروع کر دیں تو جب بھی تم دونوں کے فضائل اور اوصافِ اجر کو بیان کرنے سے عاجز رہیں گے۔

فخرج النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم ایهما
فوجد هما کما ذکر له جبرائیل فقبل النبی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کل واحد منہما
وقال! وحق من نفس محمد بیدہ لوان
البحار اصبحت مداوا والا شجار اقلا ما واہل
السمٰوات والارض کتابا یعجز وا عن فضلکما
وعن وصف اجر کما

(نورالابصار فی مناقب آل بیتِ نبی المختار مطبوعہ مصر ص ۹/۱۰)

حق یہ ہے

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں فنا ہونے والے لوگوں کو عام قسم کے آدمیوں پر محمول کرنا خلافِ انصاف ہے ایسے ہی تسکین نظریات کے لئے اہلِ محبت کو اہلِ عداوت بنا دینا بھی ناانصافی ہے۔

ابوبکر وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسندیدہ بندے ہیں دونوں ہی محبت واخلاص کے اُس مینارۂ نور پر کھڑے ہیں جہاں عداوت وکدورت کی ظلمتوں کا گذر نہیں ہوتا۔

دونوں ہی عظیم وحلیم ہیں۔

دونوں ہی صادق وصدّیق ہیں۔

دونوں ہی درسگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پڑھے ہوئے ہیں۔

دونوں ہی پیکرِ صبر ورضا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

جاں نثار ہیں۔

دونوں ہی گلشنِ اسلام کی بہار ہیں۔ دونوں کی شان اَرفع واعلیٰ اور ہر قسم کے موازنہ سے بالاتر ہے۔

بہار گلشنِ دیں ہیں ابوبکر و علی دونوں
خُدا کے برگزیدہ مظہرِ شانِ نبی دونوں

حق یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کے بغیر بے کار ہے اور علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے محبت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت کے بغیر فضول ہے اس لئے کہ یہ فرمانِ رسول ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراضات کرتے جانا اسلام کی خدمت نہیں بلکہ یہ براہِ راست بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خُدا تعالیٰ پر اعتراض کرنے کے مُترادف ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مصطفیٰ کا انتخاب ہے اور مصطفیٰ کا انتخاب خُدا کا انتخاب ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اور مقام کو کون جان سکتا ہے
صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ محبت کی یادگار ہے نور کا مینار ہے مومنوں کا سردار ہے
تو پھر کیوں نہ کہوں۔

خلیفہ اوّل محمد کا نائب صحابہ کا سردار صدیق اکبر
ہے قرآن بھی جس کے پڑھتا قصیدے وہ ہے ماہِ انوار صدیق اکبر

قرآن کہتا ہے کہ اُسے ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ ہوں حدیث کہتی ہے محمد کا پہریدار کہوں علی کہتے ہیں خلافتِ اسلامیہ کا شہریار کہوں پھر بتاؤ اُسے کیسے دُشمن حیدرِ کرّار کہوں۔

ابوبکر صدیق مُصطفیٰ کا شہکار ہے علی کا یار ہے دین کی بہار ہے صحابہ کا سردار ہے۔ صدیق کا دشمن علی کا غدار...... علی کا غدار مصطفیٰ کا غدار...... مصطفیٰ کا غدار خدا کا غدار اور خدا کا غدار فی النار ہے۔

ایک مُلاقات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سلام کہا حضرت علی علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا۔

ابوبکر نے کہا ! علی بشارت کی مبارک ہو۔

علی نے کہا ! کیسی بشارت کیسی مبارک؟

فرمایا ! قیامت کے دن جنت میں وہی داخل ہوگا جسے آپ پاسپورٹ دیں گے۔

فرمایا کس نے کہا ؟

کہا ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

کہا! ابوبکر آپ کو بھی بشارت کی مبارک ہو۔

فرمایا ! کس بشارت کی مُبارک ہے۔

فرمایا ! حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے کہ یا علی پاسپورٹ تم دو گے مُہر ابوبکر لگائیں گے۔

ثابت ہوا دشمنِ ابوبکر کو حضرت علی علیہ السلام پاسپورٹ نہیں دیں گے اور علی علیہ السلام کے دشمن کا ویزا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہیں لگائیں گے جنّت کا دارومدار ابوبکر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں سے محبّت رکھنے پر ہے، نہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر جنت ملے گی اور نہ علی المرتضیٰ علیہ السلام سے منہ موڑ کر جنت حاصل ہوگی۔

علی کا دامن تھامنا ہے تو ابوبکر صدّیق کا دامن تھامنا ضروری ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پروردۂ نگاہِ رسول ہے اور علی علیہ السلام بھی پروردۂ آغوشِ رسول ہے۔

حق مَعَ العلی ہے اور علی مع الحق ہے یعنی حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہے...... علی ابوبکر کے ساتھ ہے تو ابوبکر حق ہے باطل نہیں...... حق حق ہے باطل باطل ہے...... حق باطل نہیں باطل حق نہیں علی باطل کے ساتھ نہیں رہ سکتا باطل علی کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔

علی ابوبکر کے ساتھ ہے ابوبکر علی کے ساتھ ہے صدیق خلیفہ ہیں علی مُشیر ہیں، دونوں ہی ایک جان دو قالب اور آپس میں شکر شیر ہیں۔

مَن تو شُدم، تو مُن شُدی، تو جاں شدم من تن شُدی

تا کس نہ گوید بعد ازیں، من دیگرم تو دیگری

دُوسری ملاقات

حُجرۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے رحمت کا نزول ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی پاکباز بیٹی اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے آئے ہیں۔

عظیم بیٹی نے اُٹھ کر عظیم باپ کا استقبال کیا اور احترام کے ساتھ بٹھادیا اسی اثناء میں دروازہ پر دستک ہوئی۔

پوچھا کون ہے؟

فرمایا !علی۔

فرمایا اندر آجائیں !

حضرت علی علیہ السلام حجرۂ رسول میں آئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر استقبال کیا اور نہایت ادب واحترام کے ساتھ سامنے بٹھالیا۔

دو اہلِ محبت آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں سیّدنا حیدرِ کرار علیہ السلام کی نگاہ فرطِ حیاء سے جھکی ہوئی ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نگاہیں حضرت علی علیہ السلام کے رُخِ زیبا پر گاڑ رکھی ہیں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حیران ہو کر پوچھا ابا جان آپ اکثر علی کے چہرہ کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہیں؟

جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹی میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث سُن رکھی ہے۔

عرض کی !کون سی حدیث ؟

فرمایا ! علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے چہرے کو عبادت سمجھ کر دیکھتے ہیں اور خوب ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہیں کون نہیں جانتا کہ دُشمن ہمیشہ اپنے دُشمن کے پاؤں کی طرف دیکھتا ہے چہرے کی طرف نہیں دیکھتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کو دیکھنا اور بیٹی کو حضرت علی علیہ السلام کے رُخِ انور کی زیارت کی تعلیم دینا دوستی اور محبت کی اعلیٰ ترین مثال ہے اگر کوئی شخص یہ بات تسلیم کرتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے تو پھر کم از کم اُسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس فضیلت کا اِقرار لازماً کرنا پڑے گا کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے رُخِ انور کو دیکھا کرتے تھے۔

مِٹھائی سے پیار

مِٹھائی سے پیار اور حلوائی سے بیر اچھے لوگوں کو زیب نہیں دیتا"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے یہ حدیث تو تسلیم کر لی جاتی ہے مگر اُس شخص کی عظمت کو تسلیم کرنا مُشکل نظر آتا ہے جس نے یہ حدیث بیان بھی کی اور اکثر اس پر عمل بھی کیا۔

ہاں !ہاں ! یہ حدیث پاک حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے آپ نے یہ حدیث بیان کی اور آپ نے اس پر عمل کر کے دوسروں کو ترغیب دی ۔علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے چہرۂ اقدس پر جم جانے والی نگاہوں کو خراجِ عقیدت ومحبت پیش کرنا چاہیے اُن پاکیزہ ومُقدس نگاہوں کی تحقیر وتذلیل حضرت علی علیہ السلام کے چہرہ کے حُسن وکرامت کی تحقیر وتذلیل کرنے کے برابر ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے چہرہ پر مرتکز رہا کرتی تھیں۔

یہاں اُن باطل نوازوں کو بھی غور کرنا چاہیے جو بزعمِ خویش حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو رشتۂ محبت استوار کئے ہوئے ہیں مگر فی الحقیقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دشمنی پر پوری طرح کمر بستہ ہیں اُنہیں صرف اتنا سمجھا دینے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے کہ اگر نگاہِ صدیق کو خراجِ عقیدت پیش کرنا ہے تو چہرۂ حیدرِ کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حُسن وکرامت کی تحقیر نہ کرو اس لئے کہ جن نظر پرور نظاروں میں کھو کر نگاہِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذَوقِ عبادت کی تسکین کا سامان فراہم کرتی تھی وہ حُسنِ کرامت طعنہ زنی کے لائق نہیں۔

بابِ دوم

تَصویرِ کیفؔ

آں امن الناس بر مولائے ما

آں کلیم اوّلِ سینائے ما

(علاّمہ اقبال)

ہمارے طُور کا پہلا کلیم

تصویر کیف

جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رونق بازار مصطفیٰ بھی ہیں اور حاملِ انوارِ مصطفیٰ بھی

حاصل افکارِ مصطفیٰ بھی ہیں اور مظہر کردارِ مصطفیٰ بھی

واقفِ اسرارِ مصطفیٰ بھی ہیں اور زینتِ دربارِ مصطفیٰ بھی

نکہتِ گلزار مصطفیٰ بھی ہیں اور کشتۂ دیدارِ مصطفیٰ بھی

اور سب سے بڑی بات یہ کہ

''آپ ساکنِ مزارِ مصطفیٰ ہیں''

یہی نہیں بلکہ۔

☆ پرتو کمالِ مصطفیٰ ہیں تو صدیق

☆ جلوۂ جمال مصطفیٰ ہیں تو صدیق

☆ ناشرِ اقوالِ مصطفیٰ ہیں تو صدیق

☆ نقشۂ حالِ مصطفیٰ ہیں تو صدیق

☆ صورتِ قالِ مصطفیٰ ہیں تو صدیق

صدیق ! میں تیری عظمت پہ قربان

تُو سراپا جلال بھی ہے اور پیکرِ جمال بھی

صدیق تُو دین کا کمال بھی اور مصطفیٰ کی ڈھال بھی

ابوبکر صدیق تو معظّم بھی ہے مکرّم بھی

تو مومنوں کا مُعلّم بھی ہے آلِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم بھی

ابوبکر صدیق !

تو اسیرِ حلقہ مُوئے رسول ہے

زینت و آرائش کُوئے رسول ہے

پُروانۂ شمعِ رُوئے رسول ہے

کُشتۂ خمِ ابرُوئے رسول ہے۔

صدیق ! ستارے تیری عظمتوں کو سلام کرتے ہیں فرشتے تیرے قصیدے پڑھتے ہیں اللہ کا رسول تجھے اعزاز عطا فرماتا ہے۔

تیری وفا کو میرا سلام ہو تو کتنا عظیم ہے صُبح کے سویروں میں غار کے اندھیروں میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفیق ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن و تشنیع کرنے والے اتنا تو

خیال کریں کہ۔

صدیق جانثارِ رسول بھی ہیں اور غم گسارِ رسول بھی

وفادارِ رسول بھی ہیں اور پاسدارِ رسول بھی

رازدارِ رسول بھی ہیں اور یارِ غارِ رسول بھی

ابوبکر صدیق کو ظالم اور غاصب نہ کہیے اگر کہنا ہے تو۔

ابوبکر صدیق کو عندلیبِ گُلستانِ رسول مختار کہیے

عرصۂ محبت کا شہسوار کہیے

عاشقانِ رسول کا قافلہ سالار کہیے

غریبوں کا غمگسار کہیے صحابہ کا تاجدار کہیے

مسکینوں کا مددگار کہیے عشق بلالی کا خریدار کہیے

حاملِ نورِ پروردگار کہیے صداقت کا علم بردار کہیے

اور ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ کہیے۔

ہاں ہاں !

ابوبکر صدیق پیشوائے کاملین ہیں اور خلیفۃ المسلمین ہیں تاج الصالحین ہیں امیر المومنین ہیں امام المتقین ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابوبکر صدیق اصدق الصادقین ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانشین ہیں پروانۂ رحمت للعالمین ہیں اور والدِ اُم المومنین ہیں قافلہ سالارِ سالکین اور سلطان المقربین ہیں۔

نیّرِ بُرجِ عطا صدّیق ہیں
منبعِ جُود و سخا صدّیق ہیں

مرکزِ مہر و وفا صدّیق ہیں
محورِ صدق و صفا صدّیق ہیں

حاملِ نُورِ خدا صدّیق ہیں
یارِ غارِ مصطفیٰ صدّیق ہیں

کیوں نہ صائمؔ اُن کو میں ہادی کہوں
حامئ دینِ ہُدیٰ صدّیق ہیں

سیّدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان تخیّلات سے ماوریٰ صدّیق کا مقام تصوّرات سے بالا اس لئے کہ صدیق پروردۂ نگاہِ رسول اور خُدا تعالیٰ کا مقبول ہے۔

صدّیق ! مرکزِ پُرکارِ وفا ہیں

صدّیق ! فنافی العشقِ مصطفیٰ ہیں

صدّیق! نائب سیّدالانبیاء ہیں

صدّیق ! مصدرِ فیوضاتِ مُرتضیٰ ہیں

جناب ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مُشفق بھی ہیں اور شفیق بھی

رہبر بھی ہیں اور خلیق بھی

احسن بھی اور عتیق بھی

صادق بھی ہیں اور صدیق ؓ بھی

صدّیق بحرِ رحمت کے غریق ہیں

صحابہ کے اُتالیق ہیں

حق و باطل میں وجہِ تفریق ہیں

نامۂ محبت کی مُہرِ تصدیق ہیں

اور سب سے بڑی بات کہ صدّیق نائبِ رسول اور خلیفۂ بلافصل بالتحقیق ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ خوش نصیب اور عالی قدر صحابیٔ رسول ہیں جن کو مُصطفیٰ کی کرشمہ سازیوں اور بندہ نوازیوں نے خصائل وشمائل اور فضائل وکرامات کا بحرِ ناپیدا کنار بنا دیا تھا۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک عام انسان کی طرح نہ دیکھو صدّیق کو دیکھنا ہے تو یوں دیکھو کہ۔

صدّیق اکبر انبیاء ومرسلین کے تاجدار کے ساتھی ہیں"

گُلشنِ کون ومکاں کی بہار کے ساتھی ہیں۔

لامکان کے شہسوار کے ساتھی ہیں

دونوں جہان کے شہریار کے ساتھی ہیں۔

ہاں ہاں! صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر برسنے والی پتھروں کی یلغار کے ساتھی ہیں

مکہ سے مدینہ آنے والی رہگزار کے ساتھی ہیں

سانپوں کے رہنے والے غار کے ساتھی ہیں

بدر میں چلنے والی تلوار کے ساتھی ہیں

اُحد میں آنے والے آزار کے ساتھی ہیں

بلکہ اسلام کے ہر معرکہ کارزار کے ساتھی ہیں

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ اُس مزار کے ساتھی ہیں جس کی زیارت اور سلامی کے لئے ستر ہزار فرشتوں کا روز و شب نزول ہوتا ہے

اُس مزار کے ساتھی ہیں جس میں بزمِ کونین کے دُولہا رہتے ہیں۔

اُس مزار کے ساتھی ہیں جس میں دونوں عالم کے آقا و مولا استراحت پذیر ہیں

جس میں جنّت کے مالک ومختار اور کوثر وسلسبیل کے ساقی رہتے ہیں

وہ مزارِ پُرانوار ! جہاں نور ہے نار نہیں

وہ گلشنِ سدابہار ! جہاں پھول ہے خار نہیں

وہ دار القرار ! جہاں یار ہے مار نہیں

وہ حریم شہر یار ! جہاں رحمت ہے آزار نہیں

ہاں ہاں ! میرے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ بیت الشرف ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسکن ہے

جہاں حضوری ہے دوری نہیں
جہاں تریاق ہے زہر نہیں
جہاں رحمت ہے قہر نہیں
جہاں چارا ساز ہے بے چارا نہیں
جہاں شبنم ہے شرارا نہیں
جہاں حُسن ہے قباحت نہیں
جہاں سکون ہے وحشت نہیں۔

پیارے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُس مزار میں رونق افروز ہیں"

جہاں خزاں نہیں بہار ہے
جہاں ظُلم نہیں پیار ہے
جہاں بے چینی نہیں قرار ہے
جہاں درد نہیں دوا ہے
جہاں مرض نہیں شفاء ہے
جہاں صرصر نہیں صبا ہے
جہاں ظلمت نہیں ضیاء ہے

جہاں فنا نہیں بقا ہے
جہاں غیر نہیں حبیب ہے
جہاں مریض نہیں طبیب ہے۔

وہ مزارِ مقدس جس میں نور ہی نور ہے سُرور ہی سُرور ہے رحمت ہی رحمت ہے برکت ہی برکت ہے اور سلامتی ہی سلامتی ہے۔

سیّدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسکن وہ گُلستانِ کرم ہے جہاں چلنے والی بادِ رحمت کا ہلکا سا جھونکا جہنّم کے شعلوں میں برودت کا فوری بھر دے۔

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اُس جلوہ گاہِ نُور کا مکیں ہے جہاں ظُلمتوں کے گذر کا امکان ہی ختم ہو چکا ہے پھر ان حالات میں یہ کس قدر نادانی اور حقائق سے رُوگردانی ہے کہ معاذ اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لائقِ مواخذہ سمجھا جائے اور اس پر مختلف طریقوں سے الزام تراشی کی جائے اور اگر کوئی نادان ایسا کرتا بھی ہے تو اس کا اپنا ہی نقصان ہے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا نقصان ہوگا۔

اُن کا مقام تو ہر قسم کے مطاعن کی دست بُرد سے ویسے ہی باہر ہے بھلا آسمان کی طرف مُنہ اٹھا کر تھوکنے سے آسمان کا کیا بگڑتا ہے وہاں تک یہ ناپاک چھینٹے پہنچنے کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا ہاں تھوکنے والے کو تھوڑا بہت یقیناً مُتاثر ہونا پڑے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُعا

یہ تو خیر ایک جملہ معترضہ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایسے رفیق اور ساتھی ہیں اور اس قدر نگاہِ محبوب میں جچے ہوئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود اللہ تعالیٰ کے دربار میں استدعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ابوبکر کو آخرت میں بھی میرے ساتھ ہی رکھنا۔

چنانچہ کتبِ احادیث وسیر میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ دُعا اس طرح مرقوم ہے۔

اللّٰھم اجعل ابا بکرٍ مع فی درجتی یوم القیامۃ۔

(حلیۃ الاولیاء ج۱ ص ۳۳) (الوفا ج۱ ص ۲۸۶)

اور پھر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ دعا منظور بھی ہوگئی چنانچہ اگلی سطروں میں اس طرح لکھا ہے۔

فاوحی اللّٰہِ تعالیٰ الیہ ان اللّٰہ قد استجاب لک

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مانگی ہوئی دُعا کے مُسترد ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بہرحال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دُنیا وآخرت میں امام الانبیاء تاجدارِ کون ومکاں محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ساتھ ہیں اور سرورِ دوعالم کہیں بھی اُن کی علیحدگی پسند

نہیں فرماتے بلکہ خدا تعالیٰ سے اُن کی رفاقت طلب فرماتے ہیں۔

جبھی تو ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا محبوب متصوّر کرتے ہو تو محبوب کی محبوب چیزوں سے نفرت نہ کیا کرو جب تک محبوب کے محبوب لوگوں کو محبوب نہیں بنایا جائے گا دعویٰ محبت خام اور باطل قرار پائے گا۔

شانِ صدیقِ اکبر پہ قُربان میں
راز دارِ رسالت کی کیا بات ہے

جس کو صدیق ہے مصطفٰے نے کہا
اُس سراپا صداقت کی کیا بات ہے

(علامہ صائم چشتی)

باب سوم

ذکرِ ولادت
سے
قبولِ اسلام تک

نسب نامہ

شجرہ نسب

امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرہ نسب ماں اور باپ دونوں کی طرف سے چھٹی پشت میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرۂ پاکیزہ سے جاملتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حضور رسالت مآب ﷺ	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ	حضرت عثمان ابو قحافہ	اُم الخیر سلمیٰ
حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	عامر	صخر
حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ	عمرو	عامر
حضرت عبدِ مناف رضی اللہ عنہ	کعب	
حضرت قصی رضی اللہ عنہ	سعد	
حضرت کلاب رضی اللہ عنہ	تیم	

حضرت مرّہ رضی اللہ عنہ

حضرت کعب رضی اللہ عنہ

حضرت لوی رضی اللہ عنہ

حضرت غالب رضی اللہ عنہ

ایک ڈال کی دو شاخیں

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس بلاشبہ تمام کائنات کی اَصل اور جوہر ہے اس حقیقت کی وضاحت کے لیے سینکڑوں صفحات کی ضرورت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ہم اپنی تخلیق کے اعتبار سے حضرت آدم علیہ السلام کے باپ اور تولید کے اعتبار سے اُن کے بیٹے ہیں۔

ترجمانِ اہلسنّت حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں !

جوہر اُو نے عرب نے اعجم است

آدم است وہم ز آدم اقدم است

بہر حال یہ مضمون ایک الگ نوعیت کا حامل ہے اجمالاً عرض کر دیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باعتبار ولادت ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور فرعی اعتبار سے شجر بشریت کی اُس شاخ کے پھول ہیں جس کی جڑ سیّدنا آدم علیٰ نبیّنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرار دیا جاتا ہے۔

نصوصِ صریحہ وقطعیہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرۂ نسب قطعی طور پر پاکیزہ اور طیّب و طاہر ہے آپ کا اپنا ارشاد ہے۔

کہ میرے آباؤ اجداد اور اُمہات میں سے کسی نے بھی سفاح کو نہیں دیکھا بلکہ سب کے سب نکاح سے پیدا ہوئے ہیں۔

اس لحاظ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمتِ نسب کا کیا مقام بیان کیا جاسکتا ہے جو اسی شجرِ مقدس کی ایک شاخ کے پھول ہیں جس کی دوسری شاخ کے پھول رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

عظمتِ صدیق رضی اللہ عنہ کا راز

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ خوش نصیب انسان ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ازل ہی سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت اور دوستی کے لئے چُن رکھا تھا اس رفاقت کا اظہار بھی خالقِ کائنات نے کسی دوسرے پر نہیں چھوڑا بلکہ قرآن مجید کی محکم آیات میں اس کا واضح ترین تذکرہ بھی خود ہی فرمادیا تاکہ کوئی شخص بھی اسنادِ روایات کا سہارا لے کر حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش نہ کرسکے۔

وہ آیاتِ بیّنات ہم اگلے صفحہ پر نقل کررہے ہیں اور ساتھ ہی ثقہ تفاسیر سے ان کا صحیح مفہوم بھی ہدیۂ قارئین کررہے ہیں تاکہ جو نہیں جانتے وہ بھی جان لیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وشان اور سربلندی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے تقریباً بیس سال پہلے ہی آپ کی رفاقت اختیار کرچکے

تھے اور سائے کی طرح آپ کے ساتھ رہتے تھے۔

اندازہ فرمائیں کہ وہ جوانی کتنی بے داغ اور اور قابلِ رشک ہوگی جو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ تلے پروان چڑھ رہی تھی اور اُس شخص کا اخلاق و کردار کن بلندیوں پر ہوگا جو پوری زندگی اُس مقدس ہستی کے زیرِ تربیت رہا ہو جس کی سیرت پاک کو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسوۂ حسنہ کا نام دیتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کا اندازہ تو فرمائیں کہ خدا تعالیٰ کا مقدس محبوب انہیں نہ صرف دوست بناتا ہے بلکہ اُن کی دوستی پر فخر کرتا ہے۔

بہرکیف ! اب آپ وہ آیات ملاحظہ فرمائیں جن کا اوپر ذکر ہوا۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ؕۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ !

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اُس کو جنا اور اُس کو پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے میں پورا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے شباب کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس برس کی عمر کو پہنچتا ہے تو کہتا ہے کہ اُے میرے پروردگار مجھے الہام کر یعنی میرے دل میں ڈال کہ میں تیری اُن نعمتوں کا شُکر کروں جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور میں وہ کام کروں جس سے تو خوش ہو اور میری اولاد میں بھی فرماں بردار ہوں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیوں ہم قبول کریں گے اور ان کے گناہوں سے درگذر فرمائیں گے اس طور پر کہ یہ اہلِ جنت میں سے ہوں گے اس وعدہ صادقہ کی وجہ سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

(سورۃ الاحقاف آیت ۱۵/ ۱۶)

ذکرِ ولادت وشباب

مندرجہ ذیل آیاتِ مقدسہ مع ترجمہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں یوں تو یہ آیات بیّنات کسی بھی مومن اور اور متقی انسان پر چسپاں کی جاسکتی ہیں مگر شانِ نزول کے اعتبار سے یہ آیات بطورِ خاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مخصوص ومختص ہیں آئندہ سطور میں ہم اس ناقابلِ تردید حقیقت کو متعدد ثقہ تفاسیر کے حوالہ سے واضح کررہے ہیں مگر اس سے پیشتر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس حقیقت سے روشناس کرایا جائے جن کا اشارا ان آیات سے ملتا ہے۔

ان آیات میں کیا ہے

۱:۔ قُرآن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ انسان کے نام سے کرتا ہے۔

۲:۔ قُرآن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میلاد کا ذکر ہے۔

۳:۔ قُرآن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۴:۔ قرآن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے داغ

جوانی کا ذکر کرتا ہے۔

۵:۔ قرآن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کا نیک اور صالح ہونا ثابت ہوتا ہے۔

۶:۔ قرآن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیک تمناؤں کا ذکر ہے۔

۷:۔ قرآن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال صالحہ کا تذکرہ ہے۔

۸:۔ قرآن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سلامتی کا ذکر ہے۔

۹:۔ قرآن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال کی قبولیت کا اعلان ہے۔

۱۰:۔ قرآن میں حضرت ابوبکر صدیق کے لئے جنّت موعودہ کے مل جانے کا یقینی وعدہ ہے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

پسِ منظر تفاسیر کی روشنی میں

قرآن مجید نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ مقدسہ کے علاوہ آپ کے والدین اور اولاد کے بارے میں جو وضاحت

فرمائی ہے اس کا عکس جمیل اختصار کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے اگر ہم محض ان دس باتوں کی ہی تشریح کر دیتے تو آپ کی سیرت پر ایک عظیم کتاب تصنیف ہو جاتی مگر اس خیال سے اجمالاً یہ چند نکتے بیان کر دینے پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے کہ ایک تو قارئین خود یہاں سے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں اور دوسرے وہ حوالے پیش کرنا زیادہ ضروری ہیں جن سے ثابت ہوتا ہو کہ یہ آیات فی الواقع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ہی نازل ہوئی ہیں"

چونکہ اس ضمن میں بیسیوں کتب تفاسیر کے حوالے ہمارے سامنے ہیں اور ان تمام عبارتوں کو مع تراجم کے پیش کیا جائے تو یہ مضمون بے حد طویل ہو جائے گا جب کہ دیگر بے شمار مضامین ابھی باقی ہیں اس لئے ملتے جلتے مفہوم کی عبارت مع ترجمہ صرف ایک ہی کتاب سے پیش کی جائے گی اور دیگر کتابوں کے نام اور صفحات درج کر دینے پر اکتفاء کیا جائے گا ملاحظہ ہو !

چالیس برس بعد پہلی روایت

اور اصح یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ناز ہوئی حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اُنہوں نے اس وقت اختیار کی جب ان کی عمر اٹھارہ سال اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک بیس برس اُنہوں نے اس عمر میں آپ کے ساتھ بغرضِ تجارت شام کا سفر کیا۔

دورانِ سفر ایک منزل پر قیام فرمایا تو وہاں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بیری کے سائے میں تشریف فرما ہوگئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے قریب ہی سکونت رکھنے والے ایک راہب کے پاس تشریف لے گئے راہب نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ وہ کون ہیں جو بیری کے سائے میں جلوہ افروز ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کا اسم گرامی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب علیہم السلام ہے راہب نے کہا خُدا کی قسم یہ نبی ہیں اور اس بیری کے سایہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سوائے اِن کے اور کوئی نہیں بیٹھا اور یہی پیغمبر آخر الزمان ہیں۔

والاصح انما نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فعلک انہ صحب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو ابن سنۃ ثمان عشرۃ سنۃ والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عشر بن سنۃ فی تجارۃ الی الشام فنزلوا منزلا فیہ سدرۃ فقعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ظلما ومضی ابوبکر الی زاہب ھنال لینالہ عن الدین فقال لہ الراھب من الرجل الذی فی ظل السدرۃ؟

فقال ھو محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب. فقال لہ الراھب ھذا واللہ نبی وما استظل تحتھا بعد عیسیٰ احد الا

راہب کی یہ بات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دِل میں جاگزین ہوگئی اور آپ کی نبوّت کا یقین اُن کے دل میں جم گیا تو وہ ہمیشہ آپ کے ظلِّ عاطفت میں رہنے لگے اور سفر وحضر میں کبھی آپ سے الگ نہ ہوتے۔

جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چالیس برس ہوئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اکرامِ نبوّت اور اختصاصِ رسالت سے نواز دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق اُس وقت ان کی عمر اڑتیس برس تھی جب اُن کی عمر چالیس برس ہوئی تو انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں دُعا کی۔

ھذا وھو نبی آخرالزمان فوقع فی قلب ابی بکر الیقین والتصدیق فکان لایفارق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی سفر ولا حضر فلما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اربعین سنۃ الکرمہ اللہ تعالیٰ بنبوۃ واختصہ برسالۃ فآمن بہ ابوبکر وصدّقہ وھو ابن ثمان وثلاثین سنۃ فلما بلغ اربعین سنۃ دعا ربّہ عزّوجل (قال رب اوزعنی) ای الھمنی ان الشکر نعمتک التی انعمت عَلَیَّ وعَلٰی والدی. ای بالایمان والھدایۃ. قال علیٰ ابن ابی طالب فی تولد ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا فی ابوبکر اسلم ابواہ جمیعا (واصلح لی فی ذریتی) فاجا بہ

اے میرے پروردگار میرے دل میں ڈال دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور وہ کام کروں جو تجھے پسند ہو اور میرے لئے میری اولاد میں صلاحیت رکھ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مُسلمان ہوں۔

مُفسّرین کرام فرماتے ہیں ! کہ آپ کی دعا نے بارگاہِ خداوندی میں شرف قبولیت حاصل کیا چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے والدین اور اولاد کو ہدایت نصیب فرمائی۔

اللہ تعالیٰ فلم یکن له ولداِلا آمن فاجتمع لا بی بکر اسلام ابویه ابو قحافة عثمان بن عمرو و اُمه ام الخیر بنت صخر بن عمر و ابنه عبد الرحمن وابن عبد الرحمن ابی عتیق محمد فهؤلاء اربعة ابوبکر وابوه وابنه عبدالرحمن وابن ابنه محمد کلهما ادرکوا النبی صلی الله علیه وآله وسلم واسلموا۔

(تفسیر در منثور ج ۲ ص ۴۰) (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۱۸۹)
(تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۴۴۷) (تفسیر کشاف ج ۴ ص ۳۷۱)
(تفسیر ابوسعود ج ۴ ص ۳۸۲) (حاشیہ کشاف تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۳۴)
(تفسیر صاوی ج ۴ ص ۶۵) (تفسیر جلالین مع صاوی ج ۴ ص ۶۵)
(تفسیر معالم التزیل ج ۳ ص ۱۳۴) (تفسیر نسفی مدارک ج ۴ ص ۳۸)
(تفسیر کنزالایمان ۷۲۸) (تفسیر فتح البیان ج ۴ ص ۳۵۰) دیگر متفق علیہ

آپ کے والد ابو قحافہؓ عثمان بن عمر بھی اسلام لائے اور آپ کی والدہ اُمّ الخیَر بنتِ صَخر بھی مُشرف بہ اسلام ہوگئیں نیز آپ کے بیٹے عبدالرحمان محمد اور عبداللہ رضی اللہ عنہم سب کے سب اسلام لانے والوں میں سے ہیں یہاں تک کہ آپ کی بیٹیوں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ آپ کے پوتے محمد بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہم بھی حالتِ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والوں میں سے ہیں اور یہ آپ کا اعزاز عظیم ہے۔

کب صحابی بنے ؟

بہرکیف ! قرآن مجید کی ان آیات کی جو تصریحات مُفسرین کرام نے بیان کی ہیں ان کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ سے قبل بھی آپ کی نبوّت ورسالت پر کاملِ یقین رکھتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوّت فرمایا تو سیّدنا صدیق اکبر بغیر کسی اضطراب واضطرار کا اظہار کئے آپ پر ایمان لے آئے۔

منقولہ بالا روایت کے حوالہ جات حاشیہ میں ملاحظہ فرمانے کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے اور

رفاقت مُصطفیٰ قبل از بعثت کے متعلق دیگر چند روایات بھی ملاحظہ فرمالیں جو بظاہر ایک دوسری سے قدرے مختلف ہیں مگر جب آپ اُن میں مطابقت پیدا کرنا چاہیں گے تو نہایت آسانی سے ہو جائے گی۔

اسلام کب اور کیسے قبول کیا

دُوسری روایت

ربیعہ بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبولِ اسلام آسمانی وحی سے مشابہ ہے کیونکہ آپ شام میں تجارت کیا کرتے تھے کہ آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرا راہب سے بیان کیا۔

بحیرا راہب ! تم کہاں رہتے ہو ؟

ابوبکر صدیق ! مکہ معظمہ میں۔

بحیرا راہب ! تمہارے قبیلے کا کیا نام ہے ؟

ابوبکر صدیق ! قریش۔

بحیرا راہب ! کیا کرتے ہو ؟

ابوبکر صدیق ! تاجر ہوں۔

عن ربیعة بن کعب قال کان اسلام ابی بکر شبیها بالوحی من السماء وذالک انه کان تاجرا بالشام فرای رؤیا فقصها علی بحیرا الراهب ۔ فقال له من این انت ؟ قال من مکة ۔ فقال من ایها ؟ قال من قریش ۔

بحیرہ راہب نے کہا کہ خدا تعالیٰ تمہارے خواب کو سچا کرے گا۔ تمہاری قوم میں سے ایک نبی مبعوث ہوں گے تم زندگی میں اُن کے وزیر ہوگے اور اُن کے وصال کے بعد اُن کے خلیفہ بنو گے۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس بات کو دل میں پوشیدہ رکھا اور جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ کی خدمت میں عرض ہو کر عرض کیا۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے دعویٰ کی دلیل کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا وہ خواب جو تم نے شام میں دیکھا ہے۔

فقال فای شی انت ؟ قال تاجر۔

قال صدق اللہ رؤیاک فانه یبعث نبی من قومک تکون وزیرہ فی حیاته وخلیفه من بعد وفاته فاسر ذالک ابوبکر فی نفسه حتی البعث النبی صلی اللہ علیه آله وسلم فجاء فقال یا محمد ماالدلیل علی ماتدعی۔

قال الرویاالتی رایت الشام فعانقه وقبل بین عینیه وقال اشهدان لا اله الا الله واشهد انک رسول الله۔

(زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۳۹)

(نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۳۵۴)

(ریاض النضرہ ج ۱ ص ۷۸۵)

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمانِ مصطفیٰ سنا تو آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر کہا۔

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

خواب کیا تھا ؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کا چاند گرا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کعبہ شریف میں گر گیا اور اس کے ٹکڑے مکہ معظمہ کے مکانوں میں گرے اور پھر وہ ٹکڑے جمع ہو گئے اور چاند نے اپنی پہلی حالت پر آسمان کی طرف قصد کیا اور وہ ٹکڑا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرۂ مبارک میں گرا تھا وہ وہیں رہ گیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نُور کے ٹکڑے جمع ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں داخل ہو گئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کے دروازے بند کر دیئے اور علی الصبح اس خواب کی

کان من اسباب توفیق اللہ یاہ فیما ذکر رؤیا رآہا قبل ذالک وذالک انه رائ القمر ینزل الی مکته ثم راہقد نفرق علی جمیع منازل مکته وبیرتها فدخل کل بیت منه شعبة ثم کان جمع فی حجرہ فقصها علیٰ بعض الکتابین فعرہا بان النبی

حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے یہودیوں کے ایک عالم کے پاس تشریف لے گئے اور خواب کی تعبیر پوچھی تو اُس یہودیوں کے عالم نے کہا کہ یہ خواب پریشان ہے اور کچھ اعتبار نہیں رکھتا۔

بعد میں آپ بغرضِ تجارت شام کو تشریف لے گئے اور اپنا یہی خواب بحیرا راہب سے بیان کیا تو اس نے وہ تعبیر بتائی جس کا پہلی روایت میں ذکر ہوا۔

المنتظر الذی قد اظل فرمانته تتبعد وتکون اسعد الناس به فلما دعا رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم الی الاسلامه لم یتوقف۔

(سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۶۵)

(سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۷۴)

براں کہ در ایمان آوردن صدیق وباعث آں اقاویل بسیار است یکے آں است کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش از بعثت بہد بیست سالگی بخواب دیدہ بود کہ ماہ از آسمان بیفتا دو پارہ پارہ شُد و در کعبہ افتاد و در ھر حجرہ از حجرہائے مکہ پارہ از اں بیفتاد و باز آں پارہا مجتمع گشتہ بر ہئیت اول آمد و قصد آسمان کرد و آں قطعہ در حجرۂ ابوبکر افتادہ بود بمانا۔

(معارج النبوت)

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بحیرا اُسی زمانہ میں انتقال کر گئے تھے جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیّدنا ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ہمراہ تقریباً بارہ سال کی عمر میں شام کی طرف تشریف لے گئے اور راستے میں بحیرا راہب نے آپ کو دیکھتے ہی حضرت ابوطالب سے کہا کہ آپ کے یہ بیٹے نبی آخر الزمان ہیں لہٰذا نہیں آگے مت لے جائیں مبادا کہ یہودی ان کو پہچان کر ان کے درپئے آزار ہو جائیں چنانچہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ آپ کو لے کر مکہ معظّمہ واپس آگئے اور تھوڑی دیر بعد بحیرا راہب کا انتقال ہو گیا۔

منقولہ بالا واقعہ کی روشنی میں یہ روایت باطل معلوم ہوتی ہے کہ اس واقعہ کے ایک عرصہ بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحیرا راہب سے مُلاقات کر کے اپنا خواب بیان کریں مگر یہ ضروری نہیں کہ یہ وہی بحیرا راہب ہوں جن کی ملاقات حضور علیہ السلام کے ساتھ حضرت ابوطالب

وروایتے آں کہ ہمہ آں مقطعات نور مجتمع گشتہ در خانہ ابوبکر در آماد ابوبکر در خانہ خود در یست واستفسارِ احوال آں انوار می نمود علی الصبح در پیش یکے از احبارِ یہود رفت واز تعبیر خواب خود پرسید آپ حِبر گفت کہ این از قبیل اضغاث واحلام است

(معارج النبوت)

(زرقانی المواہب ا ص ۲۳)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمراہی میں ہوئی تھی اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ اُس راہب کا نام بحیرا کی بجائے کچھ اور ہو جس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب کی تعبیر پوچھی تھی۔

تیسری روایت آپ سچے ہیں

ام المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل از اسلام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخلص دوست تھے۔

عن ام سلمة قالت کان ابو بکر خذنا للنبی صلی اللہ علیه وآلہ وسلم وصفیاله فلما بعث صلی اللہ علیه وآلہ وسلم انطقار جال من قریش الی ابی بکر۔

فقالو ! یا ابابکر ان صاحبک هذا قد جن

قال ! ابو بکر وماشانه؟

قالوا ! هو ذاک فی المسجد الی التوحید اله واحد ویزعمه انه نبی۔

فقال ابو بکر اوقال ذاک؟

قالوا ! نعم هو ذاک فی المسجد یقول۔

فاقبل ابو بکر الی النبی صلی اللہ علیه وآلہ وسلم

اہلِ قریش ! اے ابوبکر تمہارے ساتھی کی یہ کیا دیوانگی ہے ؟

ابوبکر صدیق ! اُنہوں نے کیا کیا ؟

اہل قریش وہ مسجد میں لوگوں کو خدائے واحد کی توحید کی طرف بلاتے ہیں اور اُن کا گمان ہے کہ وہ نبی ہیں۔

ابوبکر صدیق کیا وہ یہ کہتے ہیں ؟

اہلِ قریش ہاں وہ یہ بات مسجد میں کہہ رہے ہیں۔

پس ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گئے اور جب آپ کو دروازے سے باہر نکلتے دیکھا تو آگے بڑھ کر عرض کیا اے ابا القاسم مجھ تک آپ کی یہ کیا بات پہنچی ہے ؟

فرمایا ! اے ابوبکر تجھ تک ہماری کیا بات پہنچی ہے ؟

فطتق علیه الباب تخرجه فلما ظهر له۔

قال له ابابکر یا ابا القاسم الذی بلغتی عنک؟

قال بلغی انک قد عولتوحدید اللہ وزعمت انک رسول اللہ

قال وما بلغک عنی یا ابابکر ؟

فقال بلغنی انک تدعولتوحید اللہ وزعمت انک رسول اللہ

فقال النبی صلی اللہ علیه وآلہ وسلم نعم یا ابابکر

عرض کیا ! مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلاتے ہیں اور آپ کا گمان ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ؟

فرمایا ! ہاں اے ابوبکر مجھے میرے پروردگار عزّوجل نے بشیر ونذیر ااور ابراہیم علیہ السلام کی دعا بنایا ہے اور تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

عرض کیا ! خدا کی قسم آپ سے کبھی جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا اور آپ خلیق الرسالت، امین ،صِلہ رحمی کرنیوالے اور بہترین کام کرنیوالے اپنا ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں آپ کی بیعت کروں۔

ان ربی عزوجل جعلنی بشیرًاوّنذیرًا وجعلنی دعوۃ اابراہیم وارسلنی الی الناس جمیعا۔

قال لہ ابابکر واللہ ماجر بت علیک کذب وانک خلیق

بالرسالت لعظم اما تک وصلتک برحمک وحسن فعالک مدیدک فانا ابالیک ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یدہ فایعہ ابوبکر وصدقہ و اقران ماجاربہ الحق واللہ ماتلعثم ابوبکر حین دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابی الاسلام۔

(ریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ ج ۱ص۱۷)

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ اقدس نکالا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی بیعت کی اور آپ کی تصدیق کی اور اقرار کیا کہ جو کچھ آپ لائے ہیں وہ حق ہے۔

پس خدا کی قسم ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعوتِ اسلام دی تو آپ نے ہرگز ہچکچاہٹ کا اظہار نہیں کیا۔

چوتھی روایت پیامِ شجر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت مبارکہ سے پہلے میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اُس درخت کی ایک شاخ میری طرف جھکی اور میرے سر کو چھونے لگی میں نے اُسے وہاں نہیں دیکھا تھا اور کہا کہ یہ کیا ہوا تو اُس درخت سے میرے کان میں آواز آئی کہ فلاں وقت ایک پیغمبر کا ظہور ہوگا اور لوگ ان پر ایمان لائیں گے جان لے کر تو اُن میں سعادت مندترین ہوگا۔

میں نے کہا کہ کھول کر بتا کہ وہ پیغمبر کون ہیں اور اُن کا نام کیا ہے؟

درخت نے کہا اُن کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے

میں نے کہا خدا کی قسم وہ میرے ساتھی اور دوست ہیں اور میں نے اس

درخت سے وعدہ لیا کہ جب آپ معبوث ہوں تو مجھے یہ خوشخبری سنانا چنانچہ
جب آپ معبوث ہوئے تو اس درخت سے آواز آئی اے ابو قحافہ کے بیٹے
تیاری کا اہتمام کر اُن پر وحی کا نزول ہو گیا۔

مجھے رب موسیٰ کی قسم کوئی شخص تجھ پر سبقت حاصل نہیں کرے گا۔

ہم از صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقول است کہ گفت روزے در ایام
جاہلیت در سایہ درختے نشتہ بودم شاخے ازاں درخت میل بوئے من کرد چنداں بسر
من رسید و من در آں می نگریسیم وی گفتم ایں چہ خواہد بود آوازے آں درخت بگوش من
آمد کہ پیغمبرے درفلاں وقت بیرون خواہد آمد و خائق بودے ایماں خواہند آورد می
بائد کہ تو سعادت مندترین ایشان باشی وبادے گفتم روشن تر بگوی کہ آں پیغمبر و نام
او چیست ؟

گفت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم گفتم الیف، دادیم دے صاحب
وحبیب من است ازاں درخت عہد مستدم کہ ہرگاہ کہ دے معبوث شود مرا بشارت دہی
چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معبوث شُد ازاں درخت آواز آمد کہ بجد باش
واہتمام کُن اے پسر ابو قحافہ کہ وی بوے آمد سوگند رب موسیٰ کی ہیچ کس برتو سبقت
نخواہد گرفت چوں بامداد کردم بسوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفتم گفت اے
ابوبکر ترا بخدائے تعالیٰ ورسول اومیخوانم گفتم انک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالحق
بیشک سراجاً منیراً پس بوے ایمان آوردم وتصدیق اُو کردم۔

(معارج النبوت رُکن سوم ص ۱۶)

چنانچہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ
نے فرمایا اے ابوبکر میں تجھے خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کی طرف بلاتا
ہوں۔

میں نے کہا بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں آپ حق کے ساتھ مبعوث
ہوئے ہیں اور سراجاً منیراً ہیں پس میں آپ پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق
کی۔

پانچویں روایت فوراً امان لیا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ
میرے والد گھر سے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُلاقات کے
ارادے سے نکلے کیونکہ میرے والد اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بعثت سے قبل بھی آپس میں دوستی رکھتے تھے جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو
میرے باپ نے کہا کہ میں آپ کو برادری کی مجالس میں نہیں پاتا اور یہ بھی
سنا ہے کہ آپ ان کے آباؤ اجداد وغیرہ کو برا کہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ! میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہیں اللہ کی طرف بلاتا
ہوں ابھی آپ نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ میرے والد نے اسلام قبول کر لیا۔

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے باپ حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی اس قدر خوشی ہوئی کہ مکہ

کی تراخشین پہاڑیوں کے درمیان کوئی بھی آپ سے زیادہ مسرور نہیں تھا۔

عن عائشه قالت خرج ابوبکر یرید النبی صلی الله علیه وآله وسلم وکان صدیق فی له فی ابی یلیته فلقیه فقال یا اباالقاسم فقدت من مجالس فومک التهوک بالعیب لآبائها وادیانها فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انی رسول الله ادعوک الی الله عزوجل فلما فرغ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اسلم ابوبکر۔

(ریاض النضرہ ج ۱ ص ۷۱) (کنز العمال ج ۱ ص ۱۷۵)

(زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۳۸)

فلما فرغ کلامه اسلم ابوبکر فانطلق عنه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وما بین الاخشین احد اشی مسروراً منه باسلام ابی بکر۔

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳)

چھٹی روایت راز دار بناؤں

جب خواجہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسدے ہمت پر انا ارسلنك کی خلعت آراستہ ہوگئی تو آپ نے خیال فرمایا کہ کوئی ایسا رازدان ہونا چاہیے جو اس بات کو سننے کی بھی طاقت رکھتا ہو اور مصلحت کی جانب کو بھی ترک نہ کرے۔

پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوستی جو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اطہر میں درجۂ اعتبار کو پہنچی ہوئی تھی اشارہ کناں ہوئی کہ ابوبکر کمال عقل سے موصوف اور حُسنِ اعتقاد اور دوستی کے خلوص کے ساتھ معروف ہے اور اس امر کے لائق ہے کہ اُسے رازداں بنالیا جائے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکمل ارادہ فرمالیا کہ صبح ابوبکر سے مُلاقات کرکے اُسے اِس سے آگاہ کریں گے۔

دُوسری طرف

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رات اس سوچ میں .

چوں قامت ہمت خواجۂ لولاک بخلعت رسالت انا ارسلنک مزین شد باخود تفکرے فرمود کہ محرمے باید کہ طاقت استماع ایں سخن و رعایت جانب مصلحت فرو نگذارد پس دواعی مصادقت ابوبکر صدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ در خاطر عاطر او متو فرگشتہ بود اشارت کرد کہ ابوبکر بکمال عقل موصوف است بحسن اعتقاد وصفائے اتحاد معروف است و اہلیت محرمیّت ایں راز دارد و عزیمت مبارک مُصمم فرمود کہ بامداد بزیارت اُو رود و ایں سر بار اظہار کند۔

ابوبکر نیز ہمہ شب اندیشہ کرد کہ ایں دیں کہ برگزیدہ آباو اجداد مادت گزیدہ طبع و پسندیدہ خرو نیست و عبارت چیزے کہ دافع مضرت و جاذب منفعت نتواند بود چہ فائدہ دارد وخُدائے کہ خالقِ آسمان و زمین است و موجد بسائط و مرکبات این معنی چرا صورت

ڈوبے رہے کہ یہ دین جو ہمارے آباؤ اجداد کا برگزیدہ ہے فطرتِ سلیم اور عقل کے نزدیک پسندیدہ نہیں اور ایسی چیز کی عبادت کا کیا فائدہ جو نہ نقصان سے بچا سکتی ہے اور نہ ہی نفع دے سکتی ہو اور وہ خدا تعالیٰ جو خالق ارض و سماوات اور موجدِ بسائط و مرکبات ہے عبادت کا حق دار کیوں نہیں۔

خیالات کی اس رو میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ کیا کہ صبح سیّد ابرار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشن رائے سے جو فیض خداوندی اور توفیق الٰہی کی جائے نزول ہے ہدایت اور مشورہ حاصل کرے اور اس راز کو آپ کی مجلس میں کھولے۔

ایک طرف سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نکلے اور دوسری سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور راستہ ہی میں دونوں کی ملاقات ہوگئی تو انہوں نے کہا ! اجتمعنا غیر معیاد یعنی ہم دونوں بغیر وعدہ کے اکٹھے ہوگئے۔

بہرکیف ! حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں ایک بھلائی کے مشورہ کے لئے آپ کے پاس آرہا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ میں بھی ایک دینی مہم میں آپ کی خدمت میں آرہا تھا۔

حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! ابوبکر راز سے پردہ اٹھادو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ہر کام میں

آپ میرے پیش رو ہیں اس لئے آپ ہی پہلے اظہار فرمائیں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کل مجھ پر فرشتہ ظاہر ہوا اور خُدا کا پیغام لایا کہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بُلاؤں میں تم سے مشورہ کرنے آیا ہوں کہ دعوت و ارشاد کے کام کو کس طرح شروع کیا جائے۔

نہ بندو رائے او برایں قرار گفت باامداد از رائے جہاں آرائے سیّد ابرار کہ مہبطِ توفیق الٰہی و منزلِ فیض ربانی است استمدادے و استرشادی نماید و سرایں راز اور مجلس ہمایوں او کشائد ہر رو بعزم زیارت یک دیگر ہر خواستند و در راہ ایشان را با یک دیگر اتفاقِ ملاقات افتاد گفتند اجتمعنا غیر معیاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود بحث مشہور تے بغیر بوثاق تو می آمدم ابوبکر گفت من نیز بمہمی دینی بخدمت تو می پیوستم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود۔

کشفِ عطا کن ابوبکر گفت در ہمہ کارہا تقدم تراست نخست تو اظہار فرمائی پیغمبر فرمود دی روز فرشتہ خویشتن را بر من اظہار کرد و از خداوند پیغام آورد کہ خلق را بخدائے تعالیٰ دعوت کُن و من متحیر گشتم و من امروز آمدم تا از تو استمداد ای نمایم بعد ازاں آنچہ رائے تو بہ آں اقتضا کند در معرضِ دعوت در آیم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت نخست مرا خواں و بدین تشریف مشرف گرداں کہ دوش بخواب و بیداری کہ گذرانیدم دریں فکر بودم و امروز ایں سخن از تو می شنوم پیغمبر بایں سخن شاد شد حائے اسلام عرضہ کرد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبول اسلام فرمود

(معارج النبوت ج ۳ ص ۱۶)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ پہلے مجھے
دین کے شرف سے سرفراز فرمائیں کیونکہ کل سے میں سوتے جاگتے اسی فکر
میں ہوں آج آپ سے یہ بات سُن رہا ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس بات سے نہایت خوش ہوئے
آپ نے فوراً اسلام پیش کیا اور ابوبکر نے اُسی وقت قبول کر لیا۔

ساتویں روایت نعتیہ اشعار لے جاؤ

حِصَص الاتقیاء میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
بعثت سے قبل میں بغرضِ تجارت یمن کی طرف گیا اور قبیلہ ازد کے ایک
بوڑھے کے پاس اُترا جس کی عمر تین سو نوے سال تھی اور اُس نے آسمانی
کتابیں پڑھی ہوئی تھیں۔

اُس جہاندیدہ بوڑھے نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا میرا خیال
ہے تم حرم کعبہ سے تعلق رکھتے ہو ؟

وقولِ دیگر در حصص الاتقیاء نقل از عبداللہ بن مسعودؓ کردہ است و اُو از ابوبکر گفت
ں از مبعثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برسمِ تجارت بجانبِ یمن رفتم بہ پیرے
بیلہ از دو فرود آمدم کہ وَے کتبِ سماوی خواندہ بود و عمروے بسہ صد و نود سال

میں نے کہا ہاں اُس نے کہا کس قبیلہ سے ہو ؟ میں نے کہا بنی تیم
سے اُس نے کہا ایک نشانی باقی رہ گئی ہے میں نے کہا وہ کونسی ہے؟ اُس نے
کہا اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایئے میں نے کہا جب تک آپ اپنا مقصد بیان
نہیں کریں گے میں کپڑا نہیں اٹھاؤں گا۔

اُس نے کہا میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ حرم میں ایک پیغمبر
مبعوث ہو گا اُس کے دو معاوِن ہوں گے ایک جوان دُوسرا ادھیڑ عُمر
جوان مُستقبل میں بہت سی دُشواریوں کو دُور کرے گا اور ادھیڑ عُمر سفید

سیدہ وچوں آں پیر صاحب رائے وتدبیر ور من بدید گفت وگمان می برم کہ تو از حرم مکہ؟
گفتم آرے گفت از کدام قبیلۂ گفتم از نبی تیم گفت یک علامت دیگر ماندہ
است گفتم آں کدام است ؟ گفت جامہ از روئے شکم بردار۔
گفتم برندارم تا مقصود خود نگوئی گفت در کتب یافتہ ام کہ در حرم پیغمبرے
مبعوث خواہد شد و دے را دو معاون باشد جوانے و کہلے آں جوان در آئیندہ بکارہائے
دشوار و دفع کنندہ بلاہائے بسیار و آں کہل پیرے باشد سفید روئے و باریک تن و بر شکم
اُو داغِ سیاہ و بر ران چپ اونچانے و گمان من آنست کہ آں توئی می خواہم کہ آں داغ
را بر شکم تو بہ بنیم ابوبکرؓ گفت شکم خود برہنہ کردم۔
دیدم کہ بر بالائے ناف من خالے است سیاہ گفت برب کعبہ کہ آں کہل توئی
و مرا وصیت مشفقانہ نمود و بعد از اں کہ کارہائے خود بیمن ساختم آمدم تا وے را وداع کنم
گفت چند بیتے دارم در نعت ایں پیغمبر بورے میرسانی گفتم اے رسانم دوازدہ بیت

چہرے اور لاغر جسم والا ہوگا اُس کے پیٹ پر اور بائیں ران کی جانب ایک نشانی ہے میرا خیال ہے کہ تم وہ شخص ہو میری خواہش ہے کہ اُس داغ کو تمہارے پیٹ پر دیکھوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے

برمن خواند ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت ابیات را از پیر یاد گرفتم و وصیتہائے اُستبول کردم و ب مکہ باز گشتم چون بخانہ خولش فرود آمدم عتبہ بن ابی معیط وشیبہ و ابوالبختری و چند کس دیگر از قریش بدیدن من آمدہ بودند از ایشاں پرسیدم کہ درمیاں شما ہیچ امر مجدد پیدا آمدہ است گفتند کہ واقعہ ازیں غریب تکہ یتیم ابو طالب آمدہ دعویٰ پیغمبری میکند و مارا میگوید کہ شما بر باطل اید و آباؤ اجداد شاہم بر باطل بودہ اند اگر نہ مونت تو بودی ما او درامان ندادمی اکنون کہ تو آمدی۔

تو خود ایں کار کفایت کُن اُو دوست تست چوں ایں سُخن از ایشان شنیدم ایشاں را عذرِ گفتم و باز گردانیدم و پرسیدم۔

کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کجا است گفتنہ بخانہء خدیجہؓ رفتم و حلقہ بر در زدم مُصطفیٰ بیروں آمد گفتم کہ یا محمد ایں چیت کہ از نقل می کنند پیغمبر گفت یا ابوبکر من رسول خدا ایم تبو و جملہ مردمان بمن ایمان آر تا رضائے رحمان یابی واز دوزخ جاوداں امان یابی گفتم دلیل و بُرہان تو چیت یا محمد گفت دلیل و بُرہان من آں پیر کہ در یمن وو دیدی گفت من بسیار پیراں و جواناں دیدم دبا ایشاں بیع وشریٰ کردہ ام گفت پیرے کہ ابیات تبو

پیٹ سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو میری ناف کے اوپر ایک سیاہ خال ہے اور پھر جب اس نے اس خال کو دیکھا تو کہا کہ ربِّ کعبہ کی قسم وہ ادھیڑ عمر آپ ہی ہیں پھر اس نے مجھے شفقت سے بھری ہوئی وصیّت کی۔

میں یمن کے کاروبار سے فارغ ہو کر اُسے الوداع کہنے کے لئے آیا تو اس نے کہا کہ میرے پاس اُس پیغمبر کی نعت میں چند اشعار ہیں کیا آپ یہ اُن کی خدمت میں پہنچا دیں گے ؟

میں نے کہا ہاں پہنچا دوں گا اُس نے بارہ شعر پڑھ کر مجھے سنائے جو میں نے یاد کر لئے اور اُس کی وصیتوں کو قبول کیا اور مکہ میں واپس آ گیا۔

جب میں اپنے گھر میں آیا تو عتبہ شیبہ ابوالبختری اور چند دیگر قریش مجھے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے میں نے اُن سے پُوچھا کیا کوئی نئی بات ہوگئی؟

امانت سُپردہ وبمن فرستادہ است وہر دروازہ بیت را بر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواند ابوبکر گفت یا محمد ترا ازیں حال کہ خبر داو گفت آں فرشتۂ بزرگ کہ پیش از من ہمہ پیغمبراں فرود آمدہ گفتم دست بمن۔

دست مبارک اوبگرفتم و گفتم

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ۔

(معارج النبوت ج ۳ ص ۱۶)

انہوں نے کہا ! اس سے زیادہ عجیب بات کیا ہوگی کہ یتیم ابو طالبؓ نے اُٹھ کر پیغمبری کا دعویٰ کر دیا ہے اور ہمیں کہتا ہے کہ تم باطل پر ہو اور تمہارے آباؤ اجداد بھی باطل پر تھے اگر اُسے تمہاری اِمداد و اعانت حاصل نہ ہوتی تو ہم اُسے امن نہ دیتے اب جب کہ تم آ گئے ہو تو خود ہی یہ کام کرو کیونکہ وہ تمہارا دوست ہے۔

جب میں نے اُن کی بات سُنی تو معذرت کے ساتھ اُنہیں واپس کرتے ہوئے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہاں ہیں ؟

انہوں نے بتایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ہیں۔ میں جا کر آپ کے دروازہ پر بیٹھ رہا، جب آپ باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی طرف جن باتوں کی نسبت کی جا رہی ہے وہ کیا ہیں؟

آپ نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں خدا کا رسول ہوں تم مجھ پر دوسرے لوگوں کی طرح ایمان لے آؤ تا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جہنم سے رہائی حاصل کرو۔

میں نے عرض کی یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے پاس دلیل و بُرہان کیا ہے ؟ فرمایا میری دلیل وہ بوڑھا ہے جسے تم یمن میں مِلے تھے میں نے کہا کہ میں تو بہت سے بوڑھوں اور جوانوں کو ملا ہوں اور اُن سے خرید و فروخت کی ہے۔

آپ نے فرمایا !

جس نے تمہیں ہمارے لئے بارہ اَشعار بطورِ امانت دیئے تھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ بارہ شعر سنا بھی دیئے۔

حضرت ابوبکر نے پوچھا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کو کس نے خبر دی فرمایا اُس بزرگ فرشتہ نے جو مجھ سے قبل تمام پیغمبروں پر اُترا تھا۔

میں نے کہا ہاتھ بڑھایئے پھر میں نے آپ کا دستِ مبارک ہاتھ میں لے کر کہا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ

آٹھویں روایت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے بارے میں مزید بھی کئی روایات کتابوں میں آئی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ بغرضِ تجارت شام کی طرف تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے حضرت بلال اُن دنوں اپنے آقا اُمیہ بن خلف کے مال کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔

چنانچہ جب یہ دونوں بزرگ راستہ میں ایک گرجا کے قریب پہنچے تو وہاں ایک راہب نے اُن سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو ؟ جب اُنہوں نے بتایا کہ ہم مکہ معظّمہ کے رہنے والے ہیں تو راہب نے کہا کہ وہاں

توپیغمبر آخرالزماں مبعوث ہو چکے ہیں چنانچہ دونوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یکے بعد دیگرے اسلام قبول کرلیا۔

اس روایت کا عربی متن آئندہ اوراق میں حضرت بلال کے قبولِ اسلام کے واقعہ میں آرہا ہے چونکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہم کردار ادا کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس واقعہ کا تذکرہ ان اوراق میں ضرور کیا جائے۔

نویں روایت

جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق اُن کی اپنی ارشاد فرمودہ ایک روایت کا خلاصہ ہے کہ میں کعبہ شریف کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہاں پر جناب زید بن عمرو بن نفیل بھی تشریف فرما تھے کہ اُمیہ بن صلت کا وہاں سے گزر ہوا تو اُنہوں نے زید سے پوچھا کیا کچھ ملا ؟

زید نے کہا ! نہیں الخ ''مگر نبی مُنتظر کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ہم میں سے تشریف لائیں گے یا اہل فلسطین کے ہاں۔

کہا کہ میں وہاں سے ورقہ بن نوفل کی مُلاقات کے لئے نکلا اور وہ اکثر طور پر لگاتار آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ الخ۔

قال ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنت

جالسا یفناء الکعبۃ وکان زید بن عمرو بن نفیل قاعد اقمرا بہ امیہ بن صلت قال ھل وجدت؟ قال لا الخ اما ان ہذا النبی منتظر منا ادا ہل فلسطین قلا فخر حبت ارید ورقۃ بن نوفل وکان کثیر النظری السماء الخ فامتو قفتہ ثم افقصت علیہ الحدیث قال نعم یا ابنِ اخی انی اہل الکتاب والعُلماء ان ہذہ النبی الذی منتظر من اوسط العرب نسبا الخ فلما بعث النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آمنت وصدقت۔

(ماخوذ اُسد الغابہ ج ۳ ص ۲۰۶)

(سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۷۴)

یہ روایات

بہر کیف ! یہ روایتیں بظاہر ایک دوسری کے مخالف ہیں اور اِس اَمر کو علاّمہ زرقانی نے بھی محسوس کیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کی سب اس امر میں ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر کو متعدد پیش گوئیوں کی روشنی میں آپ کی بعثت کا کامل یقین اور شدید انتظار تھا یہی وجہ تھی کہ آپ نے بلاتوقف آپ کی تصدیق کردی۔

کملی والے کی جس کو رفاقت ملی
سب صحابہ کی جس کو امامت ملی

سب سے پہلی ہے جس کو خلافت ملی
اُس کے تختِ خلافت کیا بات ہے

(علامہ صائم چشتی)

باب چہارم

اِتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾

(سورۃ التوبہ آیت ۱۱۹)

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ
الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ

(سورۃ النساء آیت ۶۹)

وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ

(سورۃ الزمر آیت ۳۳)

اَسماء والقاب

ایک وضاحت

قارئین کرام !

کتاب ہذا کا چوتھا باب شروع ہونے والا ہے اور اس باب کو ہم نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسماء والقاب کے لئے مخصوص کیا ہے۔

بتانا یہ تھا کہ اگرچہ ہم آئندہ آنے والے مضامین کو ایک نئے باب کے تحت پیش کررہے ہیں مگر درحقیقت یہ باب بھی باب سوم کا ہی ایک حصّہ ہے اس لئے ان تمام مضامین کو بھی وہی آیاتِ مُقدّسہ محیط ہیں جن سے تیسرے باب کا آغاز ہوا۔

چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اَسماء القاب کے ساتھ آپ کی ولادت اور بچپن کے مشہور واقعات کا گہرا تعلق اور خاص ربط ہے اس لئے یہ دونوں ابواب الگ الگ ہونے کے باوجود بھی ایک ہی زنجیر کی دو کڑیاں ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ہم قارئین کو یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ

چوتھے باب کو تیسرے باب کا حصہ قرار دینے سے ہمارا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسماء والقاب کے سلسلہ میں قرآن خاموش ہے اور محض وہی آیات یہاں بھی مُکتفی ہوں گی جن سے باب سوم کا آغاز ہوا۔

بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ حضرت اَبوبکر صدّیق کے لقب صدّیق کے بارے میں آئیندہ بیان ہونے والی آیات کے علاوہ آیات بھی اس مضمون میں شامل ہیں جو پہلے بیان ہوئیں۔

اسمِ گرامی

کتبِ تواریخ وسیَر میں امیرالمومنین، خلیفۃ المسلمین، امام المتقین سیّدنا ومُرشدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِسم گرامی کے متعلق مختلف فیہ روایات پائی جاتی ہیں۔

(1) آپ کا نام قبل از اِسلام عبدالکعبہ تھا، اِسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام عبدالکعبہ کی بجائے عبداللہ رکھا۔

(2) آپ کا نام قبل از اسلام بھی عبداللہ تھا۔

(3) آپ کا نام عتیق تھا اور آپ کے بھائیوں کے نام ”معتیق“ وغیرہ تھے۔

(4) آپ کا نام ابو بکر تھا۔

علامہ زرقانی نے فتح الربّانی اور جامع اُصول کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ کا نام دورِ جاہلیت میں عَبدِ رب الکعبہ تھا۔

اسمہ فی الجاھلیۃ عبد رب الکعبہ

(زرقانی ج ا ص ۲۳۸)

اگرچہ یہ نام آپ کی ذات کے لئے نہایت موزوں ہے تاہم اکثر سیرت نگاروں نے اِس روایت کو قابلِ اعتماد نہ سمجھتے ہوئے بیان ہی نہیں کیا۔

حق یہ ہے کہ متعدد کتبِ تواریخ وسیر کے مطالعہ سے حاصل ہونے والی ثقہ ترین روایات کے مطابق آپ کا نام قبل از اِسلام بھی عبد اللہ تھا اور لقب عتیق مشہور تھا ابو بکر آپ کی کُنیت ہے اور صدّیق کا لقب آپ کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عطا فرمایا ہے۔

عتیق کیسے تھے ؟

اگرچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِسمِ عتیق کی وضاحت کے سِلسلہ میں چند جملے کافی تھے جو بیان کر دیئے گئے ہیں'' مگر آپ کے اِسمِ پاک میں آپ کی پُوری زندگی کی مکمل ترین تصویر موجود ہے، اِس لئے بہتر ہوگا کہ اِس لفظ کی معنویت کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہے، چنانچہ سب سے پہلے سیرتِ حلبیہ کی ایک تحریر ملاحظہ ہو۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جن کا نام اور لقب اُن کی خوبصورتی کی وجہ سے عتیق ہے یا اِس وجہ سے کہ وہ عیوب ونقائص سے پاک تھے یا اِس کے یہ معنی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ آگ سے آزاد کر دیا گیا ہے اور یہ لقب اِسلام لانے کے بعد کا ہے۔

فابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول من غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسمہ ولقبہ عتیق لحسن وجھہ اولا نہ عتق من الذم والعیب ، ای اونظر الیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ھذا عتیق النار فھو لقب وجد فی الاسلام۔

(سیرتِ حلبیہ ج ا ص ۲۷۳)

مندرجہ بالا روایت سے جو خاص بات معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص ہیں جو اپنے حُسن وجمال کی وجہ سے عتیق کے لقب سے مُلقب ہوئے۔

عتیق کِسے کہتے ہیں ؟

کتابوں میں جہاں آپ کا نام یا لقب ''عتیق'' بتایا جاتا ہے وہاں لفظ عتیق کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں،

اوّل:۔ آزاد

دوم:۔ حسین وجمیل

پہلا دُوسرا معنیٰ

پہلے معنیٰ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے یہ فصاحت کی گئی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ''عتیق'' اِس لئے ہے کہ یہ آتشِ جہنم سے آزاد ہیں۔

دُوسرے معنیٰ کے متعلق کتابوں میں آتا ہے،

''قِيْلَ لَهٗ عَتِيْق لِحُسْنِ وَجْهِهٖ وَجَمَالِهٖ''

یعنی آپ نہایت خُوبصورت تھے، اِس لئے آپ کا نام ''عتیق'' مشہور ہے،

اِن دونوں میں اِس طرح مطابقت پیدا کی جاسکتی ہے کہ پہلے لوگوں نے جب آپ کو یہ لقب دیا تو اُن کے پیشِ نگاہ آپ کا حُسن وجمال اور ظاہری دلکشی تھی اور بعد ازاں حضور سرورِ کائنات امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آپ کے ظاہری حُسن وجمال کے ساتھ باطنی خُوبصورتی اور آپ کو ملنے والے جنّت الفردوس کے مقامات تھے، گویا حضرت ابوبکر صِدّیق رَضی اللہ تعالیٰ عَنہٗ کا یہ لقب مبارک آپ کے ظاہری حُسن وجمال کا آئینہ دار اور تصویرِ حُریت وآزادی ہے۔

لُغت کی کتابوں میں لفظِ عتیق کے مزید بھی کئی خوبصورت معنے بیان کئے جاتے ہیں مثلاً '' بزرگ، کُہنہ، کریم، عُمدہ، نجیب، شریف، خالص الاصل،

(لغت المنجد وغیرہ)

لفظِ عتیق کے اِن تمام تر معنوں کا بھی حضرت ابوبکر صِدّیق رَضی اللہ تعالیٰ عَنہٗ کی ذاتِ اقدس سے اسی طرح پورا پورا ربط وتعلّق ہے جس طرح اس سے قبل دو معنوں کے متعلق بتایا گیا ہے۔

تیسرا اور چوتھا معنیٰ

لفظِ عتیق کے تیسرے اور چوتھے معنے بزرگ اور کہنہ کو ہی لیجئے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ لفظِ عتیق بنا ہی حضرت ابوبکر صِدّیق رَضی اللہ تعالیٰ عَنہٗ کے لئے ہے۔ بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آپ کا نام اسرارِ الٰہیہ سے ہو۔

غور فرمائیں اور دیکھیں کہ حضرت ابوبکر صِدّیق رَضی اللہ تعالیٰ عَنہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمر میں اڑھائی سال چھوٹے تھے مگر جب بھی آپ کا تذکرہ ہوتا ہے تو ذاکر ومذکور ہردو کے سامنے آپ کی ذات والاصفات کا تصور ایک شیخ کہول اور کبیر السّن بزرگ کی صورت میں ہوتا ہے اس لئے احادیثِ مبارکہ میں آپ کا ذکرِ خیر ہوا ہی اسی طرح ہے کہ ذہنوں میں آپ کی بزرگی، کہولت اور کبیرسنی کی تصویر منقوش ہو کر رہ گئی ہے

پانچواں معنیٰ

اِس لفظ کا پانچواں معنیٰ کریم ہے۔ اِس معنیٰ کا اطلاق آپ کی ذاتِ اقدس پر جس خُوبصورتی اور قُوت کے ساتھ ہوتا ہے وہ مُحتاجِ بیان نہیں۔

آپ کا سخی و جوادؔ ہونا بھی مُسلّم ہے اور آپ کا صاحبِ کرامت و بزرگی ہونا بھی روزِ روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے بلکہ اسلام سے قبل بھی قریشِ مکہ آپ کو کریم کہا کرتے۔

چھٹا معنیٰ

لُغتِ عرب کے ماہرین کے نزدیک آپ کے اسمِ گرامی لفظِ عتیق کا چھٹا معنیٰ عُمدہ ہے اور یہ بھی نہایت عمدگی کے ساتھ آپ کی ذات سے وابستہ ہے۔

ساتواں آٹھواں معنیٰ

عتیق کا ساتواں آٹھواں معنیٰ نجیب و شریف اور خالص الاصل ہے۔

کتابوں میں ہے کہ عتیق اُسے کہتے ہیں جس کے نسب میں کوئی عیب نہ ہو، تفصیل آگے آئے گی۔

چنانچہ ابوبکرؓ کے نجیب و شریف اور خالص الاصل ہونے پر یہی ایک دلیل کیا کم ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ امجد

حضرت مُرّہ بن کعب بن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اُولاد میں سے ہیں، نیز ماں اور باپ دونوں کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب چھ واسطوں سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مل جاتا ہے۔

مخصوص و مُختص تھے

اِس صورتِ حالات سے صاف صاف اور واضح تر جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ امیر المومنین، اِمام المُتقّین، خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ازل ہی سے اپنی رحمتِ خاص کے لئے مخصوص فرما رکھا تھا، ورنہ یہ ضروری تو نہیں ہوتا کہ کسی شخص کو اس کے گھر والوں یا عام لوگوں کا دیا ہوا کوئی لقب اُس کی ذات پر ہر معنے اور ہر جہت پر پورا اُترتا ہو۔

ہمارے اس خیال کی تائید درجِ ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے۔

پہلے بھی اور بعد بھی

بعض کُتب میں آپ کا اِس نام سے مَوسُوم ہونے کی متعدّد وجوہ بیان کی گئی ہیں جو ذخیرۂ معلومات میں اضافہ کے خواہاں حضرات کے لئے یقیناً دلچسپی کا باعث ہونگی۔ ملاحظہ ہو!

اکثر محدثین نے اُن کا نام عتیق بتایا ہے"

بعض نے کہا یہ لقب اسلام کا ہے اور یہ اسلام میں کسی کا پہلا لقب ہے۔ اور ابنِ اسحاق کی جماعت نے کہا ! بلکہ یہ نام اُن کے باپ کا رکھا ہوا ہے۔

اور موسیٰ بن طلحہ سے یہ روایت ہے کہ اُن کا یہ نام اُن کی ماں نے رکھا اور اِس میں اختلاف کرتے تھے کہ عتیق نام نہیں ہے۔

لیث بن سعد اور ایک جماعت نے کہا ! اُن کا یہ نام اُن کے حُسن و جمال کی وجہ سے تھا اور عتق جمال کو کہتے ہیں۔

اور بغوی نے اپنی معجم میں بیان کیا کہ مصعب اور نسّابین کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ آپ کا نام اِس وجہ سے عتیق تھا کہ آپ کے نسب میں

واکثر المحدثین ذکر اِسمه عتیقاً. فقیل انه لقب. لقب به فی الاسلام وهو اول لقب به فی الاسلام.

وقال ابن اسحاق فی جماعته بل هو اسم سماه ابوه و

روی عن موسیٰ بن طلحة انه سمة به اُمه واختلفوا لم سمی عتیقا؟

فقال اللیث بن سعد فی جماعته سمیّٰ بذالک لعتاته وجهة و جمالهٗ العتق الجمال

ذکر البغوی فی معجمه وقال مصعب و طائفة من

کوئی عیب نہیں تھا۔

تخالف نہیں

علاّمہ محبّ طبری نے جب اِن بظاہر مختلف وجوہات کو نقل کیا تو آخر پر فرمایا ! اور اِن تمام تر اقوال کے درمیان تضاد و تخالف نہیں، جب کہ یہ جائز ہے کہ پہلے اُن کے والدین میں کسی ایک نے یہ لقب رکھا ہو پھر دوسروں نے بھی اِس امر میں اُن کا اِتباع کیا ہو یا قریش دوسرے معنوں میں اِس کے مُقر ہوں اور پھر اسی پر اسلام کے مُقر ہوں۔

اهل النسب انما سمی عتیقاً لانه لم یکن فی نسبه شیئً یعاب

(مُنتخب کنز الاعمال جلد ۴ صفحه ۳۵۳)(اُسد الغابه جلد ۳ صفحه ۲۰۵)

(زرقانی علی المواهب جلد ا صفحه ۲۳۸)(المستدرک حاکم جلد ا ص ۶۲)

(طبقات ابن سعد جلد صفحه ۳۰۶)(ریاض النضره جلد ا صفحه ۶۵)

(حلیة الاولیاء جلد ا صفحه ۲۸)(حاشیه مسلم جلد ۲ صفحه ۳۰۱)

"وقال ابو نعیم الفضل بن رکین سمّٰی بذالک لانه قدیم فی الخیر والعتیق القدیم"

(زرقانی علی المواهب جلد ا صفحه ۲۳۸)(ریاض النضره جلد ا صفحه ۷۴)

ننھا بُت شکن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مہاجرین وانصار جمع تھے کہ

وقال اخرون سمی بذالک لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من سرہ ان ینظر الیٰ عتیق من النار وفلینظر الیٰ هٰذا فسمی عتیقا

(حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۲۹) (طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۳۰۸)

(مشکوۃ مترجم جلد ۳ صفحہ ۴۱۷) (ریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۶۶)

(کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۵۳) (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۷)

عن عبداللہ بن الزبیر قال کان اسمہ ابی بکر عبداللہ بن عثمان فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انت عتیق اللہ من النار فسمی عتیقا

(مشکوۃ مترجم جلد ۳ صفحہ ۴۱۷) (ریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۶۶

(ترمذی مترجم جلد ۲ صفحہ ۷۴۰) (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۹

(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۳۴) (کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

ولا تضاد بین ہاذہ الاقوال کلھا اذیجوزان یکون احد الابوین بقیہ بذالک المغنی ثم تابعہ الآخر عیہ لہ او لمعنی آخر ثم استعملۃ قریش واقرتہ علیہ ثم بعد الاسلام

(ریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۶۶)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ مجھے آپ کی زندگی کی قسم میں نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا"

حضرت عُمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنا تو اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے کہا! آپ نے کہا ہے کہ یارسول اللہ مجھے آپ کی زندگی کی قسم میں نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا حالانکہ آپ کی عمر دور جاہلیت میں اتنی اور اتنی تھی ؟

حضرت ابوبکر نے یہ سُن کر کہا ! کہ ایک مرتبہ بچپن کی عمر میں میرے والد ابو قحافہ مجھے بتکدے میں لے گئے اور کہا یہ تیرے معبود ہیں اِنہیں سجدہ کر اور خود وہاں سے چلے گئے۔ میں نے بت کو سجدہ کرنے کی بجائے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تو اگر خُدا ہے تو مجھے کھانا دے میں بُھوکا ہوں مجھے کپڑا دے کہ میں برہنہ ہوں"

ان ابا ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال اجتمع الھاجرین والانصار عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ و عیشک یا رسول اللہ انی لم اسجد لضم قط و غضب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقال تقول و عیشک یا رسول اللہ انی لم

بُت کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو میں نے ایک پتھر اُٹھاتے ہوئے کہا اگر تو خُدا ہے تو خود کو میری ضرب سے بچا اور ساتھ ہی میں نے پتھر بُت پر دے مارا اور بُت اوندھے منہ زمین پر آ رہا۔ آپ کے والد نے یہ ماجرا دیکھا تو کہا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا جو آپ نے دیکھا ہے۔

پھر گھر آ کر میرے والد نے یہ قصّہ میری ماں کو سنایا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس کی پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیب کی نوید سُنی۔

میں نے کہا امی جان وہ کیا تھی ؟

اسجد قط و قد کُنت فی الجاهلية كذاه و كذاسنة. فقال ابو بكر رضی الله عنه ان ابا قحافة اخذ بيدی فانطلق بی الی مخدع فيه الاصنام فقال لی هذه الهتک الشم العلا فاسجدلها و خلافی و مضی فدنوت من الضم و قلت انی جائع فاطعمنی فلم يجبنی فقلت انی عاريا كسنی فلم يجبنی فاخذت صخرة فقلت انی ملق عليک هذه الصخرة فان كنت الها فامنع نفسک فلم يجبنی فالقيت عليه الصخرة فحر لوجهه واقبل ابی فقال ما هذا يابنی فقلت هوالذی تری فانطلق بی الی فاخبرها فقالت دعه الذی ناجانی الله تعالیٰ به فقلت يا اماه ماالذی ناجاک به قالت ليلة اصابنی المخاض لم يكن عندی احد فسمعت هتفا

انہوں نے کہا! میں نے ہاتف کی یہ آواز سُنی

یا امة الله علی التحقیق ابشری بالولد العتیق
اسمه فی السماء الصدیق لمحمد صاحب و رفیق

یعنی اے خُدا کی بندی تجھے تیرے اِس ''عتیق'' آزاد بچے کی بشارت ہو اس کا نام آسمان پر'' صدیق '' ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھی ہے۔

گواہی خُدا کی

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کو خود یہ واقعہ سُنایا، اُن کی بات ختم ہوئی تو جبریل علیہ السلام نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ابوبکر نے سچ کہا ہے، ابوبکر نے سچ کہا ہے، ابوبکر نے سچ کہا ہے۔

یقول!

یا امة الله علی التحقیق ابشری بالولد العتیق
اسمه فی السماء الصدیق لمحمد صاحب و رفیق

قال ابو ہریرة رضی الله عنه فلما انقضی كلام ابی بكر رضی الله عنه نزل جبریل علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وقال صدق ابو بكر و صدقه ثلاث مرات

(ارشاد الساری شرح بخاری للقسطلانی جلد ۶ صفحہ ۷ مطبوعہ مصر)

ہمیشہ مومن تھے

صدّیق بروزن فعّیل صداقت میں مبالغے کا صیغہ ہے اور وہ بہت زیادہ سچ بولنے والا ہے، بعض نے کہا صدیق وہ ہے جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو

ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا! ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس صورت سے ہمیشہ عین الرضا کے ساتھ تھے، پس اِس کلام کی مراد سے لوگوں میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ ابوبکر صدّیق بعثت سے پہلے بھی مومن تھے اور بعثت کے بعد بھی''

بعض نے کہا اُن کی حالت ہمیشہ یہ رہی کہ اُن پر غضب نہیں کیا گیا، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم میں اُن کا مومن ہونا تھا اور وہ خلاصۃ الابرار تھے۔

والصديق فعيل مبالغة فى الصدق وهوالكثير الصدق وقيل الذى لم يكذب قط و قد قال ابو الحسن الاشعرى رحمه الله تعالىٰ لم يزل ابو بكر رضى الله عنه بعين الرضا منه فاختلف الناس فى مراد بهذا الكلام فقيل لم يزل مؤمنا قبل البعثة وبعد ها فى هوالصحيح المتضىٰ وقيل بل ارادنه لم يزل

دُوسری گواہی

جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آسمانی نام ''صدیق'' کی تحقیق شرح و بسط کے ساتھ آئندہ اوراق میں پیش ہوگی ۔ فِی الحال ایک اَیسی روایت مزید ملاحظہ فرمائیں جس سے آپ کا ابتداء ہی سے عقیدۂ توحید پر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

بیشک ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بھی بت کو سجدہ نہیں کیا اور ابن جوزی نے اُن کی تعداد بتائی ہے جنہوں نے دورِ جاہلیت میں بُتوں کی عبادت سے خود کو الگ رکھا یعنی نہیں گئے بُتوں کے پاس ابوبکر صدیق اور زید بن عمرو بن نفیل الخ

بحالة غير مغضوب فيها عليه لعلم الله تعالىٰ بانه سير من و يصير من خلاصة الابرار قال الشيخ تقى الدين السبكى رحمه الله لوكان هذا مراده لاستوى الصديق و سائر الصحابة فى ذلک وهنه العبارة التى قالها الاشعرى فى حق الصديق رضى الله عنه لم تحفظ عنه فى حق غيره فالصواب ان يقال ان الصديق رضى الله عنه لم يثبت عنه حالة كفر بالله كما ثبت عن غيره ممن آمن وهوالذى سمعناه من اشياء خنا ومن يقتدى به وهو الصواب ان شاء الله تعالىٰ

(ارشاد الساری جلد ٦ صفحہ ١٨٧)

اور ابن جوزی نے اُن کی تعداد بتائی ہے جنھوں نے دورِ جاہلیت میں بُتوں کی عبادت سے خُود کو الگ رکھا یعنی نہیں گئے بُتوں کے پاس ابو بکر صدیق اور زید بن عمرو بن نفیل الخ

تیسری گواہی کُفر نہیں کیا

ابن شہاب سے روایت ہے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ساعت بھی کفر نہیں کیا"

لم یکفر باللہ ساعۃ

(کنز العمال جلد چہارم صفحہ ۳۴۷)

علاوہ ازیں ثقہ کتب میں میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ آپ نے کبھی شراب نہیں پی"

ان ابا بکر لم لیجد لصنم قط و قد عد ابن الجزری من رفض عبادہ الاصنام فی الجاهلیته ای لم یات بها ابا بکر الصدیق و زید بن عمرو بن نفیل

(سیرتِ حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۲۷۰)

بہر حال ! اب آپ جنابِ ابو بکر کی کنیت "ابو بکر" کے بارے میں سیر حاصل بحث کا آغاز فرمائیں"

ابو بکر کیوں؟

جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ تھا، مگر اُن کو اُن کی کنیت ابو بکر ہی سے جانا پہچانا جاتا ہے"

آپ کی اِس کنیت کا پس منظر کتب تاریخ و سیَر میں زیادہ نمایاں نہیں، ایک روایت میں آتا ہے کہ انہ بکر الاسلام، یعنی آپ سب سے پہلے اسلام کی طرف آئے تھے، اِس لئے آپ کو ابو بکر کہتے ہیں مگر یہ روایت جاندار نہیں کیونکہ آپ کو قبل از اسلام بھی ابو بکر ہی کہا جاتا تھا

علاوہ ازیں ایک روایت بعض مورخین نے بیان کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹوں کے متعلق بہت زیادہ واقفیت تھی اور آپ اونٹوں کے بہترین معلج بھی تھے چونکہ عربی زبان میں جو اونٹ کو کہتے ہیں، اِس لئے آپ کو ابو بکر یعنی اونٹوں کا باپ کہنے لگے اور آپ کی یہ کنیت اِس قدر شہرت پذیر ہوئی کہ آپ کا حقیقی نام عبداللہ پسِ پردہ چلا گیا، سیرتِ حلبیہ میں زمخشری کا قول نقل کیا گیا ہے کہ !

شائد آپ کی کنیت ابو بکر اِس وجہ سے ہے کہ آپ ابتداء سے ہی اچھی

عادات اور خصائلِ حمیدہ کے مالک یا پہل کرنے والے تھے۔

قال زمخشری ولعله کنی بابی بکر لا بتکارہ الخصائل الحمیدہ

(سیرت حلبیہ بیروجلد اول صفحہ ۲۷۴)

(زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۳۸)

جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوبکر کے متعلّق کتابوں میں زیادہ وضاحت نہیں ملتی تاہم جب آپ کی اس کنیت مبارک کے بارے میں لغات کی کتابوں کو دیکھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ کی یہ کنیت بھی آپ کے دیگر اسماء القاب کی طرح آپ ہی کی ذات کے لئے مخصوص ومختص تھی ملاحظہ ہو ''

ابوبکر کے لغوی معنے

''بکر'' آگے بڑھنے پیش قدمی کو کہتے ہیں، اس کے معنے صبح کے وقت کسی کے پاس جانے کے بھی ہیں، ''باکورہ'' ہر چیز کے اول وآغاز اور پہلے پھل کو کہتے ہیں، ''بکیرہ'' سب سے پہلے مراد کو پہنچنے والے کو کہتے ہیں'' ''مبیکر'' موسم بہار کی پہلی بارش کو کہتے ہیں''

ایسے ہی ''مبکار'' پہلے تیار ہو جانے والے پھل کو کہتے ہیں''

(المنجد ص ۹۶) (المصباح اللغات ص ۱۳۲)

(المصباح المنیرہ ص ۸۲) (لغات الصراح ص ۳۳)

بکر اوّل وقت میں نماز کی ادائیگی کو بھی کہا جاتا ہے اور افصح الناس سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بکروتبکر یعنی اذان سے قبل تیزی کے ساتھ مسجد میں آنا اور پہلے خُطبہ کی سماعت ہے۔

قولہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام من ''بکر و تبکر'' ای من اسرع قبل الاذان وسمع اوّل خطبھال

(مصباح المنیر صفحہ ۸۲)

قانونِ قُدرت

خُدا تعالیٰ کی پوشیدہ حکمتوں کو سوائے اُس کے خواص اور پسندیدہ لوگوں کے کون جان سکتا ہے، تاہم مشیّتِ الٰہیہ جس کام کو پورا فرمانے کا ارادہ رکھتی ہے اُس کے آثار بھی شروع ہی سے ظاہر فرما دیتی ہے اور اُس کے وضع شدہ قوانین ودساتیر میں ردّوبدل ممکن نہیں۔

چونکہ جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خالقِ کائنات نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کے لئے روزِ اوّل ہی سے منتخب فرما رکھا تھا لہٰذا نہ صرف یہ کہ دورِ جاہلیت میں رسومِ جاہلیت سے اُن کی حفاظت فرمائی بلکہ اُنہیں اسماء القاب اور کنیت وغیرہ بھی وہ تفویض فرمائے جو آئیندہ وقت بھی اُن کے شایانِ شان قرار پائے۔

مثلاً آپ اِس سے قبل ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ آپ کے اسم عبداللہ

اور عتیق تھے، اور آپ کی والدہ نے عتیق نام ہی اسی لئے رکھا تھا کہ اِس سے قبل اُن کے بچے چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو جاتے تھے، چنانچہ انہوں نے حرم شریف میں جا کر خُدا تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی میرا بچہ عتیق ہو اور موت کی دستبرد سے محفوظ رہے۔

قریشِ مکہ آپ کو اِس لئے عتیق کہتے تھے کہ آپ صاحبِ حُسن و جمال اور اچھے اور اعلیٰ نسب والے تھے، ایسے اچھے نسب والے جس پر کبھی حرف نہ آیا ہو"

مگر جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو عتیق کے نام سے یاد کیا تو فرمایا ! کہ اسے اللہ تعالیٰ نے جہنّم کی آگ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آزاد کر دیا ہے"

ماں نے بچے کی طویل زندگی طلب کی تھی خُدا تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول فرمائی اور تریسٹھ سال کی دنیوی حیات نصیب فرما دی۔

مگر جب سارے جہان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلام پر نظر ڈالی تو خالقِ کائنات سے اُسے حیاتِ دوام لے دی۔

شہید زندہ ہے تو صدیق اُس سے بھی بہتر زندگی سے زندہ ہیں اِس لئے کہ نبی کے بعد صدّیق کا درجہ ہے اور صدّیق کے بعد کا مقام مقامِ شہید ہے۔

صدّیق تو ہے ہی زندگی کا نام پھر صدّیق کیسے مرسکتا ہے نہ صدق

کے لئے فنا ہے نہ صدیق کے لئے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے حیات آفرین نگاہوں نے ابوبکر صدیق کو امر بنا دیا ہے وہ کبھی نہیں مرسکتے۔

صدّیق شہید سے اعلیٰ ہے

جب شُہدائے اُحد رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اُن کی قبروں سے اُن کی شہادت کے چالیس سال بعد منتقل کیا گیا تو وہ تروتازہ تھے یہاں تک کہ جب سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کو پھاوڑا لگا تو آپ کے جسم سے خون بہنے لگا، پس جب شہداء کا اپنی قبروں میں یہ حال ہے تو صدیقین کا کیا مقام ہوگا جو اُن سے اعلیٰ ہیں ؟

لما نقلوا شهداء أُحد عن قبورهم نحراً من اربعين سنة فاخرجوا الطايا ينشون حتىٰ اصابت المسحاة قدم حمزه رضى الله تعالىٰ عنه فانبعث الدم طريا فاذا كان حال الشهدا فى قبورهم ما حال الصديقين فافهم انتهىٰ

(الفتوحات الربانیہ علی الافکار النواویہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۲ بیروت)

جب صدّیق زندہ ہیں تو

اگر یہ درست ہے کہ صدیق کا مرتبہ شہید سے افضل و اعلیٰ ہے تو صدیق کی حیاتِ سرمدی بھی شہید کی حیاتِ دوام سے بڑھ کر ہے تو یہ قطعی

فیصلہ ہو جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السّلام بھی حیاتِ جاودانی کے مالک ہیں اور ان کی یہ ہمیشگی کی زندگی صدیقین کی ابدی زندگی سے بہر حال اعلیٰ و بالا ہے۔

چونکہ یہ کتاب اِس قسم کے مباحث کی متحمّل نہیں ہے اِس لئے اس تفصیل میں جانے کی بجائے اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

مکہ کے لوگوں نے ابو بکر صدّیق کو عتیق اِس لئے کہا کہ وہ صاحبِ حُسن و جمال ہیں''

مدینہ کے چاند کی نگاہ اُن پڑی تو نُور بیز کرنوں کی صورت اُن کے دل میں اُترتی گئی اور پھر وہیں مرکوز ہو کر رہ گئی۔

یہی نُور برساتی ہوئی کرنیں اور نُور بیز شعاعیں قلبِ صدیق کی تزئین و آرائش کا سبب بن گئیں اور سینۂ صدّیق سینائے کلیم بن گیا۔

قلبِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا دِلفریب اور خُوشنما پھُول ہے جو ظاہر و باطن کی تمام تر رعنائیوں اور خُوبیوں سے مزّین اور آراستہ ہے۔

ہاں ہاں ! ابو بکر اُس گلِ خوش رنگ و دلنواز کا نام ہے جو بیک وقت تسرُّ النّاظرین بھی ہو اور اپنی مستی بھری اور مست کُن خُوشبوؤں سے مشامِ جان کو بھی معطر کرتا ہو۔

مگر یہ بات بھی ہے

پھُول کے ظاہری حُسن و جمال اور دلفریبیوں سے لذّت اندوز

ہونے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت بہر طور ہے، اور وہ دو چیزیں ہیں بینائی اور شعور''

نابینا شخص پھُول کی لطافت کا احساس مساس سے کر سکتا ہے مگر خدشہ یہ ہے کہ اُس کے مساس سے پھول مُسلا بھی جا سکتا ہے۔

اور دیوانے کی تو بات ہی چھوڑیئے، اُس کے لئے پھُول اور پتّھر ایک ہی چیز ہیں، جس شخص سے حسِ امتیاز ہی چھین لی گئی ہو اس کے لئے پھُول کی رعنائیاں اور دل آویزیاں کیا اہمیت رکھتی ہیں، نابینا اور دیوانہ شخص پھُول کے حُسن اور رعنائی سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان دونوں پر پھُول کی وہ اہمیت ظاہر ہو سکتی ہے جو ایک صاحبِ شعور اور بینا شخص جانتا ہے۔

ہاں ! پھُول کی دل و دماغ میں رچ بس جانے والی اور مشامِ جاں کو معطر کرنے والی خُوشبو سے نابینا شخص حظّ حاصل کر سکتا ہے مگر اس کے لئے اُس حس کی زندگی شرط ہے جسے شامہ کہتے ہیں''

بلا تشبیہ جس طرح شعور و بصارت اور قوّتِ شامہ سے محروم شخص پھُولوں کے حُسن و جمال اور نکہت و خُوشبو سے ناواقف رہتا ہے اِسی طرح شعور و دیانت اور ایمان و بصیرت کی دولت سے محروم شخص سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان اعزازات کے احوال پر مطلع نہیں ہو سکتا جو انہیں مالک و مختارِ کائنات، تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس سے

مسلسل تیئس برس ملتے رہے۔

بہر نوع بات کہاں سے کہاں تک آ پہنچی جبکہ ہم بتا یہ رہے تھے کہ جس طرح دورِ جاہلیت میں رکھا گیا نام " عتیق " معنوی حیثیت سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ اقدس پر ہر دَور میں پُورا اُترتا رہا، اِس طرح زمانۂ اسلام سے پہلے کی رکھی ہوئی کنیت ابو بکر بھی اپنی تمام تر معنویتوں کے ساتھ آپ کی زندگی کے ہر دَور میں پوری اُترتی رہی"

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ابو بکر کے معنی کی تحقیق

سابقہ اَوراق میں لُغات کی کتابوں سے لفظِ بکر سے ظاہر ہونے والے معانی سے یہ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابو بکر کے معانی ہیں اذان سے قبل مسجد میں پہنچنے والا۔

ابو بکر کے معانی ہیں پہلا خطبہ سُننے والا

ابو بکر کے معانی ہیں اِبتداء کرنے والا

ابو بکر کے معانی ہیں اوّلیت والا

ابو بکر کے معانی ہیں علی الصبح مُلاقات کرنے والا

ابو بکر کے معانی ہیں سب سے پہلے تیار ہونے والا پھل

ابو بکر کے معانی ہیں موسمِ بہار کی پہلی بارش

بہر حال معنویت کے لحاظ سے ابو بکر اور اوّلیت لازم وملزوم چیزیں ہیں یہی وجہ ہے کہ اوّلیت حضرت ابو بکر کی جھولی میں ڈال دی گئی۔

موازنہ مت کیجئے ہم مولائے کائنات، ولائت مآب، حیدرِ کرار تاجدارِ ھَل اتیٰ، شیرِ خُدا، غالب علی کل غالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی اوّلیتوں سے انکار نہیں کر رہے، اُن کی بیشمار اوّلیتیں ایسی ہیں جس میں کوئی بھی اُن کا شریک وسہیم نہیں، اُن کا سب سے پہلے اسلام لانا افرادِ خانہ کی حیثیت سے ہے اُنہوں نے تو آنکھ ہی بانیٔ اسلام کی گود میں کھولی تھی۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اُن پر اسلام پیش کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی، وہ اَدائے محبوب کو دیکھتے تھے، سب سے پہلے اُمّ المومنین، سُلطانۂ عالم سیدہ، طیّبہ، طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے بیت الشّرف میں اظہارِ بعثت ہوا، وہیں شیرِ خُدا بھی موجود تھے یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ بشانہ نماز ادا کرنے والے جنابِ حیدرِ کرار اور جنابِ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، اور یہ اُن کا خاص الخاص اکرام وشرف ہے۔

گھر والوں کی بات چھوڑیئے، بات تو تبلیغ کے اُن تاثرات کی ہے جنہیں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاف وشفاف ذہن نے بغیر کسی

ترددکے قبول کرلیا اور تبلیغِ مصطفیٰ کے جواب میں بغیر کسی وقفہ کے فوراً ہی کہہ دیا کہ !

اشھدُ ان لا اِلٰہ الا اللہ وَ اَشھدُ اِنک رسُول اللہ

بہرکیف !

تبلیغ اسلام کا پہلا ثمر ہیں تو ابوبکر

اسلام کے پہلے خطیب ہیں تو ابوبکر

غار میں پہلے داخل ہوتے ہیں تو ابوبکر

حج کے پہلے امیر بنتے ہیں ہیں تو ابوبکر

سب سے پہلے قرآن جمع کرتے ہیں تو ابوبکر

خلافتِ راشدہ کی پہلی خلافت لیتے ہیں تو ابوبکر

سب سے پہلے مزارِ رسول میں داخل ہوتے ہیں تو ابوبکر

فتوحاتِ ربانیہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ، سُسر اور غار کے ساتھی ہیں۔ اور ان دس میں سے ایک ہیں جن کے لئے دُنیا ہی میں جنّت کی گواہی دے دی گئی۔

آپ مردوں میں سے پہلے اسلام لانے والے اور پہلے امیرِ حج ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دو تختیوں کے درمیان قرآن مجید کو جمع کیا، اور آپ خلافتِ راشدہ کے دور کے پہلے خلیفہ ہیں۔

الصدیق الاکبر خلیفة الرسول اللہ صلی اللہ علیه وآلہ وسلم و مھرہ ورفیقه فی الغار و أخذ العشرة المشهور لهم بالجنة وهو اوّل من اسلم من الرجال و اول امیر الرسل علی الحج و اول من جمع القرآن بین اللوحین و اول خلیفة عهد با لخلافة

(الفتوحات ربانیہ علیٰ الاذکار النوادیہ جلد ۴ صفحہ ۱۲)

صدیق کیسے ہوئے؟

بہرحال لفظِ ابوبکر اوّلیت کے جن معانی کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں وہ سب کے سب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ذات والاصفات میں موجود تھے، آئندہ اوراق میں حضرت ابوبکر صدّیق کی بیشمار اولیتیں متعدد وثقہ کتب سے ھدیۂ قارئین کی جائیں گی جن سے مزید واضح ہو جائے گا کہ آپ کے دیگر اسماء کی طرح آپ کا یہ نام بھی القائی صورت پر ظہور پذیر ہوا ہے“

اب آپ کے تیسرے جامع ترین اور مشہور اسمِ گرامی ”صدیق“ کے بارے میں قرآن کی روشنی میں وسیع تر معلومات حاصل کریں جسے ہم نے دو بابوں میں تقسیم کیا ہے۔

قارئین اس باب کے آغاز میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اسمائے مبارکہ کو بھی قرآن مجید ہی کی روشنی میں

ثابت کیا جائے گا۔

چنانچہ اِس سلسلہ میں آپ کے لقب مبارک "صدیق" کے بارے میں قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی چند ایسی آیات کا انتخاب کیا گیا ہے جن کی تفسیر میں واشگاف طور پر بتایا گیا ہے کہ ان میں صادق وصدیق سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہیں ملاحظہ ہو پہلی آیت!

وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

ترجمہ! اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔

(سورۃ التوبہ آیت ۱۱۹)

صادقین کون ہیں ؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس آیتِ کریمہ میں اہلِ ایمان کو صادقین کی معیت اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا ہے اور مفسرین فرماتے ہیں کہ اس گروہِ صادقین سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ودیگر عظیم صحابہ ہیں، ملاحظہ ہو!

حضرت عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "وَ كُوْنُوْا مَعَ

الصّٰدِقِيْنَ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ساتھ ہو جاؤ"

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر آیت فرماتے ہیں کہ ابوبکر وعمر کی معیت اختیار کرو۔

عن ابن عمر "وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" قال مَعَ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اصحابہ. عن سعید بن جبیر فی قولہ "وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" قال مَعَ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما"

(روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۴۵)(تفسیر دُرِ منثور جلد ۳ صفحہ ۲۱)

(تفسیر کبیر امام رازی جلد ۴ صفحہ ۵۸)

حضرت ضحاک ؒ سے روایت ہے کہ "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" فرمایا کہ یہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور اُن کے ساتھیوں کی معیت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو اور سچّوں کے ساتھ ہو جاؤ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہو جاؤ۔

عن اضحاک قولہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾" قال امر و ان یکون مَعَ ابو بکر و عمر و اصحابھما. عن عباس فی قولہ "اتَّقُوا

اللہ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' قال مع علی ابن ابی
طالب علیه السلام

(تفسیر دُرِ منثور جلد ۳ صفحہ ۲۹۰)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دوسرا قول ہے ! سچّوں کے ساتھ ہو جاؤ سے مراد ہے کہ ابو بکر و عمر اور اُن کے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھو اور اُن کے ساتھ ہی جہاد کے لئے نکلو۔

'' وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' مع ابی بکر و عمر ا
صاحبهما فی الجلوس و الخروج بالجهاد

(تفسیر ابن عباس صفحہ ۶۲)

ہمارے ساتھ ہو جاؤ

تفسیرِ خازن اور معالم وغیرہ میں ہے کہ '' وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ '' یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مَعیّت اختیار کرو کیونکہ جب یوم سقیفہ کو انصارِ مدینہ نے انصار سے خلیفہ بنانے کا فیصلہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی آیت سے حُجت پکڑتے ہوئے اُنہیں فرمایا ! اِن فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اُس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ و رسول کے دین کی مدد کرتے ہیں وہی سچے ہیں''

بتاؤ یہ کون لوگ ہیں ؟ انصار نے کہا تم میں سے ہیں اس کے بعد

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سچّوں کی مَعیّت اختیار کرو یعنی '' وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ''

مُہرِ خُداوندی

اگرچہ صحابہ کرام و دیگر مفسّرین کرام نے آیت کریمہ '' وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ '' کی تفسیر میں واضح طور پر بتا رکھا ہے کہ صادقین کی مَعیّت سے مراد حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور جنابِ حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی معیّت اختیار کرنا ہے، تاہم اللہ تبارک و تعالیٰ نے قُرآن مجید فرقانِ حمید میں خود بھی سید المہاجرین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو براہ راست صادقین میں شمار فرمایا ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ

ترجمہ ! ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے یہ اللہ اور اُس کے رسول کی رضا کے طالب ہیں اور اللہ اور اُس کے رسول کے دین کی مدد کرتے ہیں ، وہی سچے ہیں''

(سورۃ الحشر آیت ۸)

آئندہ کسی مقام پر اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر بھی ثقہ روایات کی روشنی میں ہدیۂ قارئین کر دی جائے گی یہاں تو صرف یہ بتانا ہے کہ یہ آیتِ کریمہ خود ہی اپنی تفسیر ہے۔

اِس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مہاجرین مکہ کو صادقون کے نام سے یاد کرتے ہوئے اُن کی صداقت پر مُہر ثبت فرما دی ہے۔

اب جبکہ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف مہاجرین بلکہ مہاجرین کے سردار ہیں تو پھر اِس کے بعد کسی بھی تفصیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی"

قارئین کو یاد ہوگا کہ یہی وہ آیتِ کریمہ جس سے استدلال کرتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بذاتِ خُود انصارِ مدینہ سے بیعتِ خلافت طلب کی تھی ۔ اور ساتھ ہی قُرآنِ مجید کی دوسری آیت کریمہ تلاوت فرما کر انصار کو قائل بھی کر لیا تھا اور وہ آیت تھی وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ "یعنی حضرت ابو بکر صدیق نے پہلے تو مہاجرین کے سامنے منقولہ بالا آیت پیش کر کے خود کو صادقون میں سے ثابت کیا اور پھر فرمایا!

"وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ"

وقال سعید بن جبیر مَع الصادقین یعنی ابی بکر و عمر ، فقال جریج مع المهاجرین وروی ان ابا بکر صدیق احج بهذا الآیت فی یو م السقیفه .

فقال ابو بکر ، یا معشر الانصار ! انا اللہ سبحانہ و تعالیٰ یقول فی کتابہ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ۔ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں سچّوں کے نام سے مُوسُوم کر کے تُمھیں حکم دے رکھا ہے کہ سچّوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

بہر کیف ! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہر دو آیات کے مصداق قرار پاتے ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔

تیسری آیت

صادقین کے سلسلہ کی تیسری آیتِ مبارکہ یہ ہے!

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾

(سورۃ الحجرات آیت ۱۵)

ترجمہ !ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ جہاد کیا وہی سچے ہیں۔

یہ آیتِ مقدسہ بھی بغیر کسی قسم کے تفسیری کلمات کے براہِ راست حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ اقدس پر منطبق ہوتی

ہے۔ آپ کا ایمان لانا اور جان و مال کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا کسی دلیل کا محتاج نہیں، جبکہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اِس آیتِ کریمہ کے پہلے دو جملوں انما المؤمنون اور الذین آمنوا باللہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں!

يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ

الآیت حشر ۸

من هم قالت الانصار انتهم فقال ابو بكر ان الله تعالى يقول يا ايها الذين آمنو وكونوا مع الصادقين'' فامركم ان تكونوا معنا و لم يا امرنا ان تكون مَعكم نحن امراء و انتم انوراء

(تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۳۴)

(تفسیر معالم التنزیل جلد ۴ صفحہ ۱۳۴)

''جو لوگ اپنے ایمان میں مصدّق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان میں صادق ہیں''

اندریں صورت اُمّتِ مُحمّدیہ علیٰ صاحبہا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جنابِ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر اِس اعزاز کا کون حقدار ہوگا جو متعدد قرآنی نصوص کے مطابق آپ کے مصدق بھی ہیں اور صادق بھی۔

انما المؤمنون، المصدقون فی ایمانهم

الذين آمنوا بالله صدقوا فی ایمان بالله

(تفسیر ابن عباس مع دُرِّ منثور جلد ۵ صفحہ ۲۴۹)

اگرچہ آیتِ کریمہ ''وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ'' کی تفسیر میں اِس قسم کے بیسیوں حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن عظیم صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے صادق ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

تاہم اِختصار کے ساتھ چند ایسے حوالے مزید پیش کریں گے جن سے ثابت ہوجاتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اِسم ''صدیق کا تذکرہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر موجود ہے''

اُن کی طرح ہوجاؤ

سچوں کے ساتھ ہوجاؤ یعنی صدق وسچائی میں اُن کی طرح ہوجاؤ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ای مثلهم فی صدقهم ! عن ابن عباس فیکون المراد بالصادقین الذین انی ایمانهم و معاهدقهم الله تعالیٰ و رسوله صلی الله علیه وآله وسلم الطاعة

(تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۱۸) (تفسیر روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۴۵)

(تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۵۱۸) (تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۵۳۱)

صادقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اطاعت کے وعدوں اور ایمان میں سچے ہیں"

نیز صادقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین میں نیۃً، قولاً اور فعلاً سچے ہیں اور صادقین سے مناسب مراد تین ہی باتیں ہیں یعنی سچائی اور خلوصِ نیت کے ساتھ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اور صادقین سے مراد حضرت محمد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ ہیں"

ابو بکر وعُمر کی طرح

اور حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ اِس سے مُراد یہ ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ہو جاؤ۔

فیکون المراد بالصادقین الذین صدقوا فی الدین نیةً و قولاً و عملاً"

فی المناسب ان یراد با لصادقین الثلاثه ای کونوا مثلهم فی الصدق و خلوص النیة. والمراد با لصادقین محمد صلی الله علیه وآله وسلم و اصحابه

وعن سعید بن جبیر ان المراد کونوا مع ابو بکر و عمر رضی الله عنهما

ابن عساکر اور دوسرے لوگ ضحاک سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اِس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ ابو بکر وعُمر اور اُن کے ساتھیوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

سیدنا ابی جعفر امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اِس سے مُراد ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہو جاؤ۔

اور یہ چُھپی ہوئی بات نہیں کہ اِس آیت کریمہ میں صدق وسچائی کی تعریف کی گئی ہے اور اِس سے استدلال کیا جاتا ہے جیسا کہ امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی بھی موقعہ پر جھوٹ کی اباحت ثابت نہیں نہ ہی تصریحاً اور نہ ہی تعریفاً۔

عنهما و اخرج ابن عساکر و آخرون عن الضحاک انه قال ! امروا ان یکونوا مع ابی بکر وعمر و اصحابهما"

عن ابی جعفر ان المراد کونوا مع علی کرم الله تعالیٰ وجهه فی الآیة مالا یخفی من مدح الصدق و استدل بها کما قال الجلال السیوطی من لم یج الکذب فی موضع من مواضع لا تصریحاً و لا تعریفاً

(روح المعانی جلد ۶ جز ۲ صفحہ ۴۵)

(تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۱۰۸ و دیگر متفق علیہ)

کنز الایمان

مولانا نعیم الدین مُراد آبادی زیرِ آیت صادقین کی تفسیر میں فرماتے ہیں جو صادق الامان مخلص ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں"

سعید بن جبیر کا قول ہے کہ صادقین سے مراد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہیں۔

ابنِ جریر کہتے ہیں اِس مراد جمیع مہاجرین ہیں

(کنز الایمان صفحہ ۲۸۸)

اِس آیتِ کریمہ کے دیگر حوالہ جات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اب آپ کی خدمت میں صادق وصدیق کے امتیاز کی وضاحت کی جاتی ہے۔

صادق کسے کہتے ہیں؟

گزشتہ صفحات میں مستند کُتب کثیرہ سے اِس امر کی وضاحت ہو چکی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اُن اکابر صحابہ میں سے ایک ہیں جن کی رفاقت اور معیّت کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو بایں الفاظ ارشاد فرمایا ! "وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ" یعنی سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اب جبکہ قرآن مجید حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی صداقت پر مہر لگاتے ہوئے اُنہیں صادق کے نام سے یاد فرماتا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس مقام پر لفظِ صادق کی بھی مختصراً تشریح کردی جائے تاکہ آپ کے معروف لقب "صدیق" جوکہ آپ کا آسمانی نام ہے کے معانی اور عظمت ورفعت کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

مقامِ صداقت

چونکہ صدق بھی نبوّت کا جزوِ اعظم ہے اِس لئے صدّیق کا مرتبہ نبی کے بعد ہوتا ہے"

صدق کا حصُول اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک پُورے استقلال کے سات اُن حوادثِ جانکاہ سے دوچار نہ ہوا جائے جو صادق اور کاذب کے لئے کسوٹی ہیں۔

(تفسیرِ حقانی جلد ۲ صفحہ ۳۰۴)

تفسیر رُوح البیان میں ے کہ اِس آیت میں صدق کے علوئے مرتبہ اور فضیلت کا بیان ہے اور بعض اہلِ معرفت نے کہا ہے کہ اُس وقت تک دائمی فریضہ ادا نہیں ہوتا جب تک وقتی فریضہ قبول نہ کیا جائے"

پوچھا ! کہ دائمی فریضہ کیا ہوتا ہے؟

فرمایا ! صِدق

وفی الآیۃ دلیل علیٰ افضل صدق و علو درجہ و
حثہ علیہ قال بعض اہل المعرفت من لم یود
الفرض الدائم لم یقبل منہ الفرض الموقت ۔
قیل ماالفرض الدائم ؟ قال الصِّدق ۔۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ بعدازاں فرماتے ہیں کہ کیا تُمھیں معلوم ہے کہ باغ میں سرو کا چہرہ ہمیشہ کیوں سرسبز رہتا ہے صرف اِس لئے کہ اُس کا مذہب ہمیشہ راستی پر رہنا ہے۔

دانی زچہ رُو سَرو رُو آں سرسبز ست
پیوستہ چرا بوستاں سرسبز ست
چوں مذہب اوست راستی در ہمہ وقت
بر طرف چمن ہمیشہ زاں سرسبز ست

(روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۳۱)

دونوں جہاں نظر آتے ہیں

بہر کیف ! صادق انسان کو ہی عرفان الٰہی حاصل ہوتا ہے اور صادق ہی مقامِ ولایت تک رسائی کر سکتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ صادق انسان کو ایسی فراست اور قدرت وقوت عطا فرما دیتا ہے جس سے وہ مخلوق کے دلوں پر کنٹرول حاصل کر لیتا ہے اور اصلاح احوال کرتا ہے۔

حضور غوث پاک سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اِنسانِ

صادق کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں

الصادق ھوالذی لا یبالی لو خرج کل قدرلہ فی
قلوب الخلق من اجل صلاح قلب

بعدازاں آپ غنیۃ الطالبین کی آخری سطر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ !

جب تو اللہ تعالیٰ سے سچائی کے ساتھ طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے ایک آئینہ عطا فرمائے گا جس میں دُنیا و آخرت کے عجائبات میں سے ہر ایک کا مشاہدہ کرے گا"

اذا طلبت اللہ بالصدق اعطاک مرآۃ تنظر فیھا
کل شیٔ من عجائب الدنیا والآخرۃ

(غنیۃ الطالبین عربی صفحہ ۲۰۰)

اصلاح کر سکتے ہیں

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِس حقیقت افروز ارشاد کی روشنی میں وہ ناعاقبت اندیش لوگ بھی اپنے ہولناک عقائد کی اصلاح کر سکتے ہیں جن کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، حالانکہ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر اِنسانِ صادق کے دل کو ایسا آئینہ بنا دیتا ہے جس میں وہ دُنیا و آخرت کی ہر چیز کا مشاہدہ کرتا ہے۔

بہر کیف ! اِنسانِ صادق کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا مرتبہ ہے، اور صدق کی دولت عظیم دولت ہے، اللہ تعالیٰ تمام مومنین مومنات کو صِدق کی دولت نصیب فرمائے اور صادقین وصادقات بنائے۔

حقیقت یہ ہے کہ اِنسانِ صادق کی اُن عظمتوں اور رفعتوں کو جو اُسے اُس کے صِدق کے صِلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہیں وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے تو ہزاروں صفحات بھی ناکافی ثابت ہوں گے ''

چونکہ ہمیں حضرت ابوبکر صِدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم یا لقب مبارک ''صدیق'' کے متعلق ہی گفتگو کرنا ہے اِس لئے مناسب یہی معلوم ہوا کہ طوالت سے گریز کیا جائے اور صرف وہی باتیں بیان کی جائیں جو حضرت ابوبکر کے لقب ''صِدیق'' سے تعلق رکھتی ہیں۔

صادق کے لئے انعامِ خُداوندی

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صادق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ملنے والے کسی ایک انعام کا بھی ضمناً ذکر کر دیا جائے ملاحظہ ہو فرمانِ خداوندی !

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾

ترجمہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ہے وہ دن جس میں سچوں کو اُن کا سچ کام آئے گا، اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں ہیں ہمیشہ ہمیشہ اِن میں رہیں گے اُن سے اللہ راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ ہے بڑی کامیابی۔

(سورۃ المائدہ آیت ۱۱۹)

مندرجہ بالا آیت میں صادق انسان کو ملنے والے انعاماتِ الٰہیہ پر خوب غور فرمائیں اور دیکھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس امر کو بڑی کامیابی کے نام سے موسوم کیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ کسی شخص پر خُدا خوش ہو جائے اور وہ خُدا اسے خوش ہو جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر خُدا تعالیٰ کا خُوش ہونا قرآنِ مجید کی دیگر متعدد آیات میں نمایاں طور پر ثابت ہوتا ہے مگر ان سب کو ہم کسی دوسرے مقام پر نقل کریں گے۔

یہاں صرف یہی بتانے پر اکتفاء کریں گے کہ خُدا تعالیٰ ابوبکر صِدیق پر خُوش ہے تو کسی نادان کا ابوبکر پر اظہارِ ناراضگی کرنا کہاں تک فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اِنہی الفاظ کے ساتھ اِس مضمون کا اتمام کیا جاتا ہے۔

صادق ! صِدیق نہیں ہوتا ؟

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان "کُونُوا مَعَ الصّادِقین"، یعنی سچوں کی معیّت اِختیار کرو کے ضمن میں آپ متعدّد روایات ملاحظہ کر چکے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ حضرت ابو بکر صدّیق حضرت عُمر فارُوق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنھم وہ عظیم المرتبت شخصیتیں ہیں جو بطورِ خاص آیتِ کریمہ کے مصداق قرار پاتی ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ منشائے خداوندی یہی ہے کہ ان مکرّم و معظّم ہستیوں کی رفاقت حاصل کی جائے،

اِن تمہیدی کلمات کے بعد اِس امر کی وضاحت کرنا باقی ہے کہ اِس آیتِ کریمہ میں حضرت ابو بکر کو صادقین میں شمار کیا گیا ہے جب کہ صِدیق کی جمع صِدیقین ہوتی ہے!

اگرچہ ہم آئندہ اوراق میں آپ کا زُمرہ صِدیقین میں ہونا بھی متعدّد حوالہ جات کی روشنی میں قرآنِ مجید سے بھی ثابت کر رہے ہیں تاہم! حقیقت یہی ہے کہ اِس آیت میں آپ کو صادق ہی کہا گیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر صدیق صادق ہوتا ہے جب کہ ہر صادق صدیق نہیں ہوتا"

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی ذات ذالاصفات وہ بلند و بالا اور صِدق و صداقت کی جامع ترین ہستی ہے جس کے صادق ہونے پر بھی

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں گواہی دے رکھی ہے اور صِدیق ہونے پر بھی"

صَادق وصِدّیق میں خاص اِمتیاز

بہر کیف ! آپ ثقہ کتب کے حوالوں سے لفظِ صِدیق کے مطالب ومعانی سے کامل روشناسی حاصل کریں۔

لفظِ صِدیق فی الحقیقت صداقت کے وسیع تر حیطۂ عمل کو شامل ہے۔

صاحبانِ لُغتہائے عربیہ اور مفسّرین کرام قرآن و حدیث کی روشنی میں صِدیق کے مفاہیم ومعانی کا اظہار اِس طرح فرماتے ہیں!

صِدیق کے معنے بہت سچ کہنے والا نہ صرف یہ کہ زبان سے ہی اظہارِ صداقت کرے بلکہ اپنی بات کو اپنے عمل سے بھی سچ ثابت کرے۔

یا پھر صِدیق اُس راست باز اور پاک طینت کو کہتے ہیں جس کے قلب میں سچائی کو قبول کرنے کی نہائت اعلیٰ درجہ کی اکمل ترین استعداد موجود ہو اور جو بات خُدا کی طرف سے اُسے پہنچے وہ بلا توقف وتردّد اُس کے دل میں اُتر جائے۔

ہم کہتے ہیں کہ صِدّیق کے اِن معنوں کی تصویر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے آئینۂ حیات سے زیادہ کہاں دیکھی جا سکتی ہے جبکہ بالاجماع یہ امر ثابت ہے کہ آپ پر رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس وقت اسلام پیش کیا آپ نے اُسی وقت بلا تردد اِس متاعِ بے بہا کو

سمیٹنے کے لئے دامانِ دل پھیلا دیا''

اور قبولِ اسلام کے بعد جب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی ارشاد فرمایا تو اُنہوں نے بلا تاخیر وتوقف فوراً تصدیق کر دی۔

صادق وصِدّیق کے درمیان امتیازی لکیر کھینچتے ہوئے مفسّرین کرام اور اصحابِ لُغت مزید یہ امتیاز قائم کرتے ہیں کہ صادق وہ ہوتا ہے جو ہمیشہ سچ بولتا ہو مگر صِدّیق اُسے کہتے ہیں جو ہمیشہ سچ بولنے کے ساتھ ساتھ اپنے صداقت آفرین اقوال پر ہمیشہ عمل بھی کرے۔

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ مُحدّث دہلوی صِدّیق کا ترجمہ بجائے راست گُفتار کے راست کردار کرتے ہیں جبکہ صاحبِ مدارک شریف امام نسفی اور علامہ صاوی اِس سے بھی زیادہ خوبصورت بات کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ صادق وہ ہے جو نہ صرف راست گفتار ہی بلکہ راست کردار بھی ہو اور صِدّیق وہ ہے جو راست گفتار اور راست کردار ہونے کے علاوہ احوال میں بھی راست اور مستقیم ہو''

الصادق المستقیم فی العمال و الصدیق المستقیم فی الاحوال

(مدارک مع خازن جلد ۲ صفحہ ۲۳۶)

انه کان صدیقًا مبالغه فی الصدق

(جلالین علی الصاوی جلد ۳ صفحہ ۳۳)

قوله مبالغه فی الصدق ای فی اقواله و افعاله و احواله

(تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ ۳۳)

گویا صدّیق اُسے کہا جا سکتا ہے جس کی فطرت میں صداقت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہو جس طرح کذّاب جھوٹ بولنے پر مجبور ہوتا ہے اس طرح صدّیق فطرتاً اور عادتاً سچ بولنے پر مجبور ہوتا ہے، اِس لئے اگر خُدانخواستہ صِدّیق کی زبان سے کذب سرائی ہو جائے تو وہ اُسی وقت زُمرۂ صدیقین سے کٹ جاتا ہے۔

کثیر الصِدق، کثیر التصدیق

مفسّرینِ کرام لفظِ صدیق کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صدیق مبالغے کا صیغہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ سچ کہنے والے پر محمول ہوگا، نہ صرف یہ کہ صدیق محض کثیر الصدق یعنی بہت زیادہ سچّا ہوتا ہے بلکہ صِدیق کی دوسری خاص صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ کثیر تصدیق کرنے والا بھی ہوتا ہے۔ گویا صِدیق بہت زیادہ سچ بھی بولتا ہے اور بہت زیادہ تصدیق کرنے والا بھی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کی وحدانیت کی تصدیق۔

اللہ تعالیٰ کے غیوب اور نشانیوں کی تصدیق۔

اللہ تعالیٰ کے فرستادہ انبیاء و مُرسلین کی تصدیق۔

انبیاء و مُرسلین پر نازل ہونے والے احکامِ خُداوندی کی تصدیق۔

مرنے کے بعد زندہ ہوکر محشور ہونے کی تصدیق۔

بات یہ ہے کہ کیا ان تمام تصدیقات کے بعد منصبِ صدیقیت پورا ہوکر صدیق کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے؟ نہیں نہیں ! ہرگز نہیں بلکہ تصدیقات کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے تمام تر احکام و فرمُودات پر پوری پوری صداقت اور نہایت خلوص کے ساتھ عمل بھی کرے بلکہ جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ صدیق کے اپنے منصب کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اقوال و اعمال کے ساتھ ساتھ اپنے احوال کو بھی مُستقیم اور درست رکھے منقولہ بالا عبارت کا متن ملاحظہ ہو"

ای کثیر الصدق و ہو مبالغة فی کونه صدیق و
قیل الصدق الکثیر التصدیق قیل من صدق اللّٰه
فی وحدا نیت و صدق انبیاء و رُسله و صدق
بالبعث بعد الموت و قام بالاوامر فعمل بها
والمراد فرط صدقه و کثیرة ما صدق به من
غیوب اللّٰه و آیاته

(مدارک مع خازن جلد ۳ صفحہ ۲۳۶) (صاوی جلد ۳ صفحہ ۳۳)

(معالم التنزیل جلد ۳ صفحہ ۲۳۶) (فتح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۱)

(کنز الایمان ۴۴۶) (کشاف جلد ۳ صفحہ ۷)

یہ عظمتِ صدّیق

"الصدیقون" اور وہ مبالغے کی حد تک سچے ہوتے ہیں اور انبیاء کرام کے کامل ترین ظاہری اور باطنی اتباع سے متصف ہوتے ہیں،، اور کمالاتِ نبوت اور تجلّیاتِ ذاتیہ میں مستغرق ہوتے ہیں، نیز اُنہیں وراثت و تبعیت کے طور پر بلا حجاب دائمی تصرف حاصل ہوتا ہے۔

الصدّیقون ! وهم المبالغون فی الصدق
المتصفون ! لکمال متابعة الانبیاء ظاهرًا و باطنًا
المستغرقون ! فی کمالات النبوة والتجلیات
الذاتیه الصرفة الدائمة بلا حجاب بالوراثة
والتبعیة

(تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۱۶۱)

کبھی جُھوٹ نہ بولا ہو

ماہرِ لغاتِ قرآن امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں صدق کے معانی یوں آشکار کرتے ہیں۔

صدِّیق، صدوق کا صیغہ مبالغہ ہے اور لفظی معنٰی بہت بڑے سچّے کے ہیں اور صدیقین وہ ہیں جو دین انبیاء پر ہونے کی فضیلت سے مشرف ہوں"

نیز صدیق وہ ہے جس سے کثرت کے ساتھ سچّائی کا ظہور ہو بلکہ صدیق اُسے کہتے ہیں جس نے کبھی کذب سرائی نہ کی ہو اور جھوٹ کے قریب بھی نہ پھٹکا ہو"

الصدیقون هم قوم و دین الانبیاء فی الفضیلت .
الصدیق من کثر منه الصدق و قیل بل یقال لمن لایکذب قط

(المفردات القرآن للراغب مترجم صفحہ ۳۳۰)

امام رازی فرماتے ہیں پہلی صفت یہ ہے کہ صدّیق اُس کا نام ہوتا ہے جس کی عادت ہی سچ بولنا ہو اور صدق کی یہ عادت اُس کے تمام افعال و امور پر غالب رہے۔

الصفه الاولیٰ الصدیق وھو اسم لمن عادۃ الصدق و من علیه علیٰ عادۃ

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۷۹)

نبی کی قُوّتِ نظریہ کا جو اعلیٰ پرتَو ہوتا ہے وہ صدّیق ہوتا ہے، جس کی شان اسرارِ نبوت کی تصدیق کرنا ہے۔

اوّل النّبیین پھر الصدّیقین بیان ہوا تو اِس طرح ان درجات کی کیفیات اور اطاعت کے خلوص معلوم کرنے کے لئے "وَ کَفٰی بِاللّٰهِ عَلِیۡمًا" یعنی اللہ کا جاننا ہی کافی ہے نہایت مناسب ارشاد ہوا"

(تفسیر حقانی جلد ۱ صفحہ ۱۲۴)

نتیجہ یہ نکلا

اگرچہ بخوفِ طوالت لفظِ صدیق کے مفاہیم و مطالب کے بحرِ ذخّار سے چند قطرات ہی نذرِ قارئین کر سکا ہوں تاہم جو کچھ بیان ہوا اُس سے جو نتائج برآمد ہوئے یہ ہیں۔

صدِّیق ! صداقت کے سلسلہ میں مبالغے کا صیغہ ہے۔
صدِّیق ! اپنے اقوال میں مستقیم ہوتا ہے۔
صدِّیق ! اپنے افعال میں مستقیم ہوتا ہے۔
صدِّیق ! اپنے احوال میں مستقیم ہوتا ہے۔
صدِّیق ! کثرت کے ساتھ سچ بولتا ہے۔
صدِّیق ! کثرت کے ساتھ تصدیق کرتا ہے۔
صدِّیق ! ظاہراً بھی نبی کی کمال اِتباع کرتا ہے۔
صدِّیق ! باطناً بھی نبی کی کمال اتباع کرتا ہے۔
صدِّیق ! کمالاتِ نبوت میں گُم ہوتا ہے۔
صدِّیق ! تجلّیاتِ ذاتیہ میں گُم ہوتا ہے۔
صدِّیق ! نبی کے دین پر ہونے کی فضیلت سے مشرف ہوتا ہے۔
صدِّیق ! کی ہر بات سے سچائی ظاہر ہوتی ہے۔
صدِّیق ! کسی بھی حالت میں جھوٹ نہیں بولتا۔

صدِّیق ! کی عادت ہی سچ بولنا ہے۔

صدِّیق ! کی سچ کی عادت اُس کے تمام احوال پر غالب رہتی ہے

صدِّیق ! نبی کی قُوّتِ نظریہ کا اعلیٰ ترین پرتَو ہوتا ہے۔

صدِّیق ! کی صداقت کا مرتبہ خُدا ہی جانتا ہے۔

صدِّیق ! کے خلوص واطاعت کی شان اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

کیا ابوبکر صدِّیق ہیں؟

لفظِ صدّیق کی مختصر ترین تشریح کے بعد یہ بتانا ابھی باقی ہے کہ کیا ابوبکر ! صدِّیق ہیں؟ اگر قرآن وحدیث کی روشنی میں اِس امر کا اثبات ہو جائے تو پھر بلا اضطراب واضطرار اُن کی ذاتِ اقدس کو منقولہ بالا اکرامات واعزازات اور شرف وکرامت کی جامع تسلیم کر لینا چاہیے۔

آئندہ اَوراق میں جناب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے صدِّیق بلکہ امام الصدیقین ہونے پر قرآن وحدیث اور دیگر ثقہ کُتب کی متعدّد شہادتیں پیش کی جا رہی ہیں اور ان میں ہر گواہی ایسی ہے جو کسی بھی صورت میں مسترد نہیں کی جا سکتی۔ اور ہم یہ شہادتیں پیش کرتے وقت بُخل سے کام نہیں لیں گے۔ اِس لئے قارئین سے پہلے ہی معذرت طلب کر لیتے ہیں، تاہم بے جا طوالت سے قطعی اجتناب کیا جائے گا۔ انہیں الفاظ کے ساتھ چوتھے باب کا اختتام اور پانچویں باب کا آغاز کیا جاتا ہے۔

باب پنجم

اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ

(سورۃ النساء آیت ۶۹)

جیسا کہ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی بحث میں آپ پر منکشف ہو چکا ہے کہ سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نہ صرف یہ کہ اُمّتِ مُحمّدیہ علیٰ صاحبہا علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیمات کے صادقین میں شمار ہوتے ہیں بلکہ آپ اِس اُمّتِ مرحومہ کے صادقون کے سرخیلوں میں سے ایک ہیں۔

اِسی طرح حضرت ابوبکر کے صدّیق ہونے کے سلسلہ میں قارئین پہلے قرآن مجید کی اُن آیاتِ بینات کا مشاہدہ فرمائیں گے جن سے واضح ہو جائے گا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صادقین کی طرح صدیقین کے زُمرہ میں بھی اعلیٰ ترین حیثیت کے حامل ہیں۔

مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ

خالقِ کائنات جل مجدہ الکریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں!

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا

ترجمہ ! اور جو لوگ اللہ کی اور اُس کے رسُول کی

اطاعت کرتے ہیں اُنہیں اُن کے ساتھ رکھا جائے گا جن پر اللہ تعالیٰ نے خود انعام فرمایا !انبیاء صدیقین و شہداء وصالحین میں سے اور وہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں"

(سورۃ النساء آیت ٦٩)

اِس آیتِ مقدسہ کے شانِ نزول کے بارے میں نہایت ہی کار آمد سبق آموز مگر جامع اور مختصر بحث آئندہ اَوراق میں پیش کی جائے گی اور یہاں صرف یہ بتایا جائے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس آیتِ کریمہ میں جن صدیقین کو منعم علیہم اور اچھے ساتھی قرار دیا ہے اُن میں حضرت ابوبکر شامل ہیں یا نہیں اور اگر شامل ہیں تو اُن کی عظمت کا کیا مقام ہوگا، جن کی معیّت کا حصول اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری سے عبارت ہے۔

بہر کیف ! بغیر کسی تمہید کے ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا علیہ وآلہ وسلم کے جن صدیقوں کا تذکرہ فرمایا ہے حضرت ابو بکر اُن میں اعلیٰ درجے کے صدیق ہیں۔

زیرِ آیت "فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ" صاحب تفسیرِ خازن علامہ علاؤالدین خازن رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

'' وَ الصِّدِّیْقِیْنَ '' صدّیق بہت زیادہ سچ بولنے والا کثیر الصدق ہے۔ اور الصدیقون'' وہ رسُولوں کی اتباع کرنے والے ہیں اور یہ

وہ لوگ ہیں جو اُن انبیاء کے بعد اُن کے منہاج پر اِتباع کرتے ہیں یہاں تک کہ اُن کے ساتھ مل جاتے ہیں۔

اور فرمایا '' الصِدیق'' تمام دین میں سچائی ہے یہاں تک کہ اُس میں شک و ریب خلط ملط نہ ہو سکے۔ اور اِس آیت میں صدیقین سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افاضل صحابہ کرام جیسا کہ حضرت ابو بکر صدِیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہیں پس اُن کا نام ہی اِس اُمت میں صِدیق ہے اور وہ اِتباعِ رُسل میں افضل ہیں''

اور کہا کہ ''النَّبِیّن'' سے مُراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ''وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ'' سے مُراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور وَ الشُّھَدَآءِ سے مُراد حضرت عمرؓ و حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ '' الصدیق الکثیر الصدق ، فعیل من الصدق ، والصدقون هم اتباع الرسل الذین اتبعوهم علیٰ منهاجهم بعد هم حتیٰ الحقوا بهم . وقیل '' الصدیق '' مع الذی صدق بکل الذین حتیٰ لا یخالطه فی شک . والمراد بالصدیق فی هٰذه الآیت افاضل اصحاب رسول صلی الله علیه وآله وسلم کابی بکر فانه هوالذی سمی بالصدیق من هذه الامت وهو افضل اتباع الرسل و قیل المُراد

بالنبیین ههنا محمد صلی الله علیه وآله وسلم با لصدیقین ابو بکر والشهداء عُمر و عُثمان و علی رضی الله عنهم ''

(تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۴۶۴)

زیرِ آیت علاّمہ بغوی علیہ الرحمۃ معالم التنزیل میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں! پس ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر و عمر سے محبّت رکھتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ اگرچہ ہمارے اعمال اُن کے اعمال جیسے نہیں تاہم اُن کے ساتھ محبت رکھنے کی وجہ سے اُن کے ساتھ ہونگے۔

قال انس فانا احب النبی صلی الله علیه وآله وسلم و ابا بکر و عمر و ارجوأن اکون معهم بحبی ایا هم وان لم اعمل باعمالهم

(الخازن جلد ا صفحہ ۴۰۱)

زیرِ آیت علاّمہ ابنِ کثیر لکھتے ہیں ! پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

کہ ہر شخص اُس کے ساتھ اُٹھے گا جس سے وہ محبّت کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اِس حدیث سے مسلمانوں کو انہیں کی طرح فرحت و مُسرّت حاصل ہوئی۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ، نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں رسول اللہ

صلی علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں اور میں ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ مجھے اُنہی کے ساتھ اُٹھائے گا اگرچہ میرے اعمال اُن کے اعمال کے مطابق نہیں“

فقال المرء مع احب . قال انس فما فرح المسلمون فرحهم بهذا الحديث وفى روأية عن انس انه قال انى لاحب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و احب ابا بكر و عمر رضى الله عنهما وارجوان الله بمعنى معهم وان لم اعمل كعملهم

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۲۳) (معالم التنزیل مع خازن جلد ا صفحہ ۴۶۴)

ایسے ہی صاحب تفسیر کشّاف فرماتے ہیں ! کہ صدیقین انبیاء کرام کے وہ بڑے بڑے صحابہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے تصدیقِ رسالت کی جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔

الصديقون ، افاضل صحابة الانبياء الذين تقدموا فى تصديقهم كابى بكر الصديق رضى الله عنهٗ

(تفسیر کشاف جلد ا صفحہ ۵۴۰)

اِمام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں !

صدیق کے سلسلہ میں مُفسّرین نے وجہیں بیان کی ہیں

پہلی وجہ ! جو شخص تمام دینی اُمور کی بغیر کسی شک واِختلاج کے تصدیق کرے وہ صدِیق ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے وہی ہیں کامل سچے۔

دُوسری وجہ ! ایک گروہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کرام صدیق ہیں نیز اِس میں تمام دین پر استقامت رکھنے والے سب لوگ شامل ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تمام اُمّت میں پہلے شخص ہیں جو اِس وصف کے مالک ہیں کیونکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے میں سبقت حاصل ہے۔

الاول ان كل من صدق بكل الدين لا يتخالجه فيه شك فهو الصديق . قوله تعالىٰ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ

الثانى. قال قوم الصديقون افاضل اصحاب النبى صلى الله عليه وآله

وسلم فصار فى ذالک قدوة لسائر الناس و اذا كان الامر كذالک كان ابو بكر

الصديق رضى الله تعالىٰ عنهٗ اول الخلق بهذا الوصف اما بيان انه سبق الى

صدّیق کہلانے کے زیادہ مستحق

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ میں نے جس پر اسلام پیش کیا اُس نے کچھ نہ کچھ ردو کد ضرور کیا سوائے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اور ابو بکر نے بلاتردد میری بات مان لی۔

اور اِس امر پر حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا !

میں نے جب ابو بکر پر اسلام پیش کیا تو اُس نے بغیر کسی توقف کے اسلام قبول کر لیا پس ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اِس صفت کے ساتھ ”صدیق“ کے مرتبہ کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

امام رازی جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو قرآن مجید کی دوسری آیت سے استدلال کرتے ہوئے اِس آیت کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ اور مزید وضاحت کرتے ہیں“

تصدیق الرسول علیه الصلوٰة والسلام انه قال ما عرفت الاسلام احد الا وله نبوة غیر ابی بکر فانه لم یتلعثم۔

هذا الحدیث علی انه صلی الله علیه وآله وسلم لما عرض الاسلام علیٰ ابی بکر قبله ابی بکر ولم یتوقف فثبت ان احق الامت بهذهٖ الصفة ابو بکر رضی الله عنهٗ۔

اور اس لئے اس کے معنی یہ ہونگے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

”تم میں وہ برابر نہیں جنہوں نے فتح مکّہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سب سے بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکّہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا اور اُن سب سے اللہ تعالیٰ جنّت کا وعدہ فرما چکا ہے۔

(سورۃ الحدید آیت ۱۰)

تو اِس سے ظاہر ہے کہ کمزوری کے وقت اسلام کی نُصرت واِمداد کرنا بڑا ثواب رکھتی ہے اُس نُصرت سے جو اسلام کو قوّت حاصل کر لینے کے زمانہ میں کی جائے“

ولهذا المعنى قال الله تعالىٰ لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ و فبين ان نصرة الاسلام وقت ماكان ضعيفاً اعظم ثواباً من نصرة وقت ماكان قويا فثبت من مجموع ما ذكر ان اولىٰ الناس بهذا الوصف هو الصديق

فلهذا جمع المسلمون علىٰ تسليم هذا اللقبله ان من لا تلتفة اليه فانه منكره

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۸۱)

صدّیق تسلیم کرلیا گیا ہے

پس ان مجموعی دلائل سے ثابت ہوا کہ جو اِن اُوصاف کا پہلا شخص ہوگا وہ صِدیق ہوگا، اِس لئے تمام مسلمانوں کا حضرت ابو بکر کو صِدّیق تسلیم کرنے پر اجماع ہے پس اِس کے سوالائق التفات نہیں"

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زیبِ عُنوان آیت کریمہ **اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡهِمۡ** کی تفسیر میں امام رازی کی پیش کردہ آیت کریمہ کی بھی مختصر تشریح کردی جائے تا کہ ابو بکر کے صدِّیق ہونے پر قرآن مجید کی دوسری گواہی ثبت ہوسکے۔

قرآن پر قرآن کی گواہی

"لَا يَسۡتَوِىۡ مِنۡكُمۡ مَّنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعۡظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَ قٰتَلُوۡا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰى ؕ

ترجمہ !

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکّہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ اور جہاد کیا اور اُن سب سے اللہ جنّت کا وعدہ فرما چُکا ہے۔

(سورۃ الحدید آیت ۱۰)

زیرِ آیت علّامہ آلوسی نقل کرتے ہیں کہ یہ مخفی امر نہیں کہ یہ آیات سابقین مہاجرین وانصار کے شرف وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں اور ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو فتح مکہ یا صُلح حدیبیہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ اور جہاد کرنے والے ہیں"

اور اس پر واحدی نے کلبی سے روایت نقل کی ہے کہ اِس سبب سے یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اور تو جانتا ہے کہ خصوصی سبب تخصیص حکم پر دلالت نہیں کرتا، تو یہ کہا

وفی الآیات من الدلالة علیٰ فضل السابقین المهاجرین و الانصار مالا یخفی والمراد بهم المومنون المنفقون المقاتلون قبل الفتح او قبل الحدیبیة والآیت علی ماذکره الواحدی عن الکلبی نزلت فی ابی بکر الصِّدّیق رضی الله تعالیٰ عنهٗ ای بسببه و انت تعلم ان خصوص السبب لایدل علی تخصیص الحکم فذالک نعم اولئک یشتمل غیره رضی الله تعالیٰ عنهٗ من اتصف بذالک . نعم هوا اکمل الافراد فانه انفق قبل الفتح و قبل الهجرة جمیع ماله و یدل نفسه . معه علیه والصلوٰة والسلام وکذا قال صلی الله علبه وآله وسلم لیس احد آمن علیٰ الصحبة من ابی بک

(روح المعانی جلد ۴ صفحہ ۱۷۳)

گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دوسرے وہ لوگ بھی اِس میں شامل ہیں جو اِن صفات سے متصف ہیں، ہاں! ان لوگوں میں کامل واکمل شخص حضرت ابوبکر صدّیق ہیں'' کیونکہ انہوں نے فتح مکہ اور ہجرت سے پہلے تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کردیا۔ اور اپنی جان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کردیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر ابوبکر سے زیادہ کسی کا احسان نہیں''

زیرِ آیت اِمام ابنِ جریر فرماتے ہیں!

لا یستوی منکم سے مراد یہ ہے کہ ہجرت نہ کرنے والے اُن کے برابر نہیں جنہوں نے ہجرت کی''

من ہاجر و لیس کمن لم یہاجر

اور دوسروں نے کہا ہے کہ تم ان کے برابر نہیں ہو جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور مشرکین سے جہاد کیا اور فتح سے مراد فتح مکہ اور نفق سے مراد مشرکین سے جہاد کرنا ہے۔

عن بالفتح . فتح مکه . و بالنفقة . انفقة فی جهاد المشرکین

(تفسیر ابن جریر جز ۲۷ صفحہ ۲۲۰)

کلبی نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے اور وہ پہلے

شخص ہیں جنہوں نے راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت کی۔

(کنز الایمان صفحہ ۷۷۹)

فتح البیان میں زیرِ آیت لکھا ہے کہ بعض نے کہا کہ یہ آیتِ کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے پہلے اسلام قبول کیا اور اللہ کی راہ پر پہلے خرچ کیا اور اس میں ان کی تقدیم وفضیلت کی دلیل ہے۔

وقیل نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لانه من اسلم و اول من انفق فی سبیل اللہ وفیه دلیل علیٰ فضله و تقدمه

(فتح البیان جلد ۵ جز ۹ صفحہ ۲۲۷)

علامہ ابن کثیر زیرِ آیت رقمطراز ہیں!

اور حدیث میں ہے کہ اس پہلے اُن کے پاس ایک لاکھ درہم تھے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اس آیت میں وافر حصّہ ہے کیونکہ وہ اِس عمل سے تمام اَنبیاء علیہم السلام کی اُمتوں کے سردار ہیں اِس لئے کہ انہوں نے تمام تر مال محض اللہ عزّ وجل کی خوشنودی کے لئے نثار کردیا۔ جبکہ کسی بھی نبی کے اُمتی نے ایسا نہیں کیا اور ابوبکر کو ملنے والی یہ نعمت بہت بڑی جزاء کا استحقاق رکھتی ہے۔

اور ابو محمد الحسین مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس آیت کریمہ کی تفسیر میں بتایا ہے کہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور حضرت ابو بکر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عبا پہن رکھی تھی جس کو سینے پر پلّا ملا کر کانٹے سے ٹانکا گیا تھا، پس جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ابو بکر نے اپنے جبّے کو کانٹے کا بٹن لگایا ہوا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اِس نے فتح مکہ سے قبل تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا تھا۔

جبریل علیہ السلام نے عرض کی !

اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کو سلام بھیجا ہے اور پوچھا ہے کہ اے ابو بکر تو مجھ سے اپنے اس فقر میں خوش ہے یا ناراض ؟

وفی الحدیث سبق درہم مائة ألف ولا شک عند اهل الایمان ان الصدیق ابابکر رضی اللہ تعالی عنهٗ الحظ الاوفر من هذه الآیة فانه سید من عمل بها من سائر أمم الانبیاء

فانه انفق ماله کله ابتغا وجه اللہ عز وجل ولم یکن لاحد عنده نعمة بجیه بها- وقد قال ابو محمد الحسین بن مسعود بغوی عند تفسیره هذه الآیة

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل کا سوال دُہراتے ہوئے پُوچھا !اَے ابو بکر اللہ تعالیٰ نے تُجھ پر سلام بھیجا ہے اور پُوچھا ہے کہ تُو اِس فقیری میں مُجھ پر خوش ہے یا ناراض؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ! میں اپنے رب سے کس طرح ناراض ہو سکتا ہوں، میں اپنے ربّ عزَّ وجل سے راضی ہوں'' یہ حدیث اِس وجہ سے ضعیف ہے۔

عن ابن عمر قال ! کنت عند النبی صلی اللہ علیه وآلہٖ وسلم و عنده ابو بکر الصدیق وعلیه عباة قد خلها فی صدره بخلال فنزل جبریل فقال مالی اریٰ ابی بکر علیه عبأة قد خلها فی صدره بخلال ؟ فقال انفق ماله علی قبل الفتح . قال فان اللہ یقول اقراء علیه السلام وقل له ارض انت عنی فی فقرک ہذا ام ساخط ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآلہٖ وسلم یا ابا بکر ان اللہ یقراء علیک السلام و یقول لک ارض انت عنی فی فقرک ہذا ام ساخط ؟ فقال ابو بکر رضی اللہ عنه اسخط علیٰ ربی عزَّ و جل انّی عن ربی راض '' هذالحدیث ضعیف من هذا الوجه،

(ابن کثیر صفحہ ۳۹۶)(تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۸)

نوٹ ! ابن کثیر یہ روایت بغوی سے لیتے ہیں حالانکہ اُنہوں نے ضعیف نہیں کہا دیکھیں (معالم جلد ۴ صفحہ ۲۷)

امام رازی زیرِ آیت ''اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ'' بھی دلیل کے طور پر اِس آیت کو پیش کر چکے ہیں، تاہم اِس آیت کی تفسیر میں آپ نے مزید بھی وضاحت فرمائی ہے۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں!

کلبی نے کہا یہ آیت ابوبکر صدیق کی فضیلت میں نازل ہوئی کیونکہ اُنہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کی راہ میں خرچ کیا،

حضرت عمر فرماتے ہیں ! میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ کے پاس ابوبکر کمبل لپیٹے بیٹھے تھے جسے کانٹے سے ٹانکا ہوا تھا۔

قال کلبی نزلت هذه الآیت فی فضل ابی بکر الصدیق

(تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۸۸)

قرآن کی ایک اور گواہی

علامہ رازی قرآن مجید کی تیسری آیت سے استدلال کرتے ہوئے جناب ابوبکر صدیق کو زیب عنوان آیتِ کریمہ میں منعم علیہم کی صف میں شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کو صِدِّیق تسلیم کیا جا چکا ہے۔

وَ الَّذِیۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ وَ صَدَّقَ بِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ

الۡمُتَّقُوۡنَ ﴿۳۳﴾ لَہُمۡ مَّا یَشَآءُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ؕ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ ! اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی متقین ہیں۔ اِن کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے اس نیکیوں کا یہی صلہ ہے۔

(سورۃ الزمر آیت ۳۳۔۳۴)

حق کی تصدیق کی

علامہ رازی اِس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جو سچ لایا اور جس نے سچ کی تصدیق کی تو اُن دونوں کے درمیان کوئی واسطہ مقرر نہ کیا جیسا کہ

وقال فی آیة أخری والذی جاء بالصدق و صدّق به'' فلم یجعل بینهما واسطة وکما ولت هذه الدلائل علی نفی الواسطة فقد وقف الله هذه الامة الموسوفة بانها خیر امة حتی جعلوا لامام بعد الرسول علیه الصلوٰة والسلام ابا بکر علی سبیل الاجماع ولما توفی رضوان الله علیه وفتوه الی جنب رسول الله وما ذالک الا ان الله تعالیٰ رفع الواسطة بین النبیین والصدیقین فی هذه الآیة فلا جرم ارتفعت الواسطة بینهما فی الوجوه التی عدو

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

یہ دلائل واسطہ کی نفی پر دلالت کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت میں موافقت پیدا کی"۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اِس اُمّت کے بہترین آدمی ہیں اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اجماعی طور امام مقرر کریں۔

اور جب اُن کا انتقال ہوا، اللہ اُن پر خوش ہوا تو اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو مبارک میں دفن کیا"

اور یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس آیتِ مبارکہ میں انبیاء کرام اور صدیقین کے مابین ہر واسطہ کو اُٹھا رکھا ہے۔ لاجرم ان دونوں کے درمیان سے واسطہ اُٹھانے پر متعدد وجوہ موجود ہیں۔

قرآن کی یہ آیات

اِن ہر سہ آیات میں اِن سے قبل کونوا مع الصادقین" اور اِس کے ضمن میں بیان کی گئی متعدد آیات کی روشنی میں کامل ترین اور روشن تر وضاحت ہو جاتی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک صدیقیت کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز المرام ہیں۔

اور صاف طور پر پتہ چل جاتا ہے کہ قرآنِ مجید کی یہ آیاتِ بیّنات جنابِ ابو بکر کے صِدّیق ہونے پر خُدا تعالیٰ کی ایسی مہریں ہیں جن ہیں کوئی بھی محو نہیں کر سکتا۔

بہرکیف ! مُفسّرین بیان کرتے ہیں کہ اِس آیتِ کریمہ میں حق لانے والوں سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حق کی تصدیق کرنے والوں سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں"

وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۴﴾

(سورۃ الزمر آیت ۳۴،۳۳)

ترجمہ ! اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے اس کی تصدیق کی یہی مُتقین ہیں ان کے لئے جو وہ چاہیں اپنے رَب سے پائیں، نیکیوں کا یہی صلہ ہے۔

جاء بِالصدق ،یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصدَّق به یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یا تمام مومنین۔

صحابی سے پُوچھ لیں

تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں صِدق یعنی قرآن وتوحید کے ساتھ آیا یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اِس کی تصدیق کرنے والوں سے مُراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور اُن کے ساتھی ہیں"

والذی جاء بالصدق بالقرآن والتوحید وھو

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صدّق بہ ! ابو بکر و اصحابہ

(تفسیر ابن عباس مع درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰)

۲۔ جاء بالصدق یعنی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو توحیدِ الٰہی لائے وصدق بہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یا تمام مومنین۔

۳۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں سچ لیکر تشریف لانے والے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اُس سچ کی تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ جو سچ لے کر تشریف لائے وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تصدیق کرنے والوں سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔

۵۔ کلبی اور ابوبکر العالیہ فُرماتے ہیں کہ جاء بالصدق سے مراد حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہیں اور صلدق بہ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔

عن علی ابن ابی طالب قال الذی جاء بالحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صدَّقَ بہ ابو

بکر رضی اللہ عنہٗ

عن ابی ہریرۃ والذی جاء بالحق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصدَق بہ قال علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(تفسیر دُرِمنثور جلد ۵ صفحہ ۳۲۸)

وقال کلبی و ابو العالیۃ والذی جاء بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی صدّقِ بہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۶۴)

(تفسیر معالم التنزیل جلد ۴ صفحہ ۶۳)

اور کہا کہ جاء بالصدق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور الذی صدَّقَ بہٖ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔ اور یہ فرمان حضِ حضرت علی علیہ السلام ہے۔ اور اِس کی مثل ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی روایت ہے۔

اور مجاہد نے کہا کہ سچ لیکر تشریف لانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور سچ کی تصدیق فرمانے والے حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں"

وقیل الذی جاء با لصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی صدَّقَ بہ ابو بکر ، قالہ

علی ابن ابی طالب وعن ابی ہریرۃ مثلہ

(تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۸۸) (تفسیر رُوح المعانی جلد ۳ صفحہ ۱۳)

ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما

جاننا چاہیے کہ صدَّق بہٖ کی تفسیر میں مُفسّرین کے پُورے گروہ نے اجماعی طور پر یہ دونوں روایات نقل فرمائی ہیں۔

پہلی روایت ! اِس سے مُراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں"

دوسری روایت ! اِس سے مُراد حضور مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

حق یہ ہے کہ مُفسّرین و مُحقّقین کے نزدیک یہ دونوں روایتیں دُرست ہیں اور اِن دونوں جلیل القدر ہستیوں کا صدَّقَ بہٖ شامل ہونا ایک دُوسرے کے منافی نہیں، بلکہ ہر دو حضرات سب سے بڑے مصدِّق ہیں اور دونوں ہی اِس اُمت کے سب سے بڑے صدِّیق ہیں۔

بہرحال !زیرِ آیت کریمہ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ کے ضمن میں پیش کردہ آیات "لایستوی من انفق من قبل الفتح بالصدق وصدَّقَ بہٖ کے دیگر حوالہ جات آئندہ اوراق میں اپنے اپنے مقام پر پیش ہونگے، تاہم اِن حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات تو قطعی طور پر

واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اِس آیت کریمہ کے صدیقین میں اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز اور بہت بڑے صدیق ہیں۔اور قرآن مجید میں آپ کے اِسمِ صدِّیق کا متعدّد سورتوں میں بھی تذکرہ موجود ہے۔اور صداقت کا بھی اب حسبِ وعدہ پہلے تو زیبِ عنوان آیت کریمہ کی تفسیر میں اِختصاراً چند حوالے اور اِس کے شانِ نزول کی وجوح ملاحظہ فرمائیں۔

بعد ازاں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اِرشادات ملاحظہ فرمائیں۔جن کی روشنی میں بِالصراحت معلوم ہوجاتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا نام صِدِّیق اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکھا ہوا ہے اور آپ کا یہ نام فِی الواقع آسمانی نام ہے۔

والصِّدِّیقین ، یعنی اُن میں پہلے تصدیق کرنے والے اور اقوال و افعال میں انتہائی صداقت واخلاص سے کام لینے والے۔

اور وہ انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بزُرگ صحابہ اور اُن کی مثل خواص مقربین ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

والصدیقین، ای التقد مین فی تصدیقھم المبالغین فی الصدق والاخلاص فی الاقوال والافعال وھم افاضل اصحاب الانبیاء علیہ

الصلوٰۃ والسلام و اماثل خرامھم المقربین کابی
بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

اِس آیتِ کریمہ میں صدّیقین سے مُراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اکابر صحابہ کرام ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہ اُنہیں اِس اُمت میں صِدّیق ہی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

کبیر ، ابن کثیر ، فتح البیان، رُوح المعانی ،
قرطبی وغیر ھم متفق علیہ

علاّمہ خازن، علاّمہ رازی علاّمہ ابوسعود بغوی علاّمہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم زیرِ آیت

اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ

فرماتے ہیں کہ صدیقین رسولوں کے متبعین ہیں اور اُن کے بعد اُن کے منہاج پر اُن کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں یہاں تک کہ اُن کے ساتھ مل جائیں،

بڑا اصحابی صِدّیق ہے

زیبِ عنوان آیت کریمہ "اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ" کی تفسیر میں اکثر مُفسّرین کرام نے واضح الفاظ میں نقل فرمایا ہے کہ اِس سے مُراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جیسے افاضل صحابہ ہیں جن میں سے چند تفسیروں کے حوالہ جات آپ ملاحظہ فرما

چکے ہیں اور آئندہ اوراق میں مزید بھی دو تین حوالے پیش کر دیے جائیں گے کیونکہ اِس سلسلہ کی تمام عبارات نقل کی جائیں تو مضمون بے حد طویل ہو جائے گا تاہم بعض مُفسّرین کی زیرِ آیت اِس عبارت کی تھوڑی سی تشریح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

جس میں انہوں نے صِدّیقین کی تفسیر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ذکر کرنے کی بجائے صرف یہ لکھا ہے کہ اِس سے انبیاء کرام کے بڑے بڑے صحابہ مراد ہیں اور انبیاء کرام کے مرتبہ کے بعد صدِّیقیت کا مرتبہ ہے۔

چنانچہ یہ عبارات کچھ اِس قسم کی ہیں!

افاضل اصحاب الانبیاء ای فالصدیقیة تحت
مرتبة النبوة

(الصاوی علی الجلالین جلد ۱ صفحہ ۱۹۹)

من النبیین والصدیقین ، کافاضل صحابة
الانبیاء و حسن اُلٰئک رفیقاً ، وھو کالصدیق

(الصاوی علی الجلالین جلد ۱ صفحہ ۱۹۹)

(مدراک مع خازن جلد ۱ صفحہ ۴۰۱)

بڑے صحابہ کون ہیں ؟

صدیقیت کے مرتبہ پر فائز ہونے والے افاضل صحابہ کے تعارف

کے لئے قرآن مجید کی نص قطعی سے پیش کردہ امام رازی کہ یہ دلیل آپ پڑھ چکے ہیں کہ بڑے صحابہ وہ ہیں جنہوں نے فتح مکہ سے قبل اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد اور خرچ کیا''

تاہم ! جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا افاضل صحابہ میں سے بھی بزرگ تر صحابی ہونے پر قرآن وحدیث کے سینکڑوں شواہد موجود ہیں اور اگر آپ کی فضیلتوں اور افضلیتوں پر قرآن اور حدیث کی تمام تر نصوص کو نقل کرنا شروع کر دیں تو اصل موضوع بہت پیچھے رہ جائے گا۔

اِس لئے مناسب یہی ہے کہ اختصار میں بھی اِختصار کرتے ہوئے قرآنِ مجید کی ایک آیت اور اِس کی تفسیر کرنے کے بعد آیتِ کریمہ انعم اللہ علیہم کی شانِ نزول کو بیان کر دیا جائے''

اور اِس تشریح کے سلسلہ میں بھی ہم نے قرآن مجید کی صرف ایک ایسی آیت کا انتخاب کیا ہے جس میں امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو براہِ راست بزرگ اور صاحبِ فضل کہا ہے۔

یہ آیتِ کریمہ دیگر متعدد تفسیروں کے حوالہ جات کے ساتھ آئندہ اوراق میں بھی پیش کی جائے گی۔ لہٰذا یہاں زیادہ حوالے پیش نہیں کئے جائیں گے، ملاحظہ ہو !

وَلَا یَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ

(سورۃ النور آیت ۲۲)

ترجمہ ! اور قسم نہ کھائیں جو تم میں صاحبِ فضل یعنی فضیلت والے ہیں''

تفسیر ! صحابیٔ رسول خیر الامت سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے مسطح کے ساتھ سلوک نہ کرنے کی قسم کھائی تھی۔

(تفسیر ابنِ عباس جلد ۱ صفحہ ۵۰۸)

اِس سلسلہ میں مزید چند تفاسیر کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں !

۱۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے اور یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اُس وقت نازل ہوئی جب آپ نے مسطح بن اثاثہ کو آئندہ نفع نہ پہنچانے کا حلف اُٹھایا

'' وَلَا یَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ '' وھذہِ الآیت نزلت فی الصدیق حین حلف آن لا ینفع مسطح بن اثاثہ

(تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۶۷)

۲۔ تفسیرِ جلالین میں ہے نزلت فی ابی بکر حلف ان لا ینفق علی مسطح وھو ابن خالۃ

(جلالین مع الصاوی جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

۳۔ علامہ صاوی فرماتے ہیں اِس وقت الفضل کی مناسب تفسیر یہ

ہے علمِ دین اور اِحسان کی بزرگی اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اور بزرگی پر کافی دلیل ہے۔

و حینئذ فالمناسب تفسیر الفضل بالعلم والدین والاحسان و کفٰی بہٖ دلیلا علیٰ فضل صدیق

(جلالین مع الصاوی جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

اب آپ آیتِ کریمہ "اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ" کا شانِ نزول ملاحظہ فرمائیں !

شانِ نزول

بلاشک وریب زیبِ عُنوان آیتِ مقدسہ "اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ" کی تفسیر کرتے ہوئے مفسّرینِ کرام نے اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگوں میں سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صفِ اوّل کے صدیقین میں شمار کیا ہے۔اور موضوع کے اعتبار سے بھی یہی مناسب تھا کہ تفاسیر کی طویل عبارات کا صرف وہی حصہ نقل کیا جاتا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدیق بلکہ امام صدّیقین ہونے پر دلالت کرتا ہے مگر ایسا کرنے سے ایک ایسا خلا باقی رہنے کا خدشہ لاحق تھا جو کسی بھی محققانہ ذہن

کے قاری کے لئے اُلجھن کا باعث بن سکتا ہے۔

چونکہ یہ آیت براہِ راست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل نہیں ہوئی بلکہ اِس میں دیگر انبیاء اور صدیقین اور شہداء و صالحین کی طرح آپ کی بھی شان بیان کی ہے۔

اِس لئے اُن خُوش نصیب حضرات کا ذکرِ خیر کر دینا بھی اَزبس ضُروری ہے جن کے دِلوں میں عشقِ رسول کی شمعیں اِس قدر فروزاں تھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کی محبّتِ مُصطفٰی کے جواب میں وہ مُژدۂ جانفزاء سُنا دیا جو دونوں جہان کی تمام نعمتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

بہرکیف ! اِس آیتِ کریمہ کا شانِ نزول ملاحظہ فرمائیں !

محبّت ہو تو ایسی ہو

جمیع مُفسّرین روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے آقا و مولا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اِس قدر شدید محبّت کرتے تھے کہ قلیل عرصہ کی علیحدگی بھی برداشت نہ کر سکتے۔

ایک روز وہ نہایت ہی غمزدہ ملول اور بجھے ہوئے چہرے کے ساتھ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور رحمۃ اللعالمین علیہ التحیۃ والتسلیم نے اُن کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا !

ثوبان کیا بات ہے؟

حضرت ثوبان نے عرض کیا یا رسول اللہ التماس یہ ہے کہ جب میں آپ سے کچھ وقت کے لئے علیحدہ ہوتا ہوں تو میرا شوقِ دیدار اِس قدر بڑھ جاتا ہے کہ مجھ پر شدید وحشت طاری ہو جاتی ہے یہاں تک کہ میں آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہو جاتا ہوں۔

اور جب میں آخرت کا ذکر سُنتا ہوں تو یہ سوچ کر بے قرار ہو جاتا ہوں کہ وہاں پر میں آپ کے جمالِ جہاں آراء کی زیارت سے محروم ہو جاؤں گا کیونکہ جنت میں داخل ہونے کے بعد آپ انبیاء کرام کے درجہ میں تشریف فرما ہونگے اور میں غلاموں کے درجہ میں ہونگا جو آپ سے بہت دور ہوگا۔ اور میں آپ کی زیارت سے محروم ہو جاؤں گا''

روی جمع المفسرین ان ثوبان مولیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کان شدید الحب لرسول اللّٰہ قلیل اصبر عنہ فأتاہ یوماً و قد تغیر وجھہ و کل جسمہ و عرف الحزن فی وجھہ فسالہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم عن حالہ فقال ! یارسول اللّٰہ مابی و جمع غیر انی اذا لم الیک اشتقت الیک واستواحشت وحشۃ شدیدۃ حتی القاک فذکرت الآخرت فخفت ان لا اراک حضاک لانی ان دخلت الجنۃ فأنت تکون فی درجات النبیین و انا فی درجۃ العبید فلا اراک وان انا لم دخل الجنۃ فحینئذ لا اراک ابدا ھٰذا الآیۃ''

لہٰذا ملتمس ہوں کہ میں جنّت میں اُس وقت تک داخل نہیں ہونگا جب تک آپ کے چہرۂ انور کی ہمیشہ زیارت نہ ہو تو یہ آیت نازل ہوئی۔

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کے فرمانبردار ہیں وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا'' انبیاء و صدیقین اور شہداء و الصالحین''

الٰہی چھین لے آنکھیں

اِس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول کا دُوسرا سبب مُفسّرین کرام یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت انصار کے ایک شخص کے حق میں نازل ہوئی ہے اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی یا رسول اللہ ! جب میں آپ کی بارگاہِ بے کس پناہ سے اپنے گھر کو جاتا ہوں تو آپ کے جمالِ عالم تاب کی زیارت کا اشتیاق اِس قدر بڑھ جاتا ہے کہ مُجھے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی، پھر یہاں تک کہ میں واپس آ کر آپ کے رُخِ انور کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں''

''وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ ''الی آخر الآیۃ

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۸۷۳ و دیگر کان متفق علیہ)

بعدازاں اِس نے عرض کی یارسول اللہ! آپ جنّت میں اعلیٰ درجہ میں ہونگے میں وہاں پر آپ کی زیارت، کس طرح کیا کروں گا ؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی

اِس واقعہ کے بعد جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصالِ پاک ہوا تو وہ شخص اُس وقت اپنے باغ میں تھا، اُس کے بیٹے نے باغ میں آ کر اُسے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصالِ اقدس کی خبر سُنائی تو اُس نے اِس جانکاہ خبر کو سُنتے ہی بارگاہِ خُداوندی میں دُعا کی !

" الٰہی میری آنکھیں چھین لے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کچھ بھی نہیں دیکھنا چاہتا یہاں تک کہ پھر آپ کو ہی دیکھوں "

اُس شخص کی دُعا شرفِ قبولیّت کو پہنچی اور وہ اُسی جگہ پر نابینا ہوگیا، کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ شدید محبّت کی وجہ سے ہوا

ینفعنا شیئً حتٰی ترجع الیک ثم ذکرت درجتک فی الجنة فکیف لنا برئتک ان دخلنا الجنة فانزل اللّٰہ ھٰذہٖ الآیة " فلما توفی النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم آتی الانصاری ولدہ وھو فی حدیقة لہٗ فاخبرہ بموت النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٗ وسلم فقال اللھم اعمنی منی و اریٰ شیأً بعدہ ان القاہ نعی مکانہ فکان یحب النبی حباً شدیدا فجعلہ اللّٰہ معہ فی الجنة

(تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۷۸)

لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہی جنت میں رکھے گا۔

ابوبکر سے محبّت کرتا ہوں

زیبِ عنوان آیتِ کریمہ کے آخری حصّے میں حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا کی تفسیر کرتے ہوئے صاحبِ تفسیرِ خازن لکھتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قیامت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا ! تُم قیامت کے منتظر ہو مگر قیامت کے لئے کیا سامان جمع کر رکھا ہے؟

اُس شخص نے عرض کی یارسول اللہ کچھ بھی نہیں مگر میں اللہ اور اُس

نزلت فی رجل من الانصار قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم یا رسول اللّٰہ ! اذا اخرجنا من عندک الی اھالینا اشفنا الیک فھاوحسن اولٰئک رفیقا،، عن انس ان رجلا سال النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم عن الساعت فقال متٰی الساعت وما اعدوت لھا ؟ قال لا شئ الا انی احب اللّٰہ و رسولہٖ فقال ! انت مع من احببت قال انس فما فرحنا بشئ أشد فرحا یقول النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم انت مع من احببت قال انس فانا احب النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم و ابا بکر و عمر و ارجوان اکون معھم ایاھم وان لم عمل باعمالھم

(تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۴۶۵)

کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبّت کرتا ہوں''

آپ نے فرمایا ! کہ تو جس سے محبت کرتا ہے قیامت کے دن اُسی کے ساتھ ہوگا''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ہمیں کسی چیز سے اتنی خوشی نہیں جسقدر زیادہ خوشی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس فرمان سے ہوئی کہ تو جس سے محبّت کرتا ہے اُس کے ساتھ ہوگا''

بعد ازاں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبّت کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ اُن کے ساتھ اپنی اِس محبّت کی وجہ سے اُن کی معیّت میں ہونگے اگرچہ ہمارے اعمال اُن جیسے نہیں۔

سُوئے منزل

زیبِ عنوان آیتِ کریمہ کے اسبابِ نزول اختصاراً ہدیۂ قارئین کرنے کے بعد اب ہم پھر اپنے موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام سیّدنا ثوبان اور دیگر انصار صحابہ کا جنّت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیّت و رفاقت کے حصول کے لئے اِس شدّت کے ساتھ اِضطرابِ قلبی کو ظاہر کرنا ان کی اپنے آقا و مولا سے سچّی محبت کی وہ دل آویز تصویر ہے جو ہمیشہ عاشقانِ رسول

کے قلب ونظر کے آئینوں میں سجی رہے گی۔

حقیقت میں سچّی محبّت کا اقتضاء بھی یہی ہے کہ مُحبّ اپنے محبوب کے فراق کے تصوّر سے بھی تڑپ کر رہ جائے۔

کیونکہ یہ مضمونِ محبّت بھی ایک ایسا بحرِ ناپیدا کنار ہے جسے اربوں اوراق میں بھی جذب نہیں کیا جا سکتا اِس لئے یہاں صرف ایک شعر نقل کر دینے پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

محبّت میں کچھ ایسی دِلنشیں باتیں بھی ہوتی ہیں
جِنہیں محسوس کرتے ہیں مگر سمجھا نہیں سکتے

یہ سعادتیں یہ رفاقتیں

قارئین کرام !

زیبِ عنوان آیت کے آخری جُملہ کی تفسیر میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا یہ ارشاد بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اگرچہ ہمارے اعمال حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے نہیں تاہم ہمیں یقین ہے کہ اُن کے ساتھ محبّت رکھنے کی وجہ سے ہم جنت میں بھی اُن کے ساتھ ہونگے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جنّت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت طلب کرنا اور اِس معیت پر ناز کرنا معمولی بات نہیں"

ہم آئندہ اوراق میں اِس اُمر کی مزید وضاحت کرنے کے ساتھ یہ بھی بتائیں گے کہ خُدا اور رسول کی اطاعت کرنے والے اور انبیاء و صدیقین سے والہانہ محبت کرنے والے خوش نصیب حضرات کا انبیاء و صدیقین کے درجہ میں ہونا اِس نوعیت کا حامل ہے۔ اِس مقام پر سب سے پہلے چند ایسی احادیث پیش کی جائیں گی جن سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا صدیق ہونا

آفتابِ نصف النہار کی طرح روشن اور منور اور ظاہر و باہر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں !

ایک صدّیق دو شہید

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر صدّیق، عمر فاروق اور عثمانِ غنی رضی اللہ عنہم اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے تو پہاڑ لرزنے لگا" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ! اُحد ٹھہر جا ، تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی دوسرا نہیں"

عن انس بن مالک حدثھم ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم معہ اُحد و ابوبکر و عمر و عثمان فرجف بھم . فقال نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم اثبت اُحد فانما علیک انبی و صدیق و شھیدان

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۹) (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۸۷، صفحہ ۱۸۸، صفحہ ۱۸۹)

(مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۱۲، جلد ۵ صفحہ ۲۳۱، جلد ۵ صفحہ ۳۶۴)

(تیسیر الباری جلد ۳ صفحہ ۴۲۸) (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۷۵۹)

(طبرانی حدیث ۲۳۵) (منتخب کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۴۴)

(الصواعق المحرقۃ صفحہ ۸۰) (فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۲۳۲)

جبلِ ثبیر پر

اِس مضمون کی حدیث حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس طرح بیان کی گئی ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جبلِ ثبیر پر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ میں اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تھے کہ پہاڑ کانپنے لگا تو آپ نے پاؤں کی ٹھوکر لگا کر فرمایا !

ثبیر ! ٹھہر جا ، تجھ پر نبی صدیق اور دو شہید ہیں“

عن عثمان بن عفان ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان علی ثبیر مکة و معه ابو بکر و عمر وانا فتحرک الجبل حت تساقطت حجارته بالحضیض فرکفه برجله و قال اُسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شهیدان

(منتخب کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۴۴)

(ریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۵۶) (صوائق محرقۃ ص ۸۰)

(مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۸۹ جلد ۵ ص ۳۳۱)

کوہِ حرا پر

مزید روایت ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مرتبہ حرا پر تشریف فرما

تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی تھے کہ پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! حرا ٹھہر جا تجھ پر نبی ہے یا صدیق یا شہید ہیں“

و عن بریدة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان جالساً علیٰ حرا و معه ابو بکر و عمر و عثمان فتحرک الجبل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اثبت حرا فانه لیس علیک الا نبی اَوْ صدیق اَو شهیدا

(ریاض النضرہ جلد ۱ ص ۵۵) (ترمذی جلد ۱ ص ۷۵۹)

(الصوائق محرقۃ ص ۸۰) (مسند احمد جلد ۱ ص ۱۸۸ جلد ۵ ص ۳۶۴)

تضاد نہیں تائید

منقولہ بالا ہر سہ روایات اِس امر کی غماز ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مختلف اوقات میں تین پہاڑوں پر حضرت ابوبکر وعمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف لے گئے اور تینوں پہاڑ ہیبتِ نبوّت اور شکوہِ رسالت سے لرزنے لگے یا آپ کی تشریف آوری کی خُوشی میں جھومنے لگے۔

بہرکیف ! یہ امرِ مسلّم ہے کہ تین مرتبہ یہ واقع پیش آیا اور تین مرتبہ ہی آپ نے اُنہیں ایک صدیق اور دو شہیدوں سے متعارف کروایا،

لٰہذا یہ تینوں حدیثیں ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں۔ اب حدیثِ احد کی شرح ملاحظہ ہو!

مقامِ صِدّیق بتاتا ہے

پس فرمایا ! کہ احد ٹھہر جا''

جبلِ احد کی حدیث کی شرح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہم اُحد پہاڑ سے محبت کرتے ہیں اور یہ ہم سے محبت کرتا ہے۔

اِس سے پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ پہاڑ کو شعور و اِدراک ہے۔ جبکہ محبت اِدراک کی فرع ہے، تو جاننا چاہیے کہ اِس خطاب کا اِدراک کر لینا مبنی برحقیقت ہے اور اُحد پہاڑ کو آگاہ کرنا تھا کہ تجھ پر نبی اور صدیق ہیں نیز اُس پر یہ مُستلزم ہے''

اور اِس میں حدیث کو مجاز پر محمول کرنا نہایت درست ہے۔

فقال اثبت اُحد و شرح حدیث احد جبل ونحبہ سبق ذکیافت کہ آں را شعروے و ادراک است، از آں کہ محبت فرع ادراک است پس تواند کہ ادراک ایں خطاب نیز برحقیقت باشد و آگہی دادن آں را کہ ''علیک نبی و صدیق نیز مسلزم آنست

پس تجھ پر نہیں ہیں مگر پیغمبر اور صدیق جو کہ ابوبکر ہیں اور دو شہید جو کہ عمر و عثمان ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم''

یعنی تو اِس شرف و کرامت سے مشرف ہوا ہے کہ نبوت و صدیقیت اور شہادت کو اُٹھانے کا مور بن گیا ہے''

پس جھوم جانے کے بعد ٹھہر جا اور استقرار پکڑ اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اِس سے مقصد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی صدیقیت کا مقام بیان کرنا تھا، کہ یہ مقام مقامِ نبوت کے بعد قربتِ الٰہیہ کے مقامات سے ہے۔

و دریں حدیث حمل بر مجاز بغیت راست

فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان'' کہ نیستند بر تو مگر پیغمبرے و صدیقے کہ ابوبکر است و دو شہید کہ عمر و عثمان است

یعنی تو بایں سعادت و کرامت مشرف شدہ و مورد محل نبوۃ و صدیقیت و شہادت گشتہ پس ثابت و مستقر ماند بعد از جنیدن و مقصود آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذکرِ مقام صیقیت و صدیق بود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ در مقامات قربت الٰہی پس مقام نبوت است پس''

(تیسیر الباری شرح بخاری جلد سوم ص ۴۲۸)

العلامہ نور الحق محدث دہلوی ابن شاہ عبدالحق محدث دہلوی

جبلِ ثبیر کہاں ہے؟

مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفہا کے مضافات میں جبلِ نور کے بالمقابل ہے۔ جبلِ نور کو جبلِ فاران بھی کہتے ہیں اور اِسی پہاڑ پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلوت زدہ اور نزولِ وحی کا ابتدائی مقام غارِ حرا واقع ہے۔

ایک لطیف نکتہ

بہرکیف ! جنابِ ابوبکر کے آسمانی نام صدّیق کے بارے میں متعدّد حوالہ جات ابھی نقل کرنا باقی ہیں ان سے قبل ایک نہایت ہی لطیف نکتہ نذرِ ناظرین ہے۔

یہ تو آپ جان ہی چکے ہیں کہ حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین پہاڑوں کو لسانِ نبوت سے خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی صدیقیت اور حضرت عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت سے متعارف کروایا ہے۔ اور بلاشک و ریب جنابِ ابوبکر کے صدّیق ہونے پر مخبرِ صادق کی زبان کے الفاظ ایسی مُہر کی حیثّیت رکھتے ہیں جسے توڑا نہیں جا سکتا'' مگر اِس لطیف ترین نُکتہ کی طرف بھی توجہ دیں۔

برسبیلِ تذکرہ

اگرچہ ہمارا یہ مضمون نہیں تاہم برسبیلِ تذکرہ یہ بتا دینا ضروری تھا

ممکن ہے اِس حدیث کو صحیح تسلیم کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمِ غیب کا انکار کرنے والوں میں سے کوئی خوش نصیب راہِ راست پر آ جائے۔

علاوہ ازیں اِس حدیثِ پاک میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدرت و اختیار کا بھی اثبات ہوتا ہے حالانکہ بعض لوگ اپنی ضد کی وجہ سے یہ بات تسلیم نہیں کرتے۔

جبکہ متذکرہ بالا روایتوں کو وہ لوگ بھی صحیح اور درست تسلیم کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں جن کا دعویٰ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آئندہ پیش آنے والے حالات کا کچھ علم نہیں حالانکہ اِن احادیث میں خاص طور پر آپ کا اُمورِ غیبیہ پر مُطّلع ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مرتبۂ صدیقیت پر فائز ہو یقیناً کھلی ہوئی بات تھی کیونکہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانِ فیض ترجمان سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو صدّیق کے لقب سے نواز رکھا تھا مگر حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو اُن کی زندگی ہی میں شہیدوں کے نام سے پکارنا اور پھر آپ کے ارشادِ مبارک کے مطابق اِس واقعہ کے کئی سال بعد ہر دو حضرات کا یکے بعد دیگرے شہادت کے مرتبے پر فائز ہونا آپ کا علمِ غیب جاننا نہیں تو اور کیا ہے؟

بہرحال ! حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوت و قدرت کا یہ ادنیٰ سا کرشمہ ہے کہ آپ نے پاؤں کی ٹھوکر لگا کر ہلتے ہوئے

پہاڑ کو حکم دیا ٹھہر جا تو پہاڑ ساکن ہو گیا''

ایک اور بات

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت وصدیقیت کے بارے میں اِسلامی کتب کے ذخیرہ میں اِس قدر براہین ودلائل موجود ہیں کہ اگر اُنہیں یک جا کر کے صرف اُن کی ہی تشریح کر دی جائے تو حضرت ابوبکر صدیق کے خلاف ناقص اذہان میں اُٹھنے والے نفرت کے لاوے برف کی سِلوں کی طرح منجمد ہو جائیں''

مگر اُن سب کو یک جا کرنا اور پھر اُن کی قرآن وحدیث کے الفاظ میں تشریح کرنا آسان کام نہیں تاہم جو کچھ ہم بیان کر چکے ہیں یا بیان کریں گے یہ بھی ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے اور اِس سے بھی بہت کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے''

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ

بہر حال ہم اُن نادان دوستوں کو کیا کہیں جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ اور رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے صدّیق کے اعزاز سے معزز کر رکھا ہے۔ اُن کے خلاف زُبانِ طَعن دراز کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

تعجّب ہے کہ یہ حضرات یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اگر اُنہیں لسانِ

نبوّت نے صادق اور صدّیق کہا ہے تو یہ کسی خاص معیّنہ مُدّت کے لئے تو نہ کہا ہو گا بلکہ لازمی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اِس اعزاز کو مدام و سرمدیت حاصل ہو گی۔

اور اگر یہ درست ہے کہ وہ صدّیق ہیں تو پھر وہ کسی خاص معاملہ میں ارتکابِ کذابیّت کیسے کر سکتے ہیں؟

خُدا کے لئے غور فرمائیں کہ اگر اُنہوں نے کسی گروہ یا فردِ واحد کے خلاف محاذ آرائی کی بھی ہو گی تو اُس کی بنیاد جُھوٹ پر نہیں بلکہ خالصتاً سچ پر ہی رکھی ہو گی ورنہ وہ صدّیق کیسے رہ سکتے ہیں۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ

بہر حال ! اب آپ حضرات حضرت ابوبکر کے صدّیق ہونے پر چند حوالے اور ملاحظہ فرمائیں اور اِس کے بارے مؤیدابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم لوگ میرے ساتھی کو میری وجہ سے چھوڑ نہیں سکتے؟ یعنی اِس کا محاسبہ کرنے سے باز نہیں رہ سکتے''

پھر فرمایا کہ اَے لوگو ! مُجھے اللہ تعالیٰ نے تُم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو تم نے جُھٹلایا اور ابوبکر نے تصدیق کی''

ابی درداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھل انتم تارکو لی صاحبی؟

قُلتُ یا ٓیھاالناس انی رسول اللہ جمعیاً فقلتم
کذبتَ وقال ابو بکر صَدَقتَ

اسمِ صِدّیق آسمان سے آیا ہے

علامہ ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں ابن حبان کے
حوالہ سے لکھتے ہیں کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے لقب مبارک
"صدیق" کے متعلق قطعیت کا حکم لگاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اُن کا نام
عبداللہ ہونے میں بھی کسی کا اختلاف نہیں"

ابنِ حبان نے اِس کی تصحیح کی ہے اور یہ زائد کیا ہے کہ اُن کا نام اِس
سے پہلے عبداللہ بن عثمان تھا اور اِس میں کوئی اختلاف نہیں، جیسا کہ اُن کی
کُنیت صِدّیق اور لقب صِدّیق سے کوئی اِختلاف نہیں کیونکہ آپ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے ہیں اور کہا کہ
اُن کے نام کی ابتداء اسریٰ کی صبح کو ہوئی"

اور طبرانی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حدیث نقل کی ہے
کہ آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ابو بکر کا نام صدّیق آسمان سے آیا ہے۔ اِس
روایت کے رجال ثقہ ہیں

ابن حبان و زاد فیہ وکان اسمہ قبل ذالک عبداللہ
بن عثمان لم یختلف فی ذالک کما لم یختلف فی
کُنیۃ الصدیق و لقب الصدیق سبقہ الی التصدیق

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقیل کان ابتداء
تمیۃ بذالک صبحیۃ الاسریٰ

وروی الطبرانی من حدیث علی انہٗ کان یحلف ان
اللہ انزل اسم ابی بکر من السماء الصدیق رجالہ
ثقات

(فتح الباری جلد ۳ ص ۳۵۴)

(زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۳۸)

اللہ نے نام رکھا

دَیلمی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اَے ابو بکر ! اللہ تبارک وتعالیٰ
نے تیرا نام صدّیق رکھا ہے۔

اخرج الدیلمی من انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا ابا
بکر ان اللہ سماک الصدیق

(کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۴۴)

۲۔ ابی دَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میں نے معراج کی رات عرش کے گرد فریدۂ سبز
میں نُور کے قلم سے لکھا ہُوا دیکھا۔

۔ لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ابوبکر صدیق

عن ابی دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رائت لیلة اسریٰ مکتوبا باحول العرش فی فریدہ خضراء بقلم نور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وابو بکر الصدیق

(کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۴۳)

(ریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۸)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! جب مجھے معراج کے لئے آسمان پر لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی گزرا وہاں پر میں نے اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا پایا اور ابوبکر میرے پیچھے تھے۔

واخرج ابو یعلی و طبرانی فی الاوسط و ابن عساکر عن ابو ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عرج بی الی السماء فما مروت بسماء الاوجدت فیھا مکتوبا اسمی محمد رسول اللہ و ابی بکر الصدیق خلفی

(دُرِ منثور جلد ۴ صفحہ ۱۵۳)

(منتخب کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۷۳)

(الصواعق ص ۷۳) (ریاض النضرہ ج ۱ صفحہ ۱۴۸)

کنز العمال وغیرہ میں ہے کہ یہ حدیث حضرت ابنِ عباس، ابنِ عمر، انس، اَبی سعید اور اَبی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے اور اِس روایت کی تمام تر اَسناد ضعیف ہیں لیکن سب کے جمع ہونے کی تقویّت نے اسے حسَن کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔

و درداء ھٰذالحدیث ایضاً من روایة ابن عباس و ابن عمر ترتقی بمجموعھا الی درجة الحسن

(منتخب کنز اعمال جلد ۳ صفحہ ۳۴۳)

خُدا نے کہا صدّیق مُبارک ہو

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھانا تیار کروا کر اپنے صحابہ کو بلایا تو اُن کو ایک ایک لقمہ کھانے کو ملا اور حضرت ابوبکر صدّیق نے تین لقمے تناول فرمائے"

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِس کے بارے میں پُوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب اُس نے پہلا لُقمہ کھایا تو جبریل نے اِس کے لئے کہا یا عتیق تجھے مُبارک ہو!

دُوسرا لُقمہ کھایا تو اِس کے لئے میکائیل نے کہا! اے رفیق تجھے مبارک ہو"

تیسرا لُقمہ تناول فرمایا تو اُس کے لئے اللہ رَبّ العزّت نے

ارشاد فرمایا ! اے صدیق تجھے مبارک ہو"

قال حذیفة صنع النبی علیه السلام طعام و دعا اصحابه فاطعمهم لُقمة ، و اطعم ابا بکر ثلاثه لقم ، فساله العباس عن ذالک ؟ فقال ! لما طعمة اوّل لقمة ، قال لهٗ جبریل صیناً لک یا عتیق ، فلا لقمة ثانیة قال میکائیل صیناً لک یا رفیق فلما لقمة الثالثة، قال له ربه العزة صیناً لک یا صدیق"

(الحاوی للفتاوی للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۴۳)

جنّت کے رُومال پر صدّیق

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی اور رُخ پھیر کر پوچھا!

ابوبکر کہاں ہے ؟

حضرت ابوبکر نے عرض کیا، یارسول اللہ حاضر ہوں ،

آپ نے فرمایا ! کیا تو پہلی رکعت میں میرے ساتھ تھا؟

ابوبکر نے عرض کیا ! پہلی صف میں آپ کے ساتھ تھا میرے دل میں طہارت کے سلسلہ میں شک پیدا ہوا تو مسجد کے دروازہ پر گیا تو میرے لئے غیب سے آواز آئی یا ابوبکر، میں نے آواز کی طرف توجہ دی تو وہاں

سونے کے پیالے میں برف کی طرح سفید اور موم ملے شہد کی طرح خُوشبو دار پانی تھا اور اس پر رومال تھا جس پر لکھا ہُوا تھا

لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ، ابو بکر الصدیق

پھر میں نے اُس پانی سے وضو کیا اور رومال اوپر دے دیا"

مندرجہ بالا روایت کے آخری حصّہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی عظمت وسرفرازی کے جو پہلو نمایاں ہوتے ہیں وہ خوش ذوق قارئین کے لئے یقیناً قلب ونظر کی ٹھنڈک اور سرور کا باعث ہوتے مگر ہمیں یہاں روایات کا صرف اُسی قدر حصّہ رقم کرنا مقصود ہے جو اُن کے صدِیق ہونے پر دلالت کرتا ہے تاہم آئندہ اوراق میں اِنشاللہ العزیز اِس روایت کا باقی حصّہ بھی ہدیۂ قارئین کر دیا جائے گا"

اب آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اسم صدّیق کے مُتعلق دیگر متعدّد حوالہ جات سے قبل ایک ایسی عبارت ملاحظہ فرمائیں جس میں مقامِ صِدّیق کی عظمتوں اور سربُلندیوں کی نہایت ہی خُوبصورت اور ایمان افروز تصویر نمایاں کی گئی ہے"

من حذ یفة رضی اللّٰه تعالیٰ عنهٗ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم صلوٰة الغدات فلما انصعرف قال ! این ابو بکر ؟ قال لبیک ،

قال الحقت معی الرکعة الاولیٰ ؟

قال کنت معک فی الصف الاول فوسوس لی شیء فی الطھارت فخرجت الیٰ باب المسجد فھتف بی ھاتف یا ابا بکر ، فالتفت فاذا لقدح من ذھب فیه ما یربیض من الثلج والطیب من اشھد ، و علیه صندیل مکتوب علیه لا اِلٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه ، ابو بکر الصدیق فتوضات ثم وضعت المندیل مکانه''

(الحاوی للفتاویٰ للسیوطی جلد ۲ صفحه ۴۲)

صدّیق رَبّ تعالیٰ کو دیکھتا ہے

اور دُوسرے صدّیقین کی منازل ہیں اور وہ لوگ معرفت میں انبیاء علیہم السلام کے دُوسرے نمبر پر ہیں اور اُن کی مثل وہ اعیان سے بعید شَے کا مشاہدہ کرتے ہیں''

اور اِن میں سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں کہ جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے ؟

تو آپ فرمایا ! میں جب تک اپنے رب کو دیکھ نہ لوں عبادت نہیں کرتا''

ربّ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کو دیکھنے کے بارے میں مزید وضاحت کی گئی ہے۔

کہا اُس کو ظاہر کی آنکھ سے نہیں دیکھا جاتا بلکہ حقائقِ ایمان کے ساتھ دِل دیکھتے ہیں۔

والثانی منازل الصدیقین وھم الذین یتاخرون علی الانبیاء علیھم السلام فی المعرفة و مثلھم کمن یریٰ الشیئ عیانا من بعید

وایاہ عنی علی کرم اللّٰه وجھه الکریم حیث قبل له اہل رایتَ اللّٰه فقال ! ما کُنتُ لا رب الم ارہ

قال لم ترہ العیون بشواھد العیان ولکن رائه القرب بحقائق الایمان

حضرت علی بھی صدّیق ہیں

واضح رہے کہ جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا صدّیق ہونا قرآن وحدیث سے منصوص ہے اُسی طرح سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا صدیق ہونا بھی قرآن وحدیث کی نصُوصِ صریحہ وقطعیہ سے ثابت ہے اور ان دونوں کا لسانِ نبوّت سے صدّیق کے لَقب سے ملقّب ہونا ایک دُوسرے کی ضِد نہیں۔

بلکہ قرآنِ مجید کی نصِ قطعیہ سے واضح طور پر ثابت ہے کہ ان دونوں کے علاوہ اور لوگ بھی اُمّتِ محمّدیہ علی صاحبہا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام میں مرتبۂ صدیقیت پر فائز ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبیّین کی طرح صدیقین کے

لئے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے۔

ثابت ہوا کہ جس طرح ایک نبی دوسرے نبی کی ضد نہیں ہوتا اِسی طرح ایک صدیق بھی دوسرے صدیق کی ضد نہیں قرار پائے گا۔"

البتہ یہ مسلّم امر ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت علی المرتضیٰ علیہما السلام تمام اُمّت کے صدیقوں کے سردار اور سرخیل ہیں کیونکہ ان دونوں کو صدیق کے لقب سے سرفراز فرمانے والے خُود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے صدیق بلکہ صدّیقِ اکبر ہونے کے بارے میں پُوری معلومات ہماری کتاب مُشکل کشا میں ملاحظہ فرمائیں۔

بہر کیف ! مندرجہ بالا عبارت میں جنام مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صدیقین خُدا تعالیٰ کو دیکھ کر عبادت کرتے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی زُمرۂ صدیقین میں شامل بلکہ اُن کے سردار ہیں۔

فرمانِ مولا

نزال بن سبرہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ، آپ نہایت پاکیزہ نفس اور مزاح فرمانے والے تھے۔

ہم نے عرض کیا کہ ہمیں اُپنے صحابیوں کے بارے میں کُچھ بتائیں؟

آپ نے فرمایا ! میرے تمام صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابی ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی کچھ ارشاد فرمائیں"

آپ نے فرمایا ! اُن کے بارے میں یہ بات ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جبریل اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے اُن کا اسمِ گرامی صدّیق بیان کیا ہے"

سیّد السّادات اِمام الائمہ اِمام جعفر صادق علیہ السّلام اُپنے والدِ گرامی امام باقر علیہ السّلام وہ اپنے جدِّ امجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت بیان کرتے ہیں"

حدثنا نزال بن سبرة قال وافقنا عليا رضى الله عنهٗ و طيب النفس وهو يمزح فقال حدثنا من اصحابک ؟ قال كل اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم اصحابي فقال حدثنا ابى بكر ؟ فقال ذاک امر سماه الله صديقا علىٰ لسان جبريل و محمد صلى الله عليه وآلہٖ وسلم

(المستدرک ج ۳ ص ۶۲) (منتخب کنز العمال ج ۴ ص ۳۴۵)

(ریاض النضرۃ ج۱ ص ۵۱) (زرقانی علی المواہب ج۱ ص ۲۳۹)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا !

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں اور ابو بکر صدیق ہیں''

عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جده عی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم لیلة
اسریٰ بی رائت علی اعرش مکتوبا
لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق''

(ریاض النضرہ ص ۶۸)

۳۔ امیر امؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا ! کہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا ؟ جبریل عیہ السلام نے عرض کیا !ابوبکر اور وہ صدّیق ہے۔

وعن علی قال جاء جبریل علیه السلام الی النبی
صلی اللہ علیه وآله وسلم فقال من بها جر منی ؟
فقال ابو بکر وھو الصدیق

(ریاض النضرہ ص ۸۹)

۴۔ حکم بن سعید سے صحیح روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حلف اُٹھا کر یہ بات فرماتے سُنا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کا نام صدیق آسمان سے نازل کیا گیا ہے۔

سمعتُ علیا بحلف لانزل اللہ اسم ابی بکر من
السماء الصدیق

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۰)(کنز العمال ج ۴ ص ۳۴۷)

۵۔ ابن ابی یحیٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو لاتعداد مرتبہ منبر پر فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زُبان سے صدیق رکھا ہے۔

عن ابی یحییٰ قال لا احصی کم سمعت علیا علی
المنبر یقول انِ اللہ عز و جل سمّٰی ابا بکر علیٰ
لسان النبیه صلی اللہ علیه وآله وسلم صدیقا

(ریاض النضرہ ص ۶۸)

صدّیق پر صدّیق کی مُہر

سیّدنا ومرشدنا مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے یہ عظیم فرامین دیگر بھی متعدّد ثقہ کتب میں موجود ہیں، اِس لئے یہ گمان کرلینا تو ہرگز فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکے گا کہ ان روایات کو موضوع وغیرہ قرار دے دیا جائے۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں۔

اندریں حالات ان حضرات کو غور کرنا پڑے گا جو بزعم خویش

سیّدنا حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ محبّت وعقیدت کے دعویدار ہیں''

کیونکہ یہ تو سب جانتے ہیں کہ دعویٰ دلیل کے ساتھ ہی لائقِ اعتنا ہوتا ہے۔ اب اگر حقیقت الامر میں ایسا ہی ہے تو پھر حُبداران حیدر کرار کے لئے اِس فرمانِ مرتضوی علیہ السلام میں کِس راستے کا انتخاب کیا گیا ہے؟ اِس پر توجہ دینا چاہیے۔

جِس شخص کے لئے اِمام الصّدیقین سیّدنا ومُرشدنا حضرت علی علیہ السلام حلف اُٹھا کر یہ ارشاد فرمائیں کہ ابوبکر کا نام صدّیق آسمان سے آیا ہے اُس کے صدیق ہونے میں شک کرنا حضرت علی علیہ السّلام کے ساتھ محبّت کے تقاضوں کو کس حد تک پورا کرتا ہے؟

گزشتہ اوراق میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صدیق اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صدیق ہیں۔

یہاں تو صرف یہ بتانا ہے کہ اگر ایک صدّیق دوسرے صدّیق کی صدیقیت پر مُہرِ صداقت ثبت کر دیتا ہے تو دُوسرے لوگوں کا اُسے جھٹلانا محبت وعقیدت کی ترجمانی کرتا ہے یا ---اُسے بھی دائرہَ کذابیّت میں لے جاتا ہے جس کے صدّیق ہونے پر وہ ایمان رکھتے ہیں'' سوچیے خُوب سوچیے۔

گزشتہ اوراق میں قارئین پڑھ بھی چکے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت ہی سروشِ غیبی نے آپ رضی اللہ عنہ کی

والدہ کو بتا دیا تھا کہ تیرا یہ بچہ عتیق ہے۔ اور آسمانوں پر اِس کا نام صدّیق ہے۔ اَب اِس سلسلہ میں چند روایات ملاحظہ فرمائیں!

اُن کے نام صدِیق کے ذکر میں ہے کہ یہ لقب اُن پر دَورِ جاہلیّت میں ہی غالب آ چکا تھا، کیونکہ آپ قبل اَز اسلام بھی روسائے قُریش میں وجیہہ ورئیس تھے اور ''اشناق'' یعنی خُون بہا کا فیصلہ کرنے والے اور بوجھ اُٹھانے والے تھے اور جب وہ کسی کے خُون بہا کا بوجھ اُٹھاتے تو قریش کہتے کہ ہم اِس کی تصدیق کرتے ہیں اور جب اُن کے سوا کوئی اور یہ بوجھ اُٹھاتا تو وہ اُس کی تصدیق نہ کرتے۔

اور کہا کہ صدِّیق نام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معراج کی خبر کی تصدیق کرنے کی وجہ سے ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کے لئے فرمایا اے ابوبکر صدّیق پس اُس دِن سے اُن کا نام مشہور ہوگیا۔ اور کہا کہ اُن کا نام صدِّیق اِس لئے ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہر فرمان کی تصدیق کرنے والے تھے۔

ذکر اسمه الصدیق هٰذا اللقب قد غلب علیه فی الجاهلیة لانه کان فی الجاهلیة وجها رئسا من رؤسائِ قریش صدقوه و اذا تحملها غیر خوه لم یصدقوه

(سیرت حلبیہ وغیرہ)

سعید بن منصور، ابن سعد طبرانی، اوسط میں اور ابنِ مردویہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی شب مقام ذی طویٰ پر واپس تشریف لائے تو فرمایا ! اے جبریل میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی تو جبریل نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے۔ اور وہ صدِیق ہیں۔

واخرج سعید بن منصور ابن سعد والطبرانی فی الاوسط و ابن مردویه عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ قال لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیلۃ اسریٰ بہ فکان بذی طویٰ . قال یاجبریل ان قومی لا یصدقونی . قال یصدقک ابو بکر وہو الصدیق

(مشکوٰۃ مترجم ج ۳ ص ۲۲۴) (الدر المنثور ج ۴ ص ۱۵۴)

(ترمذی مترجم ج ۲ ص ۷۴۲) (البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۲۹)

(حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۳) (صواعق محرقہ ص ۷۰)

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۷۱) (کامل ابن اثیر ج ۱ ص ۵۹)

(منتخب کنز العمال ج ۴ ص ۳۴۲) (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۳۸)

(المستدرک ج ۳ ص ۷۷) (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۳۴)

(ریاض النضرہ ج ۱ ص ۴۷) (تاریخ الخلفاء ص ۳۲)

(سیرت ابن ہشام مع روضۃ الانف ج ۱ ص ۱۷۲)

اُسی دن صدِیق ہوگئے

اور حضرت ابوبکر صدِیق رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے قبولِ اسلام کے بعد وقوع پذیر ہوا کیونکہ جب سے انہوں نے ورقہ بن نوفل سے نبی مکرم کے بارے میں سُن رکھا تھا ظہورِ نبوت کے متوقع تھے۔

ایک روز آپ حکیم بن حزام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اُس کی کنیز نے آکر بتایا کہ آپ کی پھوپھی جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا گمان ہے کہ آج اُن کے شوہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی طرح مبعوث بالرسالت ہوچکے ہیں"

پس حضرت ابوبکر صدِیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ سُنکر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوگئے اور اِس خبر کے بارے میں پُوچھا اور اِس کے ضمن میں نزولِ وحی کے متعلق پُوچھا جو کہ رسالت کے ساتھ مخصوص ہے اور جواب سُن کر عرض کیا میرے ماں باپ قُربان آپ نے سچ فرمایا، اور آپ اہلِ صِدق ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب سے پہلے تصدیقِ رسالت کے اعزاز سے مشرّف ہوکر صدِیق ہوئے۔

وکان سمع قول ورقۃ لہ لما ذہب معہ الیہ کما

تقدم وکان متوقعا لذا لک نهو مع حکیم بن
حزام فی یعنی الا یام اذا جأت مو لا ہ لحکیم و
قالت له ان عمتک خدیجة تز عم فی هدا الیوم
زوجها نبی مر سل مثل موسیٰ نا نسلثه ابو بکر
هتی اتی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم فا له
عن خبرہ فقص علیه قسه المتقنة لمجی الو حی له
بالرسا لة فقال صد قت با بی انت وا صی واهل
الصدق انت انا الشهدان لا اللّٰه الا اللّٰه وانک
رسول فیضان انه سماہ یومئذٍ الصدیق۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۲) (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۷۳)
(زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۳۷) (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۰۵)
(منتخب کنز العمال ج ۴ ص ۳۴۴)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جیّد سَند
کے ساتھ روایت ہے کہ مشرکینِ مکہ نے میرے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ کے پاس آ کر کہا کہ تمہارے صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیال ہے
کہ وہ رات کو بیت المقدس گئے ہیں کیا آپ اُسے تسلیم کریں گے ؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ! کیا یہ بات آپ صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی ہے ؟

مشرکین نے کہا ! ہاں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ نے فرمایا ہے تو سچ
فرمایا ہے میں تو اِس سے دُور کی باتوں یعنی اُن خبروں کی بھی تصدیق کرنے
والا ہوں جو صبح وشام آپ کو آسمانوں سے ملتی ہیں۔

چنانچہ اِس تصدیق کی وجہ سے آپ کا نام صدّیق رکھا گیا ''

فلما سمع المشر کون قولہ اتو ا بی بکر رضی اللّٰه
تعالیٰ عنه فقا لوا یا ابی بکر هل لک فی ما حبک
یخبرا نه آ تی فی لیلة هذه میر ته شهر ثم رجع من
لیلة؟

فقال ابو بکر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه ان کا ن قا له فقد
صدق و انا النصد قه فیها هو ا بعد من هذا لمدته
علی خبرا لسماء ومن ذالک سمی ابو بکر
الصدیق۔

(ریاض النضرہ ج ۱ ص ۶۵) (تاریخ الخلفاء ص ۲۹)
(سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۷۲) (کامل ابن اثیر ج ۱ ص ۵۸)
(کنز العمال ج ۴ ص ۳۴۵) (البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۲۵)
(المستدرک ج ۳ ص ۱۲۲)

تورات میں اِسمِ صدِّیق

زمانۂ جاہلیت کی بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی والدہ کے
ہاں پیدا ہونے والے بچے فوت ہو جاتے تھے، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ

عنہ پیدا ہوئے تو انہوں نے کعبہ میں جا کر کہا! یا الٰہی اِسے آزاد فرما، اَے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اِسے موت سے بچا کر مجھے دے دے جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔

اُس نے اُس عتیق کو اُٹھایا جو تورات میں صدِّیق کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

كانت امه فى الجاهلية اذا ولدولد لها الولد لم يعش فلما ولد ابو بكر جاء ت به الى الكعبة و قالت يا الهى ! العتيق با لا اِلٰهَ الا اَنت صبه لى من الموت واذا يقائل القول

دو تصدیقیں منافی نہیں

جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے آسمانی نام صدِیق کے بارے میں ذخیرۂ کتبِ اسلامیہ میں مزید بھی بیشمار روایات موجود ہیں تاہم اب تک جو کچھ پیش کیا گیا وہ کسی بھی صورت میں کم نہیں۔

اب تک کی بیان کردہ روایات کے مطابق یہ اختلاف یقیناً باقی رہتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو صدِیق کس وقت سے تسلیم کیا جائے تو اُس کے بارے میں جو واضح ترین صورت سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ روزِ اوّل سے ہی صدِیق ہیں"

کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اس پر شاہد عدل

ہے کہ ہم نے معراج کی شب آسمانوں پر عرش پر اور جنت کے درختوں کے پتے پتے پر ابوبکر صدیق لکھا ہوا دیکھا"

گویا آپ ولادت سے قبل بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدِّیق تھے آپ کی ولادت ہوئی تو سروشِ غیبی نے اُن کی والدہ کو بتا دیا کہ اِس کا نام آسمان پر اور تورات میں "صدِّیق" ہے پھر جب آپؓ بالغ ہوئے تو اہلِ مکہ نے اُن کے صادق اور مصدق ہونے کی بناء پر اُنہیں "صدِّیق" کے لقب

وقيل سمى صديقا التصديقه النبى صلى الله عليه وآله وسلم فى خبر الاسراء الخ

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لابى بكر و انت يا ابا بكر الصديق فسمّاه يومئذٍ الصديق

وقيل سمیٰ صديقاً لبارہ الى تصديق رسول اللهؐ صلى الله عليه وآله وسلم فى كل ماجاء به عمر و يشهد لراء حجية هذا القول اَن الصديق فى اللغة فقبل معنا ها المبالغه فى التصديق اى تصديق فى بكل شئٍ اول وهلة و كونه سماه يو مئذٍ الصديق لا يشاء فى ما سيئاتى انه سمٰى بذالک صبليحة الاسراء علياً صدقه وقد كذبته قريش لجواز انه لم يشتهر بذالک الاحنيئذٍ

(سیرتِ حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۲۷۴)

سے ملقب کیا بعد ازاں جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث بالرّسالت ہوئے تو بلا تردّد و تامّل تصدیق کرنے کی وجہ سے ''صدِّیق'' کا لقب پایا اور پھر جب سیّاحِ لامکاں شبِ اسریٰ کے دُولہا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لامکان کی سَیر سے واپس تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنے ''صدِّیق'' ہونے کا اظہار برملا کُفّار کے سامنے ان الفاظ میں کر دیا کہ میں تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُس بات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو اِس سے بھی بعید ہے''

علامہ بُرہان الدّین حلبی آخری دو روایتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

کہ یہ ممکن ہے کہ پہلے آپ تصدیقِ رسالت کی وجہ ''صدِّیق'' قرار پائے اور پھر تصدیقِ معراج کرنے سے اپنے اِس خاص لقب ''صدِّیق'' کے نام سے مشہور ہو گئے۔

اور اُس دِن سے اُن کا نام صِدّیق اِس امر کے منافی نہیں ہو گا جو آئندہ بیان ہو گا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے معراج کی صُبح کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معراج کی تصدیق کی تھی جب کہ قُریشِ مکّہ اِس بات کی تکذیب کر رہے تھے اور اس کا جواز یہ ہے کہ اس دن سے پہلے ابوبکر کا نام ''صدِّیق'' مشہور نہیں ہوا تھا۔

اُوپر کی سطور میں مولف رحمۃ اللہ علیہ کا ذاتی خیال یہ ہے کہ تصدیقِ

اسریٰ سے پہلے حضرت ابوبکر کا لقب ''صدِّیق'' مشہور نہیں تھا اگرچہ وہ پہلی روایت کے مطابق اِس سے پہلے بھی ''صدِّیق'' قرار دیئے جا چکے تھے مگر ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کا نام اُسی وقت صدِّیق مشہور ہو گیا تھا جب انہوں نے تصدیقِ رسالت کی اور دوسری تصدیق سے پہلی تصدیق کی نفی نہیں ہوتی''

بہرکیف ! اب آپ چھٹے باب کا آغاز کر رہے ہیں، ابواب سابق کی طرح یہ باب بھی حضرت ابوبکر کے صِدّیق ہونے کے اثبات سے مرتّب کیا گیا ہے۔ پیش ازیں جس آیت کی تفسیر براہِ راست قرآن مجید کی آیات سے پیش کی جا رہی ہے اور اُن آیات کا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ہونا جید کتبِ تفاسیر واحادیث سے ثابت کیا جائے گا انشاء اللہ العزیز

ضوفشاں پرچمِ اہلسنّت رہے

حبِ صدیق صآئم سلامت رہے

جن سے محبوبِ خالق محبت کرے

اُن سے سچی محبّت کی کیا بات

(علامہ صائم چشتی)

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬

قارئین کرام ! قُرآنِ مجید کی مُتعدّد آیات اور اُن آیات کی تفسیر میں پیش کردہ احادیث واقوال کی روشنی میں پُورے طور پر جان چکے ہیں کہ حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا اسمِ عظیم بھی صدیق اور آپ کی ذات والاصفات بھی انوارِ صدّیقیت سے کی دولت سے مالا مال ہے گویا آپ بہرنوع اور بہرصُورت اِسم بامسمّٰی ہیں''

اگرچہ اب تک کا پیش کردہ اِستدلال اِس قدر ناقابلِ تردید اور مضبوط ہے کہ اِس سلسلہ میں مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں''

تاہم کتاب ہٰذا کے نام ومقام کے پیشِ نظر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دلائل کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر کر دیا جائے تا کہ مُنکرین کے لئے انکار کے تمام راستے بند ہو جائیں''

چنانچہ باب ششم کو بھی گزشتہ ابواب کی ایک کڑی کے طور پر اُنہیں آیاتِ مقدسہ کے لئے قرآن مجید کی دیگر شہادتوں سے مزیّن کیا ہے جن کو آپ کے اسم ''صدّیق'' کی شہادت کے طور پر اِس سے قبل پیش کیا جا چکا ہے بطورِ خاص آیتِ کریمہ

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ

چونکہ یہ آیتِ کریمہ اِس تمام بحث میں مرکزی حیثیت کی حامل ہے لہٰذا اب جو آیات پیش کی جارہی ہیں اِس خاص آیت کی تفسیر معلوم ہوں گی۔

ہمیں سیدھے راستے پر چلا

آیت نمبر 1 !

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

(سورۃ الفاتحہ آیت ۵)

تفسیر دُرِّ منثور

۱۔ عبداللہ بن حمید، ابنجریج، ابنِ ابی حاتم، ابنِ عساکر، عاصم الاحول کے طریق پر حضرت ابی العالیہ رضی اللہ عنہ، سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی تفسیر بیان کرتے ہیں''
صراط مستقیم'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں

ازالۃ الخفا

۲۔ صاحبِ المستدرک امامِ حاکم صحت کے ساتھ ابی العالیہ کے طریق پر روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

نے "صِرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دونوں صاحب ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں"

اخرج عبد بن حمید و ابن جریج ابن ابی حاتم و ابن عدی و ابن عساکر من طریق عاصم الاحول عن ابی العالیة فی قوله صراط المُستَقِیم قال هو رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و صاحباه

(ازالۃ الخفاج ۲ ص ۳۰)

تفسیر کبیر

اِمام رازی زیرِ آیت "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" نقل فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے اِهْدِنَا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ، یعنی اُن لوگوں کے راستہ کی ہدایت جن پر تو نے انعام کیا تو اِس آیت کی تقریر دوسری آیت میں بیان ہوئی ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انعام یافتہ لوگوں کا تذکرہ کیا ہے اور وہ آیت یہ ہے ،،

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ

(سورۃ النساء آیت ۶۹)

یعنی اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور صالحین۔

اور بِلا شک و رَیب حضرت اَبُو بکر صدّیق رَضی اللہ تعالیٰ عنہ، صِدّیقوں کے رَئیس اور سَردار ہیں اور آیتِ کریمہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُس ہدایت کو طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے جس پر حضرت ابوبکر اور تمام صدیقین تھے"

هٰذهٖ الآیت تدل علی امامت ابی بکر رضی الله عنه لانه ذکران تقدیر الآیت اهد نالصراط" الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ والله بین فی الآیت لآخریٰ ان الذین انعم علیهم من هم بقوله تعالیٰ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ولاشک رائس الصدیقین و رئسهم ابو بکر رضی اللهٰ تعالیٰ عنهٗ فکان معنیٰ الآیة ان الله تعالیٰ امرأن فطلب الهدایت التی کان علیها ابو بکر

(تفسیر کبیر ج ۱ ص ۳۳)

تفسیر معالم التنزیل

علامہ بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر معالم التنزیل میں بیان فرماتے

ہیں کہ ابو العالیہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ صراطِ مستقیم سے مُراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے دونوں صاحب ہیں اور پھر ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی دُوسری روایت میں واضح طور پر فرمایا کہ اِس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی آلِ پاک اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہیں۔

تفسیر خازن

صاحبِ تفسیرِ خازن صراطِ مُستقیم ، صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے تحت لکھتے ہیں ! کہ وہ انبیاء کرام اور مومنین ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اِس طرح فرمایا ہے!

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ

اور فرمایا کہ حضرت ابو العالیہ کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔

وقال ابو العالیہ والحسن رسول اللہ وآلہٖ وصاحباہ

وقال ابو العالیہ وھو الرسول و ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما

وھم الانبیاء والمومنین الذین ذکرھم اللہ تعالیٰ

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ

الخازن

وقال ابو العالیہ ھم الرسول و ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ

(تفسیر خازن مع معالم التنزیل ج ۲ ص ۲۰)

کِس کِس کا راستہ ہے

متقدمین کی تفاسیر کے مطابق بلاشک وریب آیتِ کریمہ ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' اور ''صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' مولائے کائنات شیرِ خدا سیّدنا علی علیہ السلام و دیگر اہلِ بیتِ رسول کے حق میں بھی ثابت ہے تاہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہر صورت اِس زُمرہ میں شریک ہیں۔

اِس وضاحت سے جس اُمر کا انکشاف ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور سیّدنا حیدر کرّار اور حضور کی تمام اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک ہی راستہ پر گامزن ہیں اور یہی راستہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنا راستہ ہے لہٰذا یہ گمان بالکل غلط ہے کہ ان کے لئے الگ الگ راستے فرض کر لئے جائیں''

بہر کیف اب آپ اِس سلسلہ کی مزید روایات ملاحظہ فرمائیں!

تفسیر ابنِ کثیر

ابن ابی حاتم اور ابن جریر ابی نضر ہاشم بن قاسم کی روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حمزہ بن مغیرہ نے عاصم الاحوال سے اُنہوں نے حضرت ابو العالیہ سے حدیث بیان کی کہ!

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دو صحابہ ابوبکر و عمر ہیں"

اِس کے بعد عاصم نے کہا کہ میں نے اِس بات کا ذکر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ ابی العالیہ نے سچ کہا ہے۔

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی تفسیر میں دیگر کئی اقوال نقل کرنے کے بعد علامہ ابنِ کثیر نے لکھا ہے کہ یہ تمام تر اقوال درست ہیں کیونکہ نبیٔ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا اتباع کیا ہے۔ اور آپ کے بعد لوگوں نے ابوبکر و عمر کی اِقتداء کی تو بے شک یہ اتباعِ حق ہے۔

اور حق کی اتباع بلاشبہ اتباعِ اسلام ہے۔ اور اتباعِ اسلام یقیناً اتباعِ قرآن ہے اور قرآن اللہ تعالیٰ کتاب اور اُس کی مضبوط رسّی ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔

وروی ابن ابی حاتم و ابن جریر من حدیث ابی النضر هاشم بن القاسم حدثنا حمزه بن المغیرة

عن عاصم الاحول من ابی العالیة اهدنا الصراط المستقیم قال هو النبی صلی الله علیه وآله وسلم و صاحباه من بعده قال عاصم فذکرنا ذالک للحسن فقال ! صدق ابو العالیة . و کل هذه الاقوال صحیحة وهی متلازمة .

فان مع التبع النبی صلی الله علیه وآله وسلم اقتدی با الذین من بعده ابو بکر و عمر فقد اتبع الحق ومن اتبع الحق فقد اتبع الاسلام فقد اتبع الاسلام و من اتبع القرآن فقد اتبع القرآن و هو کتاب الله وحبله المتین و صراط المستقیم

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۸)

اور ضحاک نے حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت بیان کی کہ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ یعنی اُن لوگوں کا راستہ جن پر تیری اطاعت وعبادت کی وجہ سے انعام کیا گیا" تیرے ملائکہ و انبیاء وصدیقین وشہدا اور صالحین علیہم السلام پر اور اِس کی نظیر یہ ہے کہ ہمارے رب تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ اُن لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا"

وقال الضحاک عن ابن عباس صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ بطاعتک و عبادتک من ملائکتک و انبیائک والصدیقین والشهداء والصالحین و ذلک نظیر ما قال ربنا تعالیٰ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۸)

تفسیر مظہری

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ آیات کی تفسیر کرتے ہوئے صاحبِ تفسیر مظہری فرماتے ہیں!

الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مُراد وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایمان واطاعت پر ثابت قدم رکھا انبیاء وصدیقین اور شہداء والصالحین"

جناب ابو العالیہ اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما صراط مُستقیم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دو ساتھیوں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا راستہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری سُنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سُنت پر عمل کرنا"

اور فرمایا کہ اے لوگو میرے بعد ابو بکر صدیق اور عُمر فاروق کی اقتداء کرنا"

والمراد با لذین انعمت علیهم کل من ثبة الله تعالیٰ علی الایمان والطاعة من النبیین والصّدیقین والشهداء والصالحین

قال ابو العالیة والحسن فی التفسیر اهد نا الصراط المستقیم صراط رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و صاحباه.

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین من بعدی. وقال اقتداء وا بالذین بعدی ابی بکر و عمر

(تفسیر مظہری ج ۱ ص ۹)

تفسیر ابنِ جریر

امام ابنِ جریر بیان کرتے ہیں کہ!

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ!

صراطِ مستقیم وہ ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے"

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا اپنا ارشاد بھی اِس کے ساتھ

ہی ملتا جلتا ہے“

آپ فرماتے ہیں کہ صراطِ مستقیم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

صحابیٔ رسول حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ اسلام ہے اور کہا کہ یہ زمین و آسمان کی درمیانی وسعتوں میں پھیلا ہوا ہے۔

عن ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال ۔ وذکر القرآن ، فقال ! هوالصراط المستقیم ، قال ! الاسلام قال هوأ وسع مما بین السماء والارض

(تفسیر ابن جریر جلد اول ص ۷۵)

اگرچہ یہ ایک مُسلّمہ اَمر ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام بلا شک و ریب نا صرف یہ کہ صراط مستقیم پر ہیں بلکہ وہی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں۔ اِس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اُن کی حیاتِ طیبّہ کا ہر موڑ اور ہر دور سیدھے راستے کے نام سے ہی جانا پہچانا جاتا ہے۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سب سے برگزیدہ گروہِ انبیاء کا نام ہی صراط مستقیم ہے۔

بایں ہمہ ! اُمتوں کی تعلیم وتربیت کے لئے انہیں بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے حضور میں سیدھے راستے پر چلانے کی دعا کریں“

چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جبریل امین علیہ السلام نے حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ یا محمد فرما دیجئے اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ یعنی اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ نصیب فرما۔

کہا گیا کہ ہمیں سیدھے راستے کا الہام دفرما اور وہ سیدھا راستہ اللہ کا دین ہے جس میں کوئی بھی کجی اور ٹیڑھا پن نہیں۔

اس وضاحت کے بعد امام ابن جریر علیہ الرحمۃ زیر آیت اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابی العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے دو ساتھی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

اور کہا کہ جب حضرت ابوالعالیہ کا یہ قول حضرت حسن کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابوالعالیہ نے سچ کہا ہے۔

عن عبد اللہ ابن عباس قال قال جبریل لمحمد اقل یا محمد اهد نا الصراط المستقیم یقول الهمنا الطریق الهادی وهر دین اللہ الزی لا عرج له

عن ابی العالیة فی قوله اهد نا الصراط المستقیم قال هو رسول اللہ و صاحباه من بعد ابو بکر وعمر

قال فذكرت ذلك للحسن فقال صدق ابو العالية

(تفسیر ابن جریر جلد اول ص ۷۵)

صحیح تسلیم کیا ہے؟

حضرت ابو العالیہ سے روایت کردہ حضرت ابن عباس کی یہ حدیث پاک مشہور کتاب المستدرک میں بھی موجود ہے اور علامہ ذہبی نے بھی تلخیص المستدرک میں اس کو ہر اعتبار سے صحیح تسلیم کیا ہے ملاحظہ ہو۔

حضرت ابو العالیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان صراطِ المستقیم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دو ساتھی ہیں کہا کہ جب اس کا ذکر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا خدا کی قسم اس نے سچ کہا اور خدا کی قسم اس نے نصیحت کی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

علامہ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

حدثنی علی ممشار العدل حدثنا الحارث بن الجا اسامة حدثنا ابو النفر حدثنا الحمزة بن المغيره عن عاهم عن ابی العاليه عن ابن عباس رضی الله عنهما فی قوله تعالیٰ الصرا ط المستقيم قال هو رسول الله صلی الله عليه وآله وسلمو صاحباه

قال نذكر نا ذالك للحسن فقال صدق والله هو رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم ابو بكر وعمر رضی الله عنهما هذا حديث صحيح الاسناد

(المستدرک للحاکم کتاب التفسیر ج ۲ ص ۲۵۹)

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اے اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا اور اس سیدھے راستے کے بارے میں یوں وضاحت کرتے ہیں۔

ان لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام کیا۔

اب خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ ایک طرف تو ہم یہ دُعا کرتے ہیں کہ الٰہی ہمیں ان لوگوں کا راستہ نصیب فرما جن پر تُو نے انعام کیا اور دوسری طرف انہی انعام یافتہ لوگوں کو گم کردہ راہ اور ٹھیکے ہوئے ہونے سے مُتّہم کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کھلی منافقت یہی ہوتی ہے کہ انسان جو بات زبان سے کہے دل اس کا اقرار نہ کرے۔

اگر قلب وزبان کی ہم آہنگی نہ ہو تو محض زبان سے ادا کئے جانے والے الفاظ کے لئے کچھ بھی اجر نہیں سوائے اس کے کہ جزا مَعکُوس صورت اختیار کر جائے۔

ہم کیس پر اپنے خیالات ٹھونسنا نہیں چاہتے تا ہم یہ ضرور کہیں گے

کہ نفس امارہ کے دامِ تزویر کو توڑتے ہوئے قلب وزبان کو ہم آہنگ رہنے دیں۔

الٰہی! ہمیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت نصیب فرما کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ

اور صدیقین کے سردار ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کہ ہماری بلا واسطہ دعا یہ ہے۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ براہِ راست ہماری روزمرّہ کی اس دعا کی بھی تفسیر کر دی جائے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ الٰہی! ہمیں ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راستے پر چلا کیونکہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے مُفسّرین فرماتے ہیں۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ یعنی حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا ہی راستہ ہے۔

صراطِ مُستقیم

اگر قارئین! پسند فرمائیں تو چند لمحے میرے ساتھ حیرت کی وادیوں کی سیر کر لیں صراط مُستقیم کا سیدھا سیدھا معنیٰ سیدھا راستہ ہے جب

کہ دو مخالف سمتوں کو جانے والے دو اشخاص میں سے ہر ایک پُورے اعتماد کے ساتھ یہی کہتا نظر آتا ہے کہ میں سیدھے راستے پر ہوں۔

یہاں تک کہ وہ شخص بھی خود کو صراط المُستقیم پر تصوّر کر رہا ہے جس کو ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں اشخاص برملا کہہ رہے ہوں کہ جناب آپ نے غلط راستہ اختیار کر رکھا ہے۔

اپنے افرادِ خانہ سے لے کر اہل محلّہ تک اور اہل محلّہ سے پُورے شہر تک اور پورے شہر سے پُورے ملک تک اور پُورے مُلک سے پُوری دُنیا تک کا تجزیہ کر لیں۔

حاکم سے لے کر محکوم تک اور ظالم سے لے کر مظلُوم تک ہر شخص یہی کہتا ہوا نظر آئے گا کہ وہ سیدھے راستے پر ہے یا یہ کہ اس کا یہ اقدام غلط نہیں

اندریں صورت مُسلمانوں کے متحارب ومتصادم گروہوں میں سے کسی ایک کو قائل کرنے کی کوشش کرنا کہ وہ صراطِ المُستقیم پر نہیں ناممکن الامر بات بن کر رہ جاتی ہے اس لئے اس امر سے بے نیاز ہو کر اگر کچھ لوگ یہ جاننے کے خواہشمند ہوں کہ آخر صراطِ مستقیم ہے کیا؟

تو ان کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ سیدھا راستہ یا صراطِ مُستقیم وہی ہو سکتا ہے جس پر خُدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مُہر ہو یا پھر اُن لوگوں کی تصدیق ہو جن کا سیدھے راستہ پر ہونا ہر قسم شکوک وشبہات سے پاک ہو۔

یہ تجزیہ

علاّمہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی نُکتہ شناس طبیعت نے بھی اِس اَمر کو پُورے طَور پر محسوس کرتے ہُوئے اس کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے آپ فرماتے ہیں۔ اِنسان دو طرِیقوں پر ہے ایک طرِیق پر احباب اور دوسرے طریق پر دشمن میں

"کثرة الا حباب یجبرو ننی الیٰ طریق و الا عداء الی الطریق ثان"

علاّمہ رازی مزید فرماتے فرماتے ہیں کہ تیسرا طریق شیطان کا ہے جیسا کہ! شہوت وغضب اور حقد وحسد میں کہا گیا ہے اور جیسا کہ تعطیل وتشبیہہ اور جبر وقدر رجا وعید اور رفص وخُروج اور عقیل ضعیف الخ

اور حیرت اس بات پر ہے کہ ہر کوئی یہی کہتا ہے کہ میں اس طریق پر ہوں جو جنّت سے نِکلتا ہے۔

وكذا القول فى الشهوة والغضب والحقد الحدو كذا القول فى التعطيل و التشبيه والجبر و القد ر والا رجا ء والو عيد والر فض والخروج وقد تحيرت فى الكل فاهزد نى الى طريق اخرج منه الجنة

(تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۳۲)

روایت میں حکایت

علاّمہ رازی اس اظہار حیرت کے بعد فرماتے ہیں کہ مُستقیم اس کے سوا ہے اور اس میں کوئی تغلیظ نہیں اور پھر اُنہوں نے حضرت اِبراہیم بن ادھم کی ایک حکایت نقل فرمائی ہے کہ،

حضرت اِبراہیم بن اُدھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے جارہا تھا کہ راستہ میں ایک ناقہ سوار اعرابی ملا اور مجھے کہنے لگا۔

یا شیخ! آپ کہاں جارہے ہیں؟

فرمایا! بیت اللہ شریف کی طرف

اعرابی نے کہا! کیا تو دیوانہ ہے کیونکہ نہ تو تیرے پاس مجھے سواری نظر آتی ہے اور نہ ہی زادِ راہ جب کہ سفر بھی طویل ہے؟

اِبراہیم بن ادھم نے فرمایا! میرے پاس بے شمار سواریاں ہیں مگر تجھے نظر نہیں آتیں۔

اِعرابی نے کہا! وہ کیسے؟

فرمایا! جب بلا کی منزل ہوتی ہے تو صبر کی سواری کر لیتا ہوں۔

اور جب نعمت کی منزل ہوتی ہے تو مرکب سکر پر سواری کر لیتا ہوں

اور جب قضاء کی منزل ہوتی ہے تو رضا کو مرکب بنالیتا ہوں۔

اور جب میرا نفس مجھے کسی طرف بُلاتا ہے تو میرا عمل اس پر ہوتا ہے کہ میری بقیہ عمر گذری ہوئی عمر سے کم ہے۔

اعرابی نے کہا! باذن اللہ چلتے رہیے آپ سوار ہیں اور میں پیدل ہوں۔

والمستقسیم السوی الزی الا غلظ فیه یحکی عن
ابراهیم بن الهم انه کان یسیرا لیٰ بیت الله فاذا
اعرابی علیٰ ناقة له
فقال ! یا شیخ الی این؟
فقال ابراهیم الی بیت الله
قال کنک صجنون لا اویٰ لک مرکباً و لا ذادا
والسقرا الطویل؟
قال ! ماہی
قال! اذا نزلت علی بلیة وکبت مرکب الصبر
و اذا منزل علی نعمة رکبت مرکب الشکر
واذا منزل علی القضاء رکبت مرکب الرضا
واذا او عتنی النفس الی شی عمل انما بقی امن
العمرا اقد مامفی
فقال الا عرابی رباذن الله فانت الراکب و انا الرا
جل

(تفسیر کبیر ج۲ ص ۱۳۲)

نتیجہ اس حکایت کا

اس حکایت کے نتائج پر غور کریں راہ ہدایت کے تعیّن کے لئے محض بصارت ہی کی نہیں بلکہ بصیرت کی بھی ضرورت ہے اور بصیرت کے حصُول کے لئے مومن ہونا شرط ہے اس بصیرت کو ہی فراست کے نام سے مَوسُوم کر کے کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نُور سے دیکھتا ہے جب تک انسان دولت بصیرت سے محروم رہتا ہے اس پر اہل بصیرت کے مقامات منکشف نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ وہ ان کے بارے میں دُرست رائے قائم کرنے سے بھی محروم رہتا ہے۔

تیسری آیت

آیت کریمہ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ کی تفسیر میں بیان کردہ قرآن مجید کی دو آیات اور ان کی تفسیر میں متعدد حوالہ جات کی روشنی میں قارئین جان چکے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منعم حقیقی کی بارگاہ کے مُنعَم علیہم میں سے ہیں اور آپ نہ صرف یہ کہ سیدھے راستے پر ہیں بلکہ خُود ہی سیدھا راستہ یعنی صِراطِ مُستقیم ہیں۔

اب آپ اسی ضمن میں مزید چند آیات مع تفسیر ملاحظہ فرمائیں جن میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کو اللہ تعالیٰ نے خُود ہدایت یافتہ ہونے کے اعزاز سے نواز رکھا ہے۔

آیت فَاِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ

ترجمہ! اس لئے اللہ گمراہ چھوڑتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے۔

(سورۃ فاطر آیت ۸)

تفسیر ابنِ عباس

مُفسّرِ اعظم سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

یہدی راہ دیتا ہے ہدایت من یشاء جو اس کے اہل تھے یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور آپ کے ساتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ویھدی من یشاء من کان اھلا لذا لک یعنی ابا بکر واصحابہ

(تنویر القیاس تفسیر ابن عباس مع در منثور جلد چہارم ص ۲۹۸)

چوتھی آیت

وَ مَنۡ یَّھۡدِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنۡ مُّضِلٍّ

ترجمہ! اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بہکانے والا نہیں۔

(سورۃ الزمر آیت ۳۷)

تفسیر! جسے اللہ دین کی ہدایت کرتا ہے اسے دین سے کوئی بہکانے والا نہیں اور یہ ہدایت یافتہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔

ومن یھدی اللہ لدینہ فما لہ من مضل من عینہ وھو ابو بکر و اصحابہ

(تفسیر ابن عباس مع الدر المنثور ج ۵ ص ۲۱)

پانچویں آیت

وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ

ترجمہ! اور اللہ ہی ہدایت فرماتا ہے جسے چاہتا ہے۔

(سورۃ القصص آیت ۵۶)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو ہدایت نصیب ہونا ہے۔

واللہ یھدی من یشآء ابی بکر و عمر
(تفسیر ابن عباس مع درمنثور ج ۴ ص ۱۵۴)

چھٹی آیت

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ

ترجمہ! تو کیا وہ جس کی نگاہ میں برا کام آراستہ کیا گیا کہ اس کو اچھا سمجھتا ہے وہ ہدایت والے کی طرح ہو جائے گا اس لئے اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے راہ دیتا ہے۔

(سورۃ فاطر آیت ۸)

حبر الامت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما زیر آیت فرماتے ہیں یہ آیت ابوجہل کے حق میں ہے کہ وہ قبیح اعمال جو اسے اچھے لگتے تھے کی موجودگی میں اس کرامت اور بزرگی کو کیسے حاصل کرسکتا تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کو ایمان و اطاعت کے ساتھ حاصل تھی۔

اس آیت کے آخری حصہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مزید فرماتے ہیں فان اللہ یضل من یشاء سے مُراد ابوجہل اور اس کے ساتھی ہیں جب کہ ویھدی من یشاء سے مُراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور آپ کے ساتھی ہیں کیونکہ یہ اس کے اہل تھے۔

افمن زین له من له سوء عمله قبیح عملهٗ فراه حسناحقا وھوا بو جھل کھن اکر منا با لا یمان والطاعت یعنی ابا بکرا الصدیق و اصحابه
(تنویر المقیاس تفسیر ابن عباس مع درمنثور جلد چہارم ص ۲۹۸)

خُود ہی گُمراہ ہیں

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، کے فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا علیہ الصلوٰۃ و سلما میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائی ہے ان کے سرخیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور ان کے ساتھی ہیں۔

قارئین پر اس امر کی وضاحت کی جاچکی ہے کہ ہدایت ہی صراطِ مستقیم ہے اور صراطِ مستقیم ہی ہدایت کا راستہ ہے اندریں حالات یہ فیصلہ کرنا ہرگز مشکل نہ ہوگا کہ جن لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود ہی ہدایت نصیب فرمائی ہو اور ان کے ہدایت یافتہ ہونے پر خود ہی مہر تصدیق لگائی ہو وہ گم شتہ

راہ ہرگز نہیں ہو سکتے اب اگر کوئی شخص بزعمِ خویش خدا تعالیٰ کے مُہر شدہ اور مصدّقہ ہدایت یافتہ لوگوں کو گُمراہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو بلا شک وریب وہ خود ایسی گمراہی کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے جو اس کی یقینی ہلاکت کا باعث ہے۔

اہلِ اسلام کو چاہیے کہ ایسی کوئی بات زُبان اور قلم پر نہ لائیں جو ان کے ایمان کے ضیاع کا باعث بن سکتی ہو بلکہ ہمیشہ احتیاط و سلامتی کا دامن تھام کر رکھیں اور گمراہی کی طرف جانے سے حتی الامکان گریز کریں۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر اسی طرح کریں جس طرح رسولِ انام اور آپ کے اہلِ بیت عظام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔

اہلِ بیت کی دو شہادتیں

حضرت عُروہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفر امام باقر علیہما السلام سے پوچھا تلوار ملمع کی جاسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار ملمع کرواتے تھے میں نے کہا آپ نے انہیں صدّیق کہا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں وہ صدّیق ہیں ہاں وہ صدّیق ہیں جو انہیں صدیق یعنی سچا نہیں کہتا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی بات کو سچا نہ کرے ابن جوزی کہتے ہیں؟ امام باقر علیہ السلام نے تین مرتبہ فرمایا تھا ہاں صدیق ہاں! صدیق ہاں!

صدیق! عن عروہ عبد اللہ سالت ابا جعفر الباقر عن حلیۃ السیف قال لا با می بہ قد حلی ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہٗ سیفہٖ

قال! قلت و تقول الصدیق؟ قال نعم الصدیق فمن لم یقل الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والآخرہ واخر جہ ابن الجو زی فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق

(الصواعق المحرقہ ص ۵۳)

سیّدنا و اِمامنا جعفر صادق اپنے والدِ گرامی حضرت اِمام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والدِ مُعظّم حضرت اِمام زَین العابدین بن حضرت امام حسین علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کی مجھے خبر دی ابوبکر سے۔

فرمایا! صدّیق سے؟

فرمایا! تیری ماں تجھے کھو دے ان کا نام صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہاجرین و انصار نے رکھا ہوا ہے جو انہیں صدیق کے نام سے نہیں پکارتا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی بات کو سچا نہ کرے جا! ابوبکر وعمر سے محبت کیا کر

عن جعفر الصادق عن ابیہ محمد الباقر ان رجلا جآء الی ابیہ زین العابدین علی بن الحسین رضی

الله عنهم فقال! اخبر نی عن ابی بکر فقال عن
الصدیق ؟ فقال تسمیة الصدیق ؟ فقال ثکلتک
امک فقد سماء الصدیق رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم والمھا جرین والا نصار ولم یسمه
صدیق فلا صدق الله عز وجل قوله فی الد نیا
والآخرة اذھب فاحب ابا بکر و عمر رضی الله عنهٗ

گواہی رسول کی

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؟ جنّت کے درختوں کا ایک پتہ ایسا نہیں تھا جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ابو بکر صدیق نہ لکھا ہو۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم لیس فی الجنة شجرة الا وعلیٰ کل ورقة
مکتوب لا اله الا الله محمد رسول الله ابو بکر
صدیق۔

(ریاض النضرہ ج ۱ ص ۵۴)

مقاماتِ صدّیق

اس قسم کی متعدد روایات آپ سابقہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اس لئے اس سلسلہ کو طویل کرنے کی بجائے یہاں مقام صدیق کی مزید چند

جھلکیاں نذرِ ناظرین کی جاتی ہیں تا کہ جو لوگ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق ہیں ان کے مقام کی بلندیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

علامہ بیضادی مُنعَم علیہم انبیاء کرام کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ اپنے علم و عمل کے ساتھ تکمیل کے درجہ میں حدِ کمال سے بھی تجاوز کرتے ہوئے بلند تر مقام پر فائز ہیں۔ انبیاء کے بعد صدّیقین ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے نفوسِ قُدسیہ براہین و آیات میں نگاہوں سے بلند تر مقام پر عروج کر گئے ہیں اور تصفیہ و ریاضات میں انبیاء کے بعد عرفان کی بلندی پر ان کا دوسرا بلند تر مقام ہے یہاں تک کہ یہ اشیاء و اخبار پر مطلع ہو جاتے ہیں اور ان کی ماہیت کی خبر دیتے ہیں۔

وھم الا نبیاء الفا ئزون بکمال العلم و العمل
المتجا وزون حد الکمال فی درجة التکمیل ثم
الصدیقیون الد ین صعد ت نفوسھم تارة بمرا قی
النظر فحا لحیح ولآ یات وا خریٰ بمعارج التصفیة
والر یا ضات الی اوج العر فان حتیٰ اطلعوا علیٰ الا
شیا و اخبر وا عنھا علی ما ہی علیھا

(بیضادی ج ۱ ص ۲۸۶)

صِدّیق بغیر دلیل کے مانتا ہے

صدیق وہ ہے کہ اُس کی صدیقیت میں اتمام نور ہو جائے کیونکہ

صدیق دو وجہوں سے ہوتا ہے پہلی وجہ توحید ہے اور دوسری قربت

اور تصدیق کے لئے صحیح نہیں کہ صدّیق اسے جانتا ہو جس کی وہ تصدیق کرتا ہے اور خبر کے مرتبہ میں پہلے جانتا ہوتا ہے اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی توحید میں صادق ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی بات اسے پہنچے تو وہ اس کی تصدیق کرے۔

اور صدّیق اس خبر کا علم نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ اس کے دل میں ایمان کا نور ہوتا ہے تو جب اس کے پاس اللہ کا رسول آتا ہے تو وہ اس کی پیروی بغیر دلیل کے ظاہر کرتا ہے۔

فان الصديق ا تم نورا منه فى الصديقية لانه صديق مروجهين وجه التوحيد وجهة القرية والتصديق فانه لا يصح من العالم ان يكون صِدّيق وقد تقدم العلم مرتبة الخبر فهو يعلم انه صادق فى توحيد الله تعالىٰ اذا بلغ رسالة الله تعالىٰ و صديق لم يعلم ذالک الّا بنُور الايمان المعدفى قلبه فعندَ ما جاء الرسول من غير دليل ظاهر (روح المعانی جلد سوم جز دوم ص ۷۷)

صِدیقیّت کا قُطبِ مدار

صاحب روح المعانی علّامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ مولانا شیخ خالد

نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک روز چار کامل مرتبوں کو مقرر کیا اور فرمایا !

پہلا کامل مُرتبہ

نبوّت ہے اور نبوّت کے قُطب مدار ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں"

دوسرا کامل مرتبہ

صدیقیّت ہے اور اس کے قُطب مدار حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں"

تیسرا کامل مرتبہ

شہادت ہے اور اس کے قُطب مدار حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں"

چوتھا کامل مرتبہ

ولایت ہے اور اس کے قُطب مدار امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں"

ونقل بعض تلامذه مولانا الشيخ خالد نقشبندى انه ترديو ماان مراتب الكمل اربعة۔

نبوة ! وقطب مدارها نبينا صلى الله عليه وآله وسلم۔

ثم صديقة ! وقطب مدارها ابو بكر الصديق رضی اللہ عنہ

ثم شهادة !وقطب مدارها عمر الفاروق رضی الله عنه

ثم ولاية ! وقطب مدارها علی كرم الله وجهه الكريم

(تفسیر روح المعانی ج سوم ص ۷۶)

ولایت وصدیقیّت

منقولہ بالا کامل تر چاروں مراتب کے بعد علامہ آلوسی ولایت و صدیقیت کے بارے میں لکھتے ہیں!

یہ ولایت محیط عامہ اور فلک الدائر اور دائرۃ الکبریٰ پر مبنی ہے اور ولی جو کچھ اُس کے اور اُس کے پروردگار کے مابین ہے اُس کے حال کے بارے میں اخبارِ حق کے ذریعہ سے اُس کے مال کو پہچانتا ہے اور اُن اصنافِ کثیرہ کی تصدیق اُس وجہ پر کرتا ہے جو تصدیق کے لیے اُس کے نزدیک وقوع پذیر ہوئی۔ گویا ولی وہ ہے جو مشاہدہ کے بعد تصدیق کرتا ہے۔

اور صدیقین وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں پر خبر دینے

والے کی بات سنتے ہی بغیر کسی دلیل کے اُس نورِ ایمانی کی وجہ سے تصدیق کر دیتے ہیں جو اُن کے دلوں میں مصدق بہ کی وجہ سے پہلے ہوتا ہے اور یہ نور اُس کے لیے شک یا تردد کا مانع ہوتا ہے۔

ان الولاية هی محيطة العامة والفلک الدائر ، والدائرة الكبریٰ ان الولی من كل علی بينة من ربه فی حاله فعرف مآلا بامتياز الحق اياه علی الوجه الذی يقع به التصديق عنده و يصدق علیٰ اصنافِ كثيرة

الصديقون . وهم المومنون بالله تعالیٰ و رسله عن قول المخبر لاعن دليل سری النور ايمانی الذی اعدفی قلوبهم قبل وجود المصدق به المانع لها تردداو شک

(روح المعانی ج ۳ ص ۷۶)

نبوّت وصِدّیقیّت کے مابَین کوئی مقام نہیں

اور جو ہم نے ذکر کیا صدّیق کی اِس تفسیر پر دلالت کرتا ہے کہ صدیق کا مرتبہ نبوت کے بعد علم وفضل کی وجہ سے نہیں بلکہ اُس وصف کی وجہ سے ہے جو صدّیق انسان کے لیے بیان ہوا۔ اور ایسے ہی وہ دلیل ہے جو

قرآن کے لفظ سے دلالت کرتی ہے کہ صدیق اور نبی کے مابین کوئی واسطہ نہیں"۔

اُس کے دل میں خبر دینے والے رسول کی بات داخل ہو جاتی ہے اور یہ بات حقیقت الایمان میں رسول کے ساتھ اور اعلیٰ اثبات کے لیے قُربت کی جہت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے کے متعلقات سے ہوتی ہے اور یہ کہ نبوت وصدیقیت کے درمیا کوئی مقام حائل نہیں"۔

و دل تفسير الصّديق بما ذكرنا علىٰ انه لا مرتبة بعد النبوة فى الفضل والعلم الا هٰذا الوصف وهو كون الانسان صديقًا وكما دل الدليل عليه فقد دل الفظاء قرآن عليه فانه اينما ذكر الصّديق والنبى لم يجعل بينهما واسطة . يد خلها فى قول المخبر الرسول و متعلقة فى الحقيقة الايمان بالرسول و يكون الايمان بالله علىٰ جهة القرية وليس بين النبوة والصّديقة

مقام ہے واسطہ نہیں

شیخ اکبر امام العارفین سیّدنا مُحیّ الدّین ابنِ عربی قُدس سِرّہ نے ثابت کیا ہے کہ نبوت اور صدیقیت کے درمیان ایک مقام ہے اور اس مقام کا نام قربت ہے اور وہ سِرّ ہے۔

اور ابو بکر صدیق رضی الہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اُس کا مقرر ہونا مشارٌ علیہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ہرگز کوئی شخص حائل نہیں"۔

واثبت الشيخ الاكبر قدس سره مقاما بينهما سماه مقام القربة وهو السر الذى وقرفى قلب ابى بكر رضى الله عنهٗ المشارٌ عليه فى الحديث فليس بين النبى صلى الله عليه وآله وسلم و ابى بكر رضى الله عنه رجل اصلاً

(روح المعانی ج ۳ جز دوم ۷۷)

تفسیر صاوی میں ہے کہ صدیقیّت نبوّت کے نیچے کا درجہ ہے۔

اى فا تصديقيت تحت مرتبة النبوة

(تفسیر صاوی جِ ا ص ۹۹)

ساتھ مل جاتے ہیں

امام ابن جریر فرماتے ہیں!

صدیقین وہ لوگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی تصدیق اور اتباع اور پیروی کرتے ہیں اور ان کے بعد انہیں کے منہاج پر گامزن رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کے ساتھ مل جاتے ہیں۔

یعنی صدیق وہ ہوتا جن کی صداقت انبیاء کرام کی صداقت کا

مکمل ترین پرتو اور کامل ترین عکس جمیل ہو

الصدیقون ! تباع الانبیاء الذین صدقو ھم
واتبعوا منھا بھم بعدھم حتی الحقوا بھم

(ابن جریر ص ۱۶۲)

غیب کے دروازے کھل جاتے ہیں

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ "اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ" سے پہلی آیت کے آخری جملہ "وَّ لَهَدَيۡنٰهُمۡ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس راستے سے عالمِ اقدس کی طرف پرواز کرتے ہیں اور اُن کے لیے غیب کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں"

اور "اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ" کی تفسیر میں فرمایا یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن تمام نعمتوں کا اہتمام کر دیا اور یہ مومنوں کو اطاعت کرنے کی ترغیب کے طور رہے ان سے اللہ تعالیٰ کے مقرّب بندوں کی رفاقت کا وعدہ کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کے لیے بلند درجات ہیں۔

ولَهَدَيۡنٰهُمۡ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا

(سورۃ النساء آیت ۶۸)

یصلون بسوکہ الی عالم القدس و یفتح لھم
ابواب الغیب

(روح البیان ج ۲ ص ۲۳۳)

انعم اللہ علیھم ، ای اتم اللہ علیھم النعمۃ وھذا ترغیب المومنین فی الطاعۃ حیث و عدو اعرافتہ اقرب عباد الی اللہ وارفعھم درجات عندہٗ

عُلمائے مُتقدمین کی مندرجہ بالا وضاحت کے بعد ہر صاحبِ عقل اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے صدّیقین کو کون کون سے انعامات دے رکھے ہیں جن کا تذکرہ اُس نے قرآن مجید میں اِن الفاظ کے کر رکھا ہے کہ

اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيۡقِيۡنَ وَ
الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ ۚ

اللہ تبارک و تعالیٰ کا انبیاء کرام کے بعد صدیقین کا تذکرہ کرنا اس امر کی بھی واضح دلیل ہے کہ نبی کے بعد اگر کوئی درجہ ہو سکتا ہے تو وہ صدیق ہے"

اندریں صُورت تسلیم کرنا ہوگا کہ جس طرح شُہدائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک اعلیٰ قسم کی زِندگی عطا فرما رکھی ہے ایسے ہی صدّیق کو بھی ایک ایسی حیاتِ دوام تفویض کر رکھی ہے جس کے لیے فنا کا کوئی تصوّر موجود نہیں

اب اُن لوگوں کی سفاہت کا کیا کیا جائے جو معاذ اللہ انبیاء کرام کو

بھی مردہ تصور کرتے ہیں‘‘

بہر حال ! ہمارا مقصد یہ بتانا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام یافتہ لوگوں میں انبیاء کرام کے بعد صدیقین کا درجہ ہے اور یہی وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کی پیروی کے لئے ہر مُسلمان کو دن میں کئی کئی بار یہ دعا مانگنا پڑتی ہے

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ

یعنی الٰہی ہمیں اُن لوگوں کے راستہ پر چلا جن پر تو نے انعام کئے‘‘

یہ دُعا کیسی؟

حیرت تو اس بات کی ہے کہ ایک طرف تو بار بار یہ دُعا کی جائے کہ الٰہی ہمیں انعام یافتہ لوگوں کے راستہ پر چلا اور دوسری طرف اُنہی انعام یافتہ لوگوں پر گُمراہ ہوجانے کی تُہمت لگادی جائے،،

خداوند عزوجل فرماتے ہیں !

اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ

یعنی انبیاء وصدیقین، شُہداء وصالحین اِنعام یافتہ لوگ ہیں مگر کچھ لوگ شہداء پر ہی نہیں بلکہ سیّد الشہداء پر بغاوت کا الزام لگا رہے ہیں۔

اور ان لوگوں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ دین اسلام میں بدعات کا اجراء

کرنے والے صالحین ہیں جب کہ اس کے برعکس ایک گروہ صدّیقین کو نہیں بلکہ اصدق الصّادقین اور امام الصّدّیقین کو غاصب قرار دیتا ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

سب کے کہاں نصیب

اَب جب کہ یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منعم حقیقی خالق کائنات اللہ جل مجدہ الکریم کے انعام یافتہ لوگوں میں سے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ انبیاء کرام کے بعد مُنعم علیہم میں بھی اعلیٰ درجہ والوں میں سے ایک ہیں۔

اور یہ حقیقت بھی منکشف ہو چکی ہے کہ ان لوگوں کی معیت معمولی بات نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِس معیت کو زبردست اہمیّت دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ! کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریں گے اُن کو اُن کی معیت نصیب ہوگی جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا‘‘

گویا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت کا حصول معمولی امر نہیں بلکہ خدائے قدوس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پورے طور پر اطاعت کرنے کے بعد حاصل ہوگی۔

قارئین اندازہ فرما سکتے ہیں کہ جس امر کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی اور اپنے پیارے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی اطاعت وفرماں برداری کے

ساتھ مشروط فرماتے ہیں وہ یقیناً یقیناً غیر معمولی اور خصوصی اہمیّت کا حامل ہوگا۔

لٰہذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیّت بھی خداوند تعالیٰ کا بہت بڑا انعام اور عظیم اعزاز ہے مگر لُطفِ خُداوندی ہر ایک کے نصیب میں نہیں خدا تعالیٰ کے اِس احسانِ عظیم کا حصول قرآن وحدیث کی روشنی میں سوائے ان امور کے مم کن ہی نہیں"

۱۔ اطاعتِ خُدا عزّ وجل

۲۔ اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۳۔ منعم علیہم سے والہانہ محبت

اب اگر کوئی شخص خدا اور رسول کی اطاعت افرماں برداری سے گریز پا ہو اور مُنعم علیہم کی محبت سے بھی تہی دامن ہو تو پھر اُس کے لئے سوائے دنیا وآخرت کی محرومیوں کے کیا ہو سکتا ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ

ہم چاہتے ہیں

اب ہماری یہ خواہش تو دم توڑ چکی ہے کہ مختلف عقائد کے علماء ایک جگہ جمع ہو کر افہام وتفہیم کے ساتھ اُن اختلافات کو دُور کرنے کی کوشش کریں جو ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کر چکا ہے تاہم ایک خواہش اب بھی باقی

ہے کہ پڑھے لکھے حضرات بِالخصوص اور جملہ عامۃ الناس بالعموم کم از کم اتنا تو کریں کہ نام نہاد مُلّاؤں سے نئی نئی باتیں سُن کر فوراً ہی اُن کی تصدیق و تائید کرنے کی بجائے اُن کے بارے میں تھوڑی سی تحقیق کر لیا کریں۔ ممکن ہے ایسا کرنا آپ کے لئے فلاح دنیوی اور نجاتِ اُخروی کا باعث بن جائے۔

یقین جانیں کہ نہ تو آپ کا مولوی پیغمبر ہے اور نہ ہی آپ صدّیق اکبر ہیں کہ اگر آپ نے اُس کی ہر بات کی فوراً ہی تصدیق نہ کر دی تو آپ خدانخواستہ دین سے نکل جائیں گے۔

ہم نے یہ معروضات عصرِ حاضر کی ضرورت کے پیش نظر اُس وقت کی ہیں جب پورے طور پر یہ بات کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ اکثر لوگ اپنے پسندیدہ مولوی کی ہر بات کو اٹل اور آخری بات تسلیم کر لینے کو ہی جزوِ ایمان بنا بیٹھتے ہیں حالانکہ یہ سراسر غلطی اور خود اپنی ہی ذات کے ساتھ زیادتی ہے۔

ایک لطیفہ

یہاں ہمیں ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے اِسے صرف ہنسی کی نذر نہ کر دیں بلکہ دل میں بھی اُتارنے کی کوشش کریں۔

ایک شخص کاروبار کے سلسلہ میں دوسرے شہر چلا گیا۔ اُس کی بیوی نے مولوی صاحب سے خط لکھوالیا کہ میں بیوہ ہوگئی ہوں خدا کے لئے واپس

آجاؤ۔

شوہر نے خط پڑھا تو چیخیں مار مار کر رونا شروع کر دیا۔ ایک صاحب نے پوچھا کیا بات ہے کیوں روتے ہو؟

کہا ! میری بیوی بیوہ ہوگئی ہے۔

وہ شخص ہنس پڑا اور کہنے لگا بھلے لوگ کسی نے تیرے ساتھ مذاق کیا ہے تیری بیوی تو اُس وقت بیوہ ہوگی جب تو مرے گا۔

شوہر صاحب بسورتے ہوئے بولے اتنی بات میں بھی جانتا ہوں کہ میری زندگی میں میری بیوی بیوہ نہیں ہوسکتی مگر یہ خط کسی ایسے ویسے کا نہیں بلکہ ہمارے مولوی صاحب کا لکھا ہوا ہے اور ہمارے مولوی صاحب کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ لہٰذا اب میں زندہ رہوں یا مروں میری بیوی تو بیوہ ہوگئی ہے۔

بہرکیف ! اب آپ زیبِ عُنوان آیت اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمۡ کے ضمن میں میں بیان کی جانے والی آخری آیت کی تفصیل وتفسیر سے روشناس ہونے سے قبل اس حقیقت سے آگاہی حاصل کریں کہ خدا اور رسول کے اطاعت گزار جنت الفردوس میں منعم علیہم کے ساتھ کس طرح ہونگے۔

ایک درجے میں کیسے ہونگے

اِس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ وہ اُن کے ساتھ عین اُنہیں کے

درجات میں ہونگے کیونکہ یہ بات ممتنع ہے۔

تو لازم ہوا کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ جب ارواحِ ناقصہ کا دنیا میں ارواح کاملہ کے ساتھ شدید محبت کی وجہ سے علاقہ وتعلق کامل ہوجاتا ہے تو پھر جب وہ عالمِ دنیا میں اُن سے علیحدہ ہوکر عالم آخرت میں ملتی ہیں تو وہ روحانی تعلق باقی رہتا ہے۔

انه ليس المراد من كون هؤلآئِ معهم هوَ ان يكونون فى عين تلك الدرجات لان هذا ممتنع فلابد ان يكون معناه ان الارواح الناقصه اذا اسكملت علائقها مع الارواح الكاملة فى الدنيا بسبب الحب الشديدنا وقت هٰذا العالم ووصلت الى عالم الآخرت بقيت تلك العلائق الروحانية

اِس مقام پر علامہ رازی کی طویل عبارت کا خلاصہ اس لئے پیش کیا گیا ہے تاکہ قارئین پر وضاحت ہوجائے کہ جنت الفردوس میں انبیاء و صدیقین کے ساتھ اہل اطاعت ومحبت کی معیّت کس صورت میں ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ قرآن مجید نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق کی لازوال معیت کو کس طرح بیان کیا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ تَرٰىہُمۡ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا

مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا

محمد اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے
آپس میں نرم دل، تو اُنہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدہ
میں گرتے اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں

(سورۃ الفتح آیت ۲۹)

تفسیر ! حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں!
والذین معہ، یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پہلے ایمان لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلانے کے لئے کمر بستہ ہوئے۔

وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ یعنی ابا بکر اول من آمن به وقام معه یدعوالکفار الیٰ دین اللّٰه

(تفسیر ابن عباس مع الدر منثور ج ۵ ص ۲۳۰)

عن ابن عباس معه ابو بکر الصّدیق اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ عمر بن الخطاب رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ عثمان بن عفان تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا علی ابن ابی طالب

(دُر منثور ج ۶ ص ۸۳) (تفسیر خازن ج ۴ ص ۱۷۹)
(معالم التنزیل ج ۴ ص ۱۷۹) (فتح البیان ج ۵ ص ۴۸)

صحابہ کرام کی تفسیر کے مطابق مندرجہ بالا آیت کریمہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

معیت ایسی ہے جو دنیا و آخرت میں بغیر کسی واسطہ و وسیلہ کے قائم و دائم رہے گی"

اِس آیت کے دیگر حوالہ جات اس سلسلہ کی تیسری کتاب "یار غار" میں ملاحظہ فرمائیں اور زیب عنوان آیت اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ کی تفسیر میں قرآن مجید کی آخری آیت ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن کی آخری گواہی

سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدیق ہونا قرآن کی متعدد اور نصوص قطعیہ وصریحہ کی روشنی میں احادیث رسول اور اقوال صحابہ سے ثابت کیا جا چکا ہے اب ہم اس بحث کا اتمام قرآن مجید کی ہی ایک ایسی آیت پر کرتے ہیں جسے ضمناً پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ

ترجمہ! اور وہ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے
وہ صدیق ہیں

(سورۃ الحدید آیت ۱۹)

اِس آیت کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ مجاہد نے کہا جو شخص بھی اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے وہ صدیق ہے اور یہ آیت پڑھی۔

ضحاک نے فرمایا یہ آٹھ نفوس ہیں اپنے زمانہ میں تمام اہل زمین سے پہلے اسلام لائے اور یہ ابوبکر و علی، زید و عثمان، طلحہ و زبیر، اور سعد و حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں

قال مجاهد كل مَن آمن بالله و رسله فهو الصّديق و تلا هٰذه الآية قال الضحاك هم ثمانية نفر من هٰذه الاُمّة سبقوا اهل الارض فى زمانهم الى الاسلام ابو بكر و على و زيد و عثمان و طلحة و الزبير و سعد و حمزه رضوان الله عليهم اجمعين

(معالم التنزیل ج ۴ ص ۳۰) (خازن ج ۴ ص ۳۰)

صاحب تفسیر کبیر زیرِ آیت لکھتے ہیں کہ صدیقین وہ ہیں جو معین رسولوں پر اس طرح ایمان لائے اور آلِ یاسین اور مومن آلِ فرعون کی طرح ایک لمحہ بھی ان کی تکذیب نہ کی اور جو ہمارے دین پر ہیں" یہ آٹھ افراد ہیں جو اہل زمین میں سب سے پہلے ایمان لائے اور وہ حضرت ابوبکر، علی، اور زید و عثمان اور طلحہ و زبیر اور سعد و حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور نویں عمر ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے صدقِ نیت کی وجہ سے اُن کے ساتھ ملحق فرمادیا

ان الصّديقين هم الذين آمنوا بالرسل معين اُتوهم ولم يكذبوهم ساعة قط مثل آل يٰسين و مومن آل فرعون و اما فى ديننا فهم ثمانية سبقوا اهل الارض الى الاسلام ابو بكر و على و زيد و عثمان وطلحة و زبير و سعد و حمزه و تاسعهم عمر الحقه الله بهم ما اعرف ميں صدق نيّة

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۹۵) (روح المعانی ج ۱۴ ص ۲۴۸)

علامہ زمخشری اور علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔

وهم الذين سبقوا الى التصديق و اشهدوا فى سبيل الله

(کشاف ج ۲ ص ۴۳۶) (مدارک مع خازن ج ۴ ص ۲۴۸)

اس سے قبل مدارک میں وعد اللہ الحسنیٰ کے تحت بیان کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کیونکہ وہ سب سے پہلے ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور اس میں ان کے فضل وتقدم کی دلیل ہے۔

وعده الله الحسنٰى نزلت فى ابى بكر رضى الله تعالىٰ عنه لانه اوّل من اسلم اوّل من انفق فى سبيل الله وفيه دليل علىٰ فضله و تقدمه

(مدارک مع خازن ج ۴ ص ۲۴۴)

اب آپ ایک ایسی عبارت ملاحظہ فرمائیں جس میں زیر بحث آیت کریمہ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ ہی کواس آیت کی تفسیر میں دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں اس وضاحت کے بعد مزید کسی تفسیر اور تفصیل کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

علامہ ابن کثیر نے مزید وضاحت کرتے ہوئے اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے "اعمش، ابی ضحیٰ، مسروق، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت کریمہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ

رَبِّهِمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان کی تین اصناف میں مصدقین ، صدیقین اور شہداء جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں اُن کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کئے'' انبیاء صدیقین اور شہداء صالحین میں سے

قال الاعمش عن ابی ضحیٰ عن مسروق عن عبداللہ ابن مسعود فی قولہ تعالیٰ اُلٰئِک ہُمُ الصِّدِّیقُوْنَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِم قال ہم ثلاثۃ اصناف یعنی المصدقین والصدیقین والشہداء کما قال تعالیٰ و من یطع اللہ والرسول فا نْعَمَ اللہ عَلَیْهِم مِنَ النَّبِیّیْنَ وَالصِّدِّیقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ

ابن کثیر مع فتح البیان ج ۴ ص ۴۰۱

تاجدارِ مملکتِ صداقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آسمانی اسم گرامی صدیق کے متعلق کتب اسلامیہ میں مزید بھی بے شمار شواہد موجود ہیں جنہیں بخوف طوالت قلم انداز کرتے ہوئے انہی الفاظ کے ساتھ اس سلسلہ وار صحیفۂ محبت کے نقش اوّل '' **الصدیق** '' کا اتمام کیا جاتا ہے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ شمع رسالت حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پروانۂ شمع رسالت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقہ سے یہ ہدیۂ خلوص قبول ومنظور فرمائے اور میری اور میرے والدین کی نجات کا سبب بنائے '' آمین بجاہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاک پائے غلامان محبوب

صائم چشتی
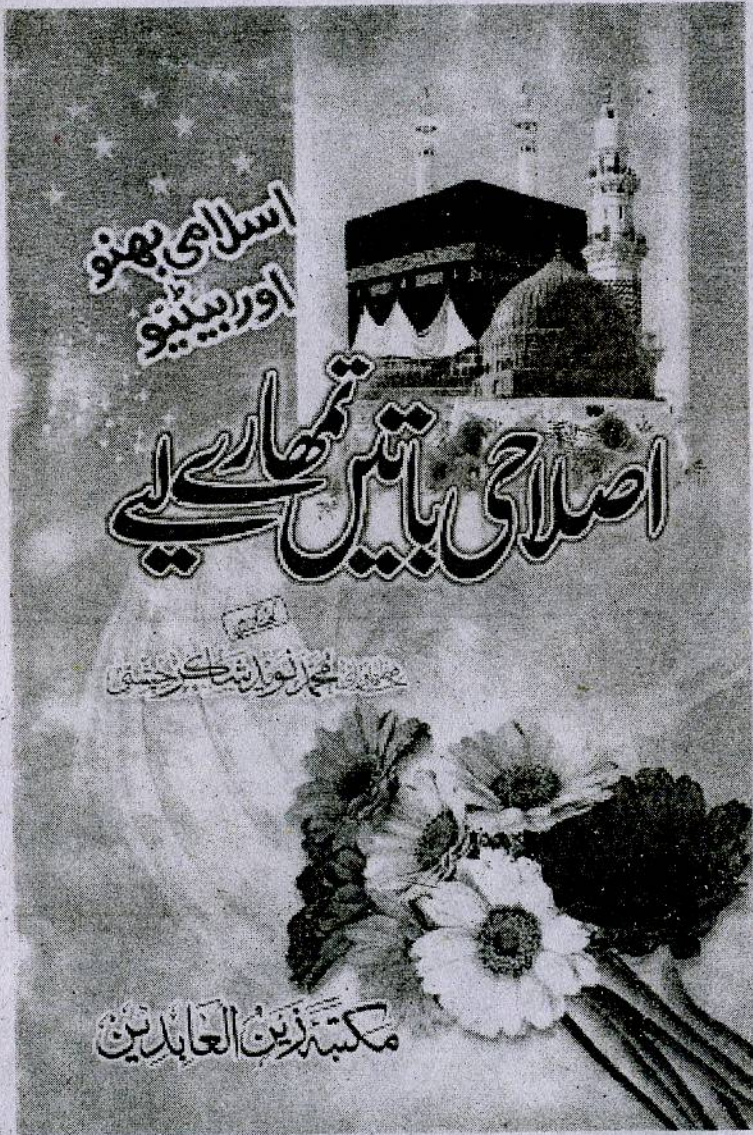
وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

الصدیق

مفسر قرآن علامہ صائم چشتی

چشتی کتب خانہ

حصہ اول

دنیائے نقابت کے درخشندہ ستارے

مکتبہ زین العابدین

خواتین کی
محفلِ
درسِ حدیث
مکتبہ زین العابدین
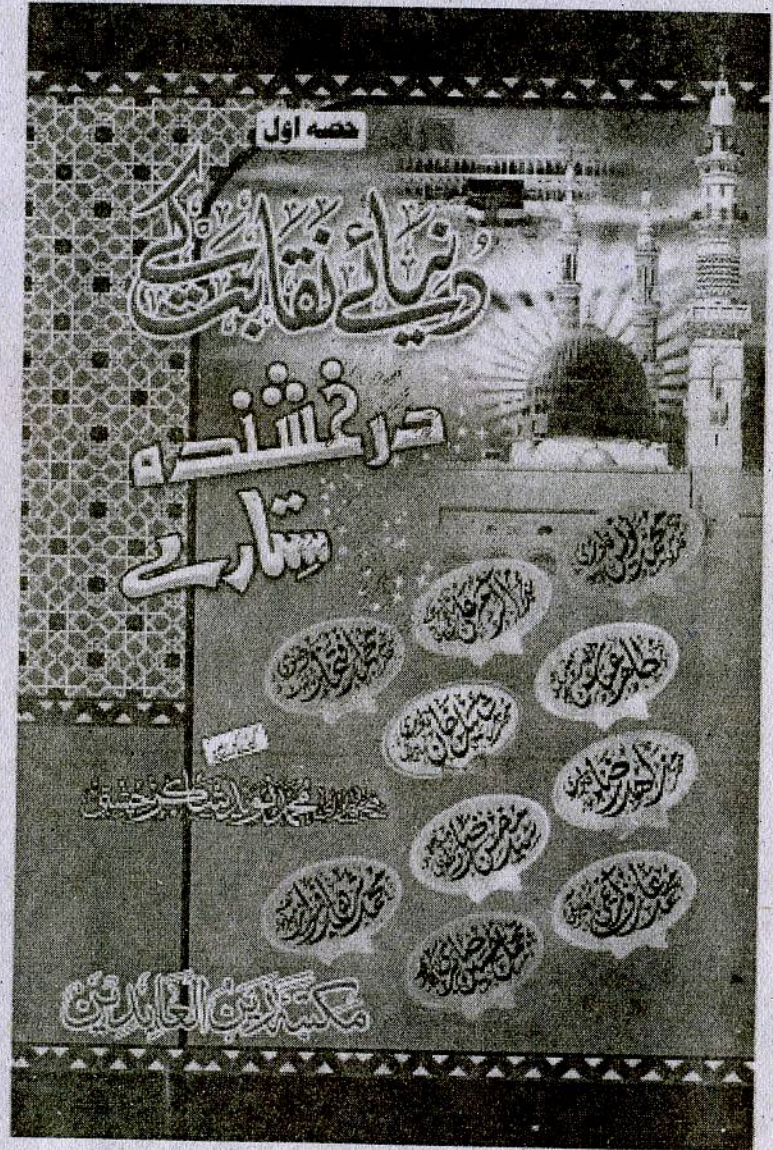
مکتبہ زین العابدین
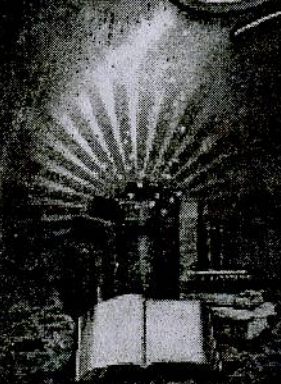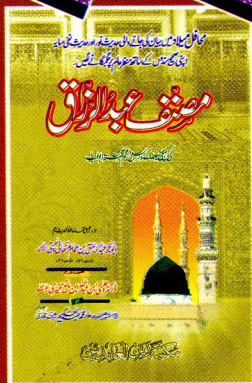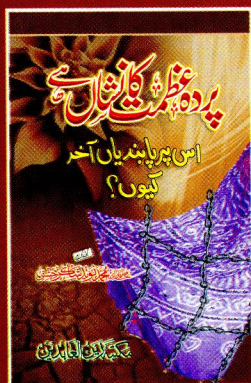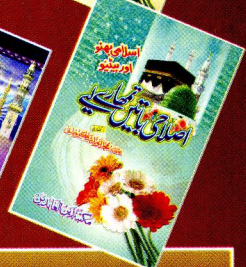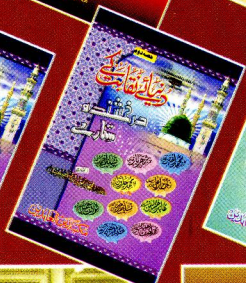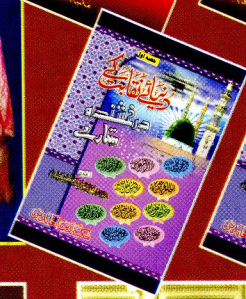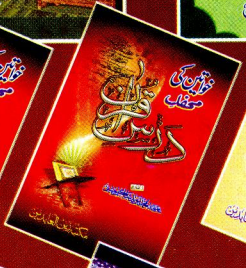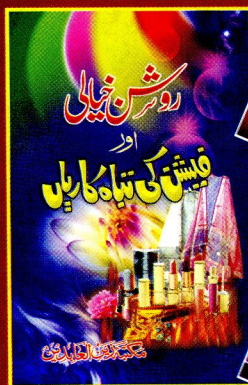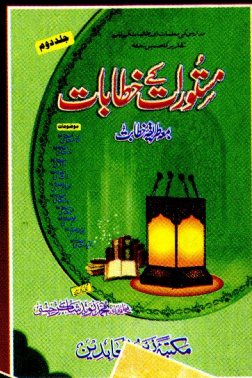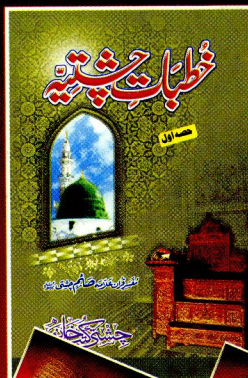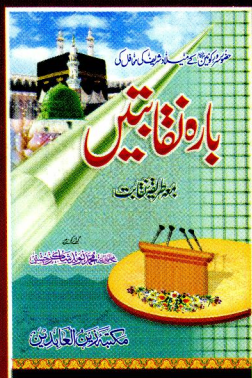
نزد شالیمار گارڈن باغبانپورہ لاہور

0332-4300213,0315-4300213